U2285 | 12-12-ф.

Title - DEEWAN HAFEEZ ISM TAREEKHI GHAMGUSAAR

Creator - Hafiz Mohd. Ali Hafeez Jonpuri.

Publisher - Matba Hakeem (Gorakhpur).

Date - 1307.

Pages - 254

Subjects - Ghamgusaar.

حفیظ اپنے اشعار ہین معرفت مین

مری شاعری ہے عبادت مین داخل

دیوان اول

موسومہ

دیوان حفیظ

اسم تاریخی

غمگسار ۱۳۲۱ھ

باہتمام خاکسار حکیم برہم

در مطبع حکیم برہم واقع شہر گورکھپور مطبوع گردید

قیمت فی جلد ۸ علاوہ محصولڈاک ۵۰

بار دوم ۵۰۰ قیمت فی جلد ۸/ علاوہ محصول ڈاک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

١ بود و نمود ہستی خمیازہ ہے عدم کا — یعنی اسے سمجھیے ہنگامہ کوئی دم کا

مسجود خلق ٹھہری جب ذات پاک تیری — سجدے مین سب سے پہلے سر جھک گیا قلم کا

احسان کیا جو بخشا پرسش کے بعد تو نے — ہوتا ہے دل ہی کتنا شرمندہ کرم کا

تسکین کو ہماری کافی تھا صرف وعدہ — حد ہے عنایتون کی کھانا یہ پھر قسم کا

آرام کی جگہ ہے یہ گوشۂ قناعت — چھپر فقیر کا بھی اک قصر ہے ارم کا

ابتک مری زبان پر جاری ہے نام تیرا — واجب ہے شکر کرنا اِس وقت مغتنم کا

دم کی ہے آمد و شد قطع منازل عمر — ہر سانس کو سمجھیے جادہ رہِ عدم کا

چھن چھن کے نور دل سے آنکھوں مین آ رہا ہے — جلوہ ہے دیر مین بھی رونق دہِ حرم کا

جاسوس عمر رفتہ مخبر نفس نفس ہے — اُسکو پہونچ رہا ہے سب حال دمبدم کا

تیری عطا زیادہ ہے میرے حوصلے سے — پھر کس لیے ہو دل کو اندیشہ بیش و کم کا

محشر مین پار ہوگا بیڑا حفیظ کا بھی
آئے گا جوش پر جب دریا ترے کرم کا

مشکل ہے وصف کرنا محبوب کبریا کا — انسان کی یہ قدرت ہو ہمزبان خدا کا

کون و مکان کے جلوے دلکو دکھائے یارب / نظارہ ہو میسر اس روے حق نما کا
اسوقت باغ یثرب سے شاید آرہی ہے / جب تو قدم زمین پہ پڑتا نہین صبا کا
خاک اس زمین کی پاؤن تو آنکھ سے لگاؤن / بوسہ لیا ہے جسنے حضرت کے دست و پا کا
اے خوبی مقدر وہ دل ہین جلوہ گر ہے / فیض قدم سے جسکے کعبہ ہے گھر خدا کا
اک دن کسی طرح تو جاگے نصیب خفتہ / یارب ہو خواب ہی مین دیدار مصطفےٰ کا
ہاتھون مین میرے جسدن ہوگا غلاف کعبہ / پورا ہی ہو رہیگا سب حوصلہ دعا کا
اے ساکن بہشت عمر ابد مبارک / جنت کے رہنے والو مژدہ تمہین بقا کا

کافی حفیظ کو ہے بخشش کا یہ سہارا
رکھتا ہے ذوق دل مین وہ نعت مصطفےٰ کا

جسکے سر تاج ہو شفاعت کا / پوچھنا کیا ہے اسکی امت کا
اب بلا لیجیے مدینے مین / غم کہان تک اٹھاؤن فرقت کا
سبز باغ اور کو دکھا واعظ / مجکو سودا نہین ہے جنت کا
ہو نہ زاد راہ جبل حج کو / کام ہے اس سفر مین ہمت کا
گلشن نعت کی ہوا جو لگی / رنگ بدلا مری طبیعت کا
کچھ مدینے کا ذکر کر واعظ / ختم کر اب بیان جنت کا
آدمی کو ملک کرین سجدے / کیا تماشا ہے اسکی قدرت کا
اسکے رہرو بھٹک نہین سکتے / راستہ صاف ہے شریعت کا
ہاتھ مین ہو جو آپ کا دامن / سر پہ سایہ ہو ابر رحمت کا
جس کو چاہا بنا لیا اپنا / واہ کیا نقش تھا نبوت کا

میری مٹی ہو ہند مین برباد
یہ بھی ہے اک مقام حسرت کا

راہ نکلے مدینے جانے کی
دور یارب ہو پھیر قسمت کا

دشمنون کے لئے دعائے خیر
خاتمہ ہوگیا مروت کا

اے حبیب خدا حفیظ کو ہے
آسرا آپ کی شفاعت کا

محشر مین اور کون ہے مجھ روسیاہ کا
رحمت ہی اک وسیلہ ہے عفوِ گناہ کا

راہِ طلب مین منزل مقصود ایک ہے
ناواقفون کے واسطے ہے پھیر راہ کا

دیوانہ ہون جو چھوڑ کے نزدیک جاؤن دور
دل بھی ہے ایک نام تری بارگاہ کا

کیون کر نہ اپنے عجز مین ہو شانِ تمکنت
طالب ہون کس کریم سے عفوِ گناہ کا

آنکھون مین اپنی آٹھ پہر ہے جمال دوست
آلایشون سے پاک ہے دامن نگاہ کا

راتین کٹین فراق کی دن ہجر کے ڈھلین
بجھ بھی چکے چراغ کہین مہر و ماہ کا

ہم یہ سمجھ کے حشر مین خاموش ہی رہے
بدتر گنہ سے عذر ہے اپنے گناہ کا

کونین مین ہے شمع محبت کی روشنی
پھیلا ہوا ہے نور تری جلوہ گاہ کا

ہم مجرمون کو تیرے کرم کا ہے آسرا
اس کے سوا نہین کوئی گوشہ پناہ کا

روتا ہون دیکھ دیکھ کے خورشید حشر کو
عالم نظر مین ہے کسی زرین کلاہ کا

یارب ہجوم عام مین رسوا نہ کیجیو
اقرار ہم سے لے نہ ہمارے گناہ کا

دنیا کو چھوڑ دینے سے حاصل ہوا یہ فخر
دیکھو لقب ملا ہے فقیرون کو شاہ کا

صد شکر کام آئی مری لاغری حفیظ
مجھ ناتوان سے بوجھ نہ اٹھا گناہ کا

اس محبت میں نہ پوچھو کیا کیا — کیا کہیں جو کچھ نہ کرنا تھا کیا

خود ہی مجھکو خلق میں رسوا کیا — خود ہی کہتے ہیں یہ میں نے کیا کیا

ہاے رے رازِ محبت کا لحاظ — دل میں رکھا آنکھ سے پیدا کیا

اُن کی یکتائی کا دعویٰ مٹ گیا — آئینے نے دوسرا پیدا کیا

واہ رے وعدہ ترا وعدہ خلاف — حشر میں بھی وعدۂ فردا کیا

عشق چھپتا ہے چھپائے سے حفیظ
کھل گیا میں نے بہت پردا کیا

نہ کچھ عیب ٹھہرے اگر دیکھ لینا — تو مڑ کر ادھر اک نظر دیکھ لینا

ابھی تو عدو تم سے کہتے ہیں سب کچھ — نکل جائیں گے وقت پر دیکھ لینا

چھپے گی نہ میری تمھاری محبت — یہ مشہور ہوگی خبر دیکھ لینا

قفس کو بھی صیاد ہم لے اڑینگے — سلامت جو ہیں بال و پر دیکھ لینا

مری جان لیگی تری چارہ جوئی — یہ ہونا ہے اے چارہ گر دیکھ لینا

محبت نہیں تو عداوت ہی سے تم — ادھر دیکھ لینا اُدھر دیکھ لینا

ابھی اس کو سمجھیں وہ تیر ہوائی — دکھائیں گی آہیں اثر دیکھ لینا

مرا دل بھی رکھنا عدو کی بھی خاطر — اُسے بھی سمجھ بوجھ کر دیکھ لینا

حفیظ اُن سے ملنے تو دو رفتہ رفتہ
لگائیں گے ہم راہ پر دیکھ لینا

کہا کس نے کہ وعدے کا اعتبار نہ تھا — وہ اور بات تھی جس سے مجھے قرار نہ تھا

شبِ وصال وہ کس ناز سے یہ کہتے ہیں — ہمارے ہجر میں سچ سچ تمھیں قرار نہ تھا

نکھارتا ہے جواب شیخ زہد کی باتین ہو
فقط تھی ایک خموشی مرے سخن کا جواب
یہ مجھکو دیکھتے ہی تو نے کیون چرائی آنکھ
وہی تھین عیش کی راتین وہی تھے لطف کے دن

تو کیا یہ عہد جوانی مین بادہ خوار نہ تھا
نہین نہین سے تجھے کہنا ہزار بار نہ تھا
نگاہ لطف کا کیا مین امیدوار نہ تھا
کسی کی یاد کسی کا جب انتظار نہ تھا

ہزار شکر کہ نکلا وہ صادق الاقرار
تمہین حفیظ کی باتون کا اعتبار نہ تھا

یہ تو انھین کی بات انھین کا کہا ہوا
انصاف جب نہ کچھ مرا روز جزا ہوا
بہتر ہے اب نہ کیجیے جور و جفا کا ذکر
رنجش ہوئی کسی سے بلا آئی میرے سر
پھرتے ہین بیقرار سے کچھ ساکنان عرش
بیٹھے تو میرے سامنے ہو دھیان ہے کہین
رونا تو ہے اسی کا وہ بدعہد بھی نہین
کچھ انکی بیرخی سے مرے حوصلے ہین پست

کیا خوب روز حشر مرا فیصلا ہوا
بولے وہ مسکرا کے کہو میرا کیا ہوا
پچھلی کہانی چھوڑیے جو کچھ ہوا ہوا
بگڑی ہی رقیب سے بھی تو شکوہ مرا ہوا
کیا جانے کس غریب کا نالہ رسا ہوا
آنکھین ادھر دل اور طرف ہے لگا ہوا
وعدہ جو ہم سے تھا وہ عدو سے وفا ہوا
کچھ آسمان کے ظلم سے مین ہون دبا ہوا

دیکھو حفیظ اُن سے ملا تا سنبھل کے ہاتھ
وزد حنا ہے گھات مین دل کی لگا ہوا

نہ آجائے کسی پر دل کسی کا
لگا اک ہاتھ کیا دیکھتا ہے
ادا سے اُس نے دو باتین بنا کر

نہو یارب کوئی مائل کسی کا
کہین ہو فیصلہ قاتل کسی کا
کسی کی جان لے لی دل کسی کا

اُٹھا جب دردِ پہلو دل پکارا
نہین کوئی دم مشکل کسی کا

ابھی جینا پڑا کچھ دن ہمین اور
ٹلا پھر وعدۂ باطل کسی کا

بہت آہستہ چلمن کو اُٹھانا
ملین آنکھین کہ بیٹھا دل کسی کا

حفیظ اس طرح بھرتے ہو جو آہین
دُکھاؤگے مگر تم دل کسی کا

اب تو نہین آسرا کسی کا
اللہ ہے اپنی بیکسی کا

او آنکھ بدل کے جانیوالے
کچھ دھیان کسی کی عاجزی کا

بیمار کو دیجیے تسلی
یہ وقت نہین جلی کٹی کا

آپس مین ہوئی جو بدگمانی
مشکل ہے نباہ دوستی کا

بالین سے کوئی اُٹھا یہ کہکر
انجام بخیر ہو کسی کا

غم کا بھی قیام کچھ نہ ٹھہرا
رونا گیا رو دیے خوشی کا

پہونچا ہی دیا کسی گلی تک
اللہ رے زور بیخودی کا

آخر کو شراب رنگ لائی
چھپتا نہین راز میکشی کا

اندھیر حفیظ ہو رہا ہے
بجھتا ہے چراغ زندگی کا

وہ رہ رہ کے چاہت جتانا کسی کا
وہ سو سو طرح آزمانا کسی کا

وہ کچھ کہتے کہتے زبان روک لینا
وہ باتون مین پہلو بچانا کسی کا

مری چھیڑ پر ہنسکے شوخی سے بولے
بُرا ہے مگر منھ لگانا کسی کا

تھکایا ہے واماندگی نے یہ کہکر
ابھی دور ہے آستانا کسی کا

بچے کیا دل ترے تیرِ نظر سے
قضا سے زور چلتا ہے کسی کا

مری فریاد کا مجھپر پڑے صبر
نہ ہو یارب کسی کا بال بیکا

تمھین ہم سے بھلا مطلب غرض کیا
بھرو تم دم عدو کی دوستی کا

ہمارے پاس اب رکھا ہی کیا ہی
فقط اک دل ہے وہ بھی آپ ہی کا

پلائین وہ جو اپنے ہاتھ سے جام
تو البتہ مزا ہے میکشی کا

حفیظ اپنا سخن بھی مستند ہے
کہ ہون شاگرد امیرِ لکھنوی کا

کیون مجھ سے ہے یہ مفت کی تکرار کیا ہوا
اچھا جو مین نے کر ہی لیا پیار کیا ہوا

واعظ تری زبان تو پکڑتے نہین غریب
آئے جو بزم وعظ مین میخوار کیا ہوا

کہتے نہ تھے رقیب ہین سب جھوٹے مدعی
دیکھو کھنچی جو میان سے تلوار کیا ہوا

پھسلے قدم فرشتون کے ایسی جگہ ہے یہ
دنیا مین مین ہوا جو گنہگار کیا ہوا

ہین اُس کے بانکپن کی اداؤن پہ مر گیا
وہ رُک گیا جو کھینچ کے تلوار کیا ہوا

خوب آزما چکے انھین اب آزمائین کیا
سو بار وصل کا ہوا اقرار کیا ہوا

لو آج بے بلائے وہان پھر گئے حفیظ
پوچھے کوئی وہ عہد وہ انکار کیا ہوا

ہم کو دکھا دکھا کر غیرون کے عطر ملنا
آتا ہے خوب تم کو چھاتی پہ مونگ دلنا

محشر بپا کیا ہے رفتار نے تمھاری
اس چال کے تصدق یہ بھی ہے کوئی چلنا

غیرون کے گھر تو شب کو جاتے ہو بارہا تم
بھولے سے میرے گھر بھی اک روز آ نکلنا

ہٹ کی کچھ انتہا ہو ضد کی بھی کوئی حد ہے
یہ بات بات پر تو اچھا نہین مچلنا

جلتا ہے غیر ہم سے تو کیا خطا ہماری
تم یہ سمجھ لو اُس کی تقدیر مین ہی جلنا

جبتک ہین تیرے در پہ دلبستگی سہی ہی کچھ
یہ آستان جو چھوٹا مشکل ہے جی بہلنا

دیکھو حفیظ اپنے جی کی جو خیر چاہو
بستے جدھر حسین ہون وہ راستہ نہ چلنا

یہ سب کہنے کی باتین ہین کہ ایسا ہو نہین سکتا
محبت مین جو دل ملجائے پھر کیا ہو نہین سکتا

شکایت ہو نہین سکتی کہ شکوا ہو نہین سکتا
ذرا سا چھیڑ دے کوئی تو پھر کیا ہو نہین سکتا

بُرائی کا عوض ہرگز بھلائی ہو نہین سکتی
بُرا کہکر کسی کو کوئی اچھا ہو نہین سکتا

ہمارا اُن کا قصہ لوگ سنتے ہین تو کہتے ہین
مزا ہے حشر تک یکسو یہ جھگڑا ہو نہین سکتا

کرین تیری شکایت کیا کہ تو اک دوست ہی اپنا
کسی دشمن کا بھی ہم سے تو شکوا ہو نہین سکتا

الٰہی جذبِ دل کی اس کشش سی باز آیا مین
کوئی پردہ نشین کہتا ہی پردہ ہو نہین سکتا

حفیظ اُن کی غزل ہی چوٹ کھا بیٹھے ہین جو دلپر
بغیر اس کے سخن مین لطف پیدا ہو نہین سکتا

عبث کہتا ہی ناصح وصل اُس کا ہو نہین سکتا
بشر چاہے جو ای نادان تو کیا ہو نہین سکتا

ذرا چلمن اُٹھی اور آنکھ اپنی جا پڑی اُن پر
بچا ہی دیکھنے والون سی پردا ہو نہین سکتا

زبان گو وصل کے اقرار پر دیتے ہو تم مجکو
مگر آنکھین کہے دیتی ہین ایسا ہو نہین سکتا

دوا دردِ محبت کی نہین ممکن نہین ممکن
مسیحا سے ترا بیمار اچھا ہو نہین سکتا

حفیظ آئے ہین وہ باتین بنا کر اُن کو ٹھہراؤ
اجی شاعر تو ہو کیا تم سے اتنا ہو نہین سکتا

کوئی تجھ سا حسین نہین ملتا
خوب ڈھونڈھا کہین نہین ملتا

مر کے بھی آسمان کے ہاتھون سے
چین زیرِ زمین نہین ملتا

لیجیئے مجھ سے دل کہ یہ سودا
ہر جگہ ہر کہین نہین ملتا

دیکھیئے تو ہر اک جگہ ہے وہ
ڈھونڈھیئے تو کہین نہین ملتا

گفتگو اپنے دل سے کرتا ہون
جب کوئی ہمنشین نہین ملتا

ہائے چوری چھپے بھی راتون کو
اب وہ پردہ نشین نہین ملتا

میکدہ چھٹ گیا ہے جب سے حفیظ
لطف صحبت کہین نہین ملتا

نقشہ جو اُن آنکھون مین جما تھا مرے دل کا
غنچے یہ ہوا باغ مین دھوکا مرے دل کا

ہاتھون مین علاج اُن کے کبھی تھا مرے دل کا
اب تو ہے کوئی اور مسیحا مرے دل کا

سینے سے نکلتا ہی نہین تیر کسی کا
یہ بھی کوئی ارمان ہے گویا مرے دل کا

چرچا تھا کبھی حسن کے بازار مین اپنا
گاہک تھے حسین۔ تھا وہ بکا مرے دل کا

اُف منہ سے نہ کی جھیل کے فرقت کی اذیّت
کیا ضبط ہے اللہ رے کلیجا مرے دل کا

تیری نگہِ لطف کے پھرتے ہی یہ دیکھا
کوئی نہ رہا دیکھنے والا مرے دل کا

دیکھے نہون جس نے تری آنکھون کے کرشمے
دیکھے وہ نظر بھر کے تماشا مرے دل کا

آمیزش خون اشک مین بے وجہ نہین ہے
شاید کوئی پھر آبلہ ٹوٹا مرے دل کا

بیچین کیا اور بھی دے دے کے تسلّی
کیا خوب کیا تم نے مداوا مرے دل کا

لے گا وہ اسے جس کو پرکھ اور نظر ہے
تم سے نہ پٹے گا کبھی سودا مرے دل کا

آنکھون سے حفیظ اپنی ٹپکنے لگے آنسو
جب حال کسی دوست نے پوچھا مرے دل کا

دیکھے نہ آنکھ اُٹھا کے جو ہو چاند عید کا
اللہ رے دماغ ترے محو دید کا

تو نے لیا جو مول تو انمول دل ہوا
کیا مرتبہ بڑھا ہے ترے زر خرید کا

پیر مغان سے کم نہیں کچھ مغبچون کا فیض
جو پیر کا چلن وہ طریقہ مرید کا

کچھ سے لیا گلون نے اُڑایا شفق نے کچھ
کیا کیا بٹا ہے خون تمھارے شہید کا

جس روز وصل یار میسر ہوا اسے حفیظ
وہ شب شب برات ہے وہ دن ہے عید کا

وصل کی رات بھی پردہ نہ اُٹھا گھونگھٹ کا
اللہ اللہ تجھے کھٹکا ہے کوئی اس ہٹ کا

سر ٹپکتا ہون جو اُس در پہ تو فرماتے ہین
آپ کیون نقش مٹاتے ہین مری چوکھٹ کا

پھنس گیا دیکھ لی جس نے تری گیسو کی لٹک
مر گیا چل گیا جس پر تری لٹ کا لٹکا

تیرے در تک ترا دربان جو نہ آنے دیگا
بوسہ ہم دور سے لے لین گے تری چوکھٹ کا

تم نہ آؤ گے تو کیا جان نہ نکلے گی مری
کام دُنیا مین کسی کا نہین رہتا اٹکا

غیر کے گھر کے قریب اس لیئے گھر مول لیا
شاید آجائے اِدھر وہ کبھی بھولا بھٹکا

جس کو تاکا بس اُسے پھانس لیا تو نے حفیظ
تجکو معلوم ہے کمبخت غضب کا لٹکا

مجھکو پاس ضبط اُس کو حوصلہ بیداد کا
رخصت اے صبر و خرد گھٹتا ہے دم فریاد کا

بیقراری نے بھرم کھویا مری فریاد کا
حوصلہ کچھ اور اُس کو بڑھ گیا بیداد کا

ہر کڑی آسان ہے انسان جو دھو لے جی سے ہاتھ
دم نکلتے ہی سفر طے ہے عدم آباد کا

جب ہوا قطع تعلق تو زبان کیا بند ہو
مُنھ پکڑ سکتا نہین ہرگز کوئی آزاد کا

وہ کہین بن ٹھن کے جاتی ہین مری گھر کھینچ لا
المدد اے جذب دل یہ وقت ہے امداد کا

سامنے تیری نگاہ ناز کے اکثر رہا
دل سراپا چاہیئے آئینۂ فولاد کا

تنگ ہے جور اسیری بال و پر ہو ذبح ہوئے
جی مین ہے اُڑ جائیے لیکر قفس صیّاد کا

لاش پر مجھ زار کی موج ہوا کا ہے گمان
شک مرے تابوت پر ہے نکہت برباد کا

سخت جان ہو نہین ذرا مقتل مین چلکر آپ بھی
دل بڑھاتے جائیے ہر وار پر جلّاد کا

اس سے بڑھکر اور اسے ذوقِ اسیری کیا کہون
دل بھر آیا دام خالی دیکھکر صیّاد کا

گو تو اپنے طرز کا موجد ہے لیکن اسے حفیظ
جا بجا دیوان مین کچھ رنگ ہے اُستاد کا

کچھ پاس جب رہا نہ اُنھین رسم و راہ کا
جاتا رہا خیال ہمین بھی نباہ کا

ہوتا نہین ہے کچھ بھی اثر میری آہ کا
کیا دل سیاہ ہے فلک روسیاہ کا

تم آج یون بدل گئے یہ کل کی بات ہے
کھا کھا کے قسمین عہد کیا تھا نباہ کا

زاہد کو بھی پلائی ہے پینے سے بیشتر
کفارہ دے چکا ہون مین پہلے گناہ کا

گذری شبِ فراق تو کی مین نے یہ دعا
پھر مُنھ خدا دکھائے نہ اس روسیاہ کا

مجھ سے کبھی ملی کبھی اغیار سے لڑی
ہو خاک اعتبار تمھاری نگاہ کا

لوہے کا بھی جگر ہو تو یہ اُس مین گھر کرے
کیا بے پناہ توڑ ہے تیرِ نگاہ کا

ہو حق کا شور چار طرف سے بلند ہے
آتا ہے میکدے مین مزہ خانقاہ کا

شاید یہ پڑھ رہے ہین غزل حضرتِ حفیظ
بزمِ سخن مین شور ہے اک واہ واہ کا

او پری جی سی تھین دم بھر یہ پیار آیا تو کیا
وصل کی شب دو گھڑی دل کو قرار آیا تو کیا

جذبِ دل کا مزہ تو جب تھا کہ بلواتے مجھے
ذکر میرا اُن کے لب پر بار بار آیا تو کیا

آپ ہی مین تو مٹا ہون صورتِ نقشِ قدم
میری جانب سے ترے دل مین غبار آیا تو کیا
جب نہ مٹی دی نہ اُٹھا ہاتھ بہرِ فاتحہ
نعش کے ہمراہ کوئی تا مزار آیا تو کیا
کوئی دم افعال بد کا اپنے کر زاہد شمار
دانۂ تسبیح کا تجھکو شمار آیا تو کیا
پھر ساقی مین ہمین دونون سے کچھ مطلب نہین
فصل گل آئی تو کیا ابرِ بہار آیا تو کیا

کچھ خدا کے گھر مین بھی زاہد اجارا ہے ترا
پی کے مسجد مین حفیظِ بادہ خوار آیا تو کیا

مُنھ مرا ایک ایک تکتا تھا
اُس کی محفل مین مین تماشا تھا
ہم جو تجھ سے پھرین خدا سے پھرین
یاد ہے کچھ یہ قول کس کا تھا
وصل مین بھی رہا فراق کا غم
شام ہی سے سحر کا کھٹکا تھا
اپنی آنکھون کا کچھ قصور نہین
حُسن ہی دلفریب اُس کا تھا
فاتحہ پڑھ رہے تھے وہ جبتک
میری تربت پر ایک میلا تھا
نامہ بر نامہ جب دیا تونے
کچھ زبانی بھی اُس نے پوچھا تھا
اب کچھ اس کا بھی اعتبار نہین
پہلے دل پر بڑا بھروسا تھا
وہ جو رُک رُک کے پوچھتے تھے حال
دل مین رہ رہ کے درد اُٹھتا تھا

جھوٹا وعدہ بھی اے حفیظ اُن کا
زندگی کا مری سہارا تھا

قید مین اتنا زمانہ ہوگیا
اب قفس بھی آشیانہ ہوگیا
جبہہ سائی اک جہان کرنے لگا
کعبہ اُن کا آستانہ ہوگیا
بدگمانی نے ادھر کھیرا اسے مجھے
جب اُدھر قاصد روانہ ہوگیا

غیر پر بھی مہربانی ہو چکی ۔ دو دن اُس کا بھی زمانہ ہو گیا

کیا غزل کہتے ہو تم اے حفیظ
ختم رنگِ عاشقانہ ہو گیا

جدائی مین تری دل کو قرار ابتک نہین آیا ۔ پھر آیا جی مرا ذکر محبت جب کہین آیا

قضا آگے بڑھی کرتی ہوئی کچھ اہتمام اپنا ۔ مرا قاتل جو مقتل مین چڑھا کر آستین آیا

بُرا ہو جذبِ دل کا ۔ یا الٰہی اسکے ہاتھون سے ۔ ہجومِ عام مین بے پردہ وہ پردہ نشین آیا

منگایا آئنہ جب اُس نے تو یہ کہکے اُٹھے ہم ۔ اسی سے اب کرو باتین تمھارا ہمنشین آیا

جو دیکھا حُسن تیرا جلوہ آنکھون مین پھر اُس کا ۔ تری صورت جو دیکھی یاد صورت آفرین آیا

اکیلے جب کہین بیٹھے تو پہرون پھوٹکر روئے ۔ وہی چرچا وہی باتین جو کوئی ہمنشین آیا

محبت جب ہوئی تو قید مذہب رہ نہین سکتی ۔ کسی کا عشق عالم مین مٹانی کفر و دین آیا

تصور کیا بُری شے ہی کہ وقتِ نزع بالین پر ۔ فرشتہ موت کا آیا تو سمجھے وہ حسین آیا

حفیظ اس ضعف کے صدقے بٹھایا ہی کہان لاکر
گئی رفتار کی طاقت جو کوے نازنین آیا

چمن ہی جب چھٹا ہم سے خیال آشیان کیسا ۔ وطن سی جب قدم باہر نکالا پھر مکان کیسا

محبت ہی نہین باقی تو پھر کیون آزماتے ہو ۔ غرض مطلب نہین جب سی پھر اُس کا امتحان کیسا

عدم کے جانے والو یون نہ سوؤ پاؤن پھیلاکر ۔ لحد کی پہلی ہی منزل مین یہ خواب گران کیسا

کھلا جب رازِ دل تو کس لئے دین جان گھُٹ گھُٹکر ۔ محبت ہو چکی ظاہر تو پھر ضبط دہان کیسا

گلہ تو دوست سے ہوتا ہی دشمن کی شکایت کیا ۔ تمھین جب پھر گئے ہم سی عدوئے آسمان کیسا

مجھے کعبہ نشین سی کام ہی کعبے سی کیا مطلب ۔ بیان واعظا مکین کا ذکر لا مکان کیسا

عدو کا ذکر سننے کی تو پہلے تاب ہو دل کو
یہی حجت ہو نہین سکتا ملانا ہان مین ہان کیسا

ہزارون وہم ہین مجکو برا ہو اس محبت کا
صفائی آشنا دل ہو رہا ہے بدگمان کیسا

چمن برباد ہو شاخ نشیمن پر گرے بجلی
قفس کی خیر یارب باغ کیسا آشیان کیسا

حفیظ اچھا برا جو کچھ ہے اس کو جانے دو
مگر یہ تو کہو اس کا ہے انداز بیان کیسا

خراب و خستہ ہوئے خاک مین شباب ملا
ہمین یہ دل نہ ملا جان کا عذاب ملا

کسی کی یاد مین بے شبہہ بیقرار ہے تو
کہ آج ہے تری شوخی مین اضطراب ملا

شراب پی تو گنہگار مین ہوا واعظ
برائی کی جو مری تجکو کیسا ثواب ملا

ملے وہ عیش گذشتہ بھی اسے خدا مجکو
بہشت مین جو دوبارہ مجھے شباب ملا

بڑی کریم ہے پیر مغان کی بھی سرکار
کہ جب ملا مجھے ساغر علی الحساب ملا

کچھ آرزو نہ رہی ترک آرزو کے سوا
مرے سوال کا ایسا مجھے جواب ملا

گیا جو دل تو ملا داغ آرزو مجکو
اک آفتاب جو کھویا اک آفتاب ملا

حفیظ تم کو وہ ناکام وصل کہتے ہین
برا نہ مانو یہ اچھا تمھین خطاب ملا

تم مجھ سے پوچھتے ہو مرے جی کا حال کیا
کیون مہربان ہو کوئی سوجھی ہی چال کیا

مرگ رقیب بھی کوئی رونے کی بات ہے
کیا جانے آ گیا ہمین اس دم خیال کیا

زاہد شراب ناب ہو یا بادۂ طہور
پینے ہی پر جب آئے حرام و حلال کیا

مین جان نثار تم ہو مری جان کے عدو
میرا خیال کیا ہے تمھارا خیال کیا

منعم تجھے لبھانے کو دنیا کے ہین فریب
پھانسے گی مجھ غریب کو یہ پیرزال کیا

اچھی نہین ہے ہر کس و ناکس کی دوستی
دیکھو تو آجکل ہے زمانے کا حال کیا

موسی کی طرح ہو کوئی مشتاق دید بھی
سمجھے گی پھر نہ طور پہ برق جمال کیا

اللہ رے بخل بات کا دیتے نہین جواب
پورا کرین گے آپ ہمارا سوال کیا

سب سے چھپا رہے ہو عبث لیکے دل مرا
سمجھے ہو تم اسے کوئی چوری کا مال کیا

سب پیچ ہین جو آپ کی سیدھی رہی نگاہ
ہم سے رقیب آنکھ ملائے مجال کیا

خود اپنے حال پہ کبھی روئے کبھی ہنسے
افسردہ خاطرون کی خوشی کیا ملال کیا

تسکین دل کو دیجئیے یہ کہہ کے اے حفیظ
جو بھول جائے آپ کو اُس کا خیال کیا

دنیا مین یون تو ہر کوئی اپنی سی کر گیا
زندہ ہے اُس کا نام کسی پر جو مر گیا

صبح شب وصال ہے آئینہ ہاتھ مین
شرما کے کہہ رہے ہین کہ چہرہ اُتر گیا

ساقی کی بڑھ چلی ہین جو بے التفاتیان
شاید ہماری عمر کا پیمانہ بھر گیا

اتنا تو جانتے ہین کہ پہلو مین دل نہین
اس کی خبر نہین کہ کہان ہے کدھر گیا

ہم سے جو آپ روٹھ کے جاتی ہین جائیے
سن لیجئیے گا زہر کوئی کھا کے مر گیا

جاتا رہا شباب تو کچھ سوجھنے لگی
آنکھین کھلین شراب کا نشہ اُتر گیا

ناصح کہان کا چھیڑ دیا تونے آکے ذکر
اُس کا خیال پھر مجھے بیچین کر گیا

دو دن مین یہ مزاج کی حالت بدل گئی
کل سر چڑھا تھا آج نظر سے اُتر گیا

اچھا ہوا جو آپ عیادت کو آگئے
سر کا یہ ایک بوجھ تھا وہ بھی اُتر گیا

تیرے مریض ہجر کا اب تو یہ حال ہے
آیا جو دیکھنے کو وہ باچشم تر گیا

چھیڑا کسی نے ذکر محبت جو اے حفیظ

دل پر عجیب طرح کا صدمہ گذر گیا

اے پیر مغان در سے تیرے مین کہان جاتا
دنیا مین کوئی تجھ سی بڑھکر ہے سخی داتا

ناصح مجھے سمجھا کر اٹھا تو مین یہ سمجھا
اتنی ہی سمجھ ہوتی تو کاہیکو سمجھاتا

غیر ان کے مرے آگے جب ذکر وفا کرتے
خاموش بھلا مجھسے اس وقت رہا جاتا

فرصت جو زمانہ دے قدر اس کی کرے انسان
جو وقت کہ جاتا ہے پھر ہاتھ نہین آتا

نالے جو کئے مین نے قابو نہ رہا دل پر
اب ضبط فغان کرتا تو منہ کو جگر آتا

جلنی یہ مصیبت ہے سب اپنے کئے کی ہے
دل کا نہ کہا کرتا تو کاہیکو پچھتاتا

کیا پرسش محشر ہے اس سے تھا کہین بہتر
اعمال کی مین اپنے یہ دنیا مین سزا پاتا

افسردگی دل کا کیون ہو نہ قلق مجھکو
گلچین سے کوئی پوچھے جب پھول ہے مرجھاتا

اس بھولنے والے نے پھر یاد کیا شاید
رہ رہ کے جو سینے مین دل آج ہے گھبراتا

ہر شعر حفیظ اپنا فوٹو ہے محبت کا
سنتا جو غزل میری بیچین وہ ہو جاتا

بتکدہ نزدیک کعبہ دور تھا
مین ادھر ہی رہ گیا مجبور تھا

شام ہی سے ہم کہین جاتے تھے روز
مدتون اپنا یہی دستور تھا

وہ کیا جس مین خوشی تھی آپ کی
وہ ہوا جو آپ کو منظور تھا

پھر ادب سے رہ گئے نالے ادھر
کیا بتائین عرش کتنی دور تھا

جس گھڑی تھا اس کے جلوے کا ظہور
عرش کا ہمسنگ کوہ طور تھا

اک حسین کا آگیا جو تذکرہ
دیر تک محفل مین ذکر حور تھا

وصل کی شب تھی شب معراج کیا
دور تک پھیلا ہوا اک نور تھا

۱۳	ہر کس و ناکس سے کیا ملتی نگاہ	اپنی آنکھوں مین بہت مغرور تھا

عمر بھر فکر سخن مین تھا حفیظ
شاعری کا دل مین اک ناسور تھا

پہونچے اُس کو سلام میرا	بھولے سے نہ لے جو نام میرا
قاصد کی جہان نہو رسائی	کیا پہونچے وہان پیام میرا
شہرت سے مری ہوے وہ رسوا	مٹ جائے جہان سے نام میرا
اللہ رے اُن کی بد دماغی	لیتے نہین اب سلام میرا
ساقی اتنی ہی التجا ہے	خالی نہ کبھی ہو جام میرا
دربان کو تیرے اک خلش ہے	بستر جو ہے زیر بام میرا
کوئی نہ کوئی ہوا پیامی	اب تک تو رکا نہ کام میرا
مجکو ہے اُسی کے نام کی رٹ	لیتا ہی نہین جو نام میرا
جو لوگ ہین درد دل سے واقف	از بر ہے اُنھین کلام میرا
پہونچا تجھ تک ہزار ڈھب سے	رفتہ رفتہ پیام میرا
وحشت مین کہین کسی جگہ بھی	دم بھر نہوا قیام میرا

مانگی ہے غزل حفیظ اُس نے
مقبول ہوا کلام میرا

کرتا جو محبت کا اقرار سمجھ لینا	اک بار نہین اس کو سو بار سمجھ لینا
ہم ہون کہ عدو اس مین جو ظلم کا شاکی ہو	کرتا ہی نہین تم کو وہ پیار سمجھ لینا
مرجائے مگر جانا اُس کی نہ عیادت کو	تم جس کو محبت کا بیمار سمجھ لینا

بن بن کے بگڑتا ہے وہ کام محبت مین / آسان نہین جس کو دشوار سمجھ لینا

غفلت کدۂ ہستی جب سے کہتے ہین عالم کو / سودا ہے پھر اپنے کو ہشیار سمجھ لینا

محفل مین رقیبون کی جانا ہے اگر تم کو / صورت سے مجھے - اپنی بیزار سمجھ لینا

دل پر تو لگاتے ہو تم تیر نظر لیکن / آہون کو ہماری بھی تلوار سمجھ لینا

چھیڑا جو مرے آگے پھر تذکرۂ دشمن / رکھی ہوئی ہے مجھ سے تکرار سمجھ لینا

پوشیدہ حفیظ اس مین اسرار محبت ہین
آسان نہین میرے اشعار سمجھ لینا

پوچھکر حال سُنے کوئی تو کہنا اچھا / اور ایسا جو نہو چپکے ہی رہنا اچھا

عشق کا راز کسی سے نہین کہنا اچھا / ہوسکے ضبط تو خاموش ہی رہنا اچھا

گریہ روکا تھا کہ اک آگ لگی سینے مین / لوگ سچ کہتے ہین کہ ناسور کا بہنا اچھا

وصف جنت کا نہ دنیا کی مذمت ہے وہان / مسجدون سے تو خرابات مین رہنا اچھا

ایک دن جی سے گذرنا کہین اس سے بہتر / دل پہ ہر روز کا صدمہ نہین سہنا اچھا

عرض مطلب جو کیا بات بنانا ٹھہرا / آپ کی بزم مین خاموش ہی رہنا اچھا

کیا شگفتہ ہین ہمارے جگر و دل کے یہ داغ / کہئے کیون ہوگا نہ ان پھولون کا گہنا اچھا

کیجیے غیر سے باتین نہ ہمین چھیڑیے آپ / مُنھ نہ کھلوائیے خاموش ہی رہنا اچھا

وقت رخصت مری اُلجھی ہوئی تقریر وہ ہائے / اُس کا گھبرا کے ہر اک بات پہ کہنا اچھا

کیا ملا حضرت موسیٰ کو کسی جلوے سے / حُسن والون سے اگر دور ہی رہنا اچھا

کہتی ہے ہمت پرواز کہ اُڑ مثل شرر / ہو سکے مجبور قفس مین نہین رہنا اچھا

اُٹھیے بالین سے کہ آثار برے ہین اپنے / اب مرے پاس نہین آپ کا رہنا اچھا

شعر مین جب نہ کوئی بات ہی پیدا ہو حفیظ
ایسے کہنے سے تو اے یار نہ کہنا اچھا

آہا محبت مین برسون یون ضبط سی ہم نے کام لیا
جب ہوک کلیجے مین اُٹھی تو ہاتھون سے دل تھام لیا

اس رشک کے ہاتھون ایک نہ اک ہر روز ہی داغ اُٹھاتے رہے
ہم چوٹ جگر پر کھا بیٹھے جب غیر نے تیرا نام لیا

آنکھین وہ جھکین ملتے ملتے رہے ہوش و خرد جاتے جاتے
کچھ شرم نے اُن کو روک لیا کچھ ضبط نے ہمکو تھام لیا

انسان کی تھی یہ تاب و توان جو بار محبت اُٹھا سکتا
اک یہ بھی ہے احسان ترا کیا اس سے تو نے کام لیا

صحرا مین ٹھنڈے وقت ہمین یاد آئی جو اسکی جلوہ گری
کچھ ایسی ہوئی وحشت دل کو دم جاکے زیر بام لیا

اور اس کے سوا کچھ کہہ نہ سکے پوچھا جو کسی نے حال ہے کیا
آنکھون سے آنسو بہنے لگے ہاتھون سے کلیجا تھام لیا

لوٹا تیری دونون آنکھون نے پایا جو مرے دل کو تنہا
جو ایک نے صبر شکیب لیا تو ایک نے چین آرام لیا

ابتک تو خبر لی اُس نے مری جس وقت کوئی اُفتاد پڑی
جب ٹھوکرین کھا کر گرنے لگا ہاتھ اُس نے لپک کر تھام لیا

ہم لائین کہان سے وہ آنکھین جو تم کو پشیمان دیکھ سکین

اب کیسی ندامت جب ہم نے سب اپنے سر الزام لیا
محرومیِ قسمت کیا کہیٔے احسان کیا کب ساقی نے
پیمانۂ عمر چھلک ہی گیا جب ہاتھ مین اپنے جام لیا
موزون جو ہوئے جذبات دل جب شعر حفیظ پڑھا ہم نے
سنتے ہی دونون ہاتھون سے سامع نے کلیجا تھام لیا

غزل

آنکھ اُس سے چُھڑے کیا یہ تقاضا ہو وفا کا — دیکھا جسے دیکھا جسے تاکا اُسے تاکا
آج اُن کی زبان پر بھی ہے ذکر اپنی وفا کا — تاثیر محبت مین ہوئی شکر خدا کا
کافر نے کچھ اس طنز سے پوچھا تھا مزاج آج — کہتے ہی بنی مجھکو کہ احسان خدا کا
کیا مانگ کر روئے ہین یہ کچھ ہم سے نہ پوچھو — یون سمجھو ہوا خاتمہ آج اپنی دعا کا
آنکھوں سے چرانے مین بھی اک طرفہ ادا ہے — رکھا ہے تغافل مین بھی انداز حیا کا
جو داغ مرے دل مین وہ زاہد کی جبین پہ — چھپتا ہے کہین فرق خلوص اور ریا کا
کونین مین جو کچھ ہے وہ زاہد کے لیٔے ہے — بندہ سے یہی ساری خدائی مین خدا کا
میرے ہی ستانے کے لیٔے اور مجھی سے — لو اور سنو پوچھتے ہین ڈھنگ جفا کا
آنکھوں مین پھری پیر خرابات کی صورت — واعظ نے کیا ذکر جو خاصان خدا کا
کچھ اور بتا چارہ گر اس درد کی تدبیر — دکھتا ہے جگر نام جو سنتا ہون دوا کا
موت آنے کا آخر کوئی ہوتا ہے بہانہ — دل ہاتھ سے جانا تھا کہ آنا تھا قضا کا
کہتے ہین وہ سنکر مری حسرت کی کہانی — کمبخت کی باتون مین تو ہے درد بلا کا
کونین کی وسعت ہے تری دست کرم مین — کچھ غم نہین کوتاہ جو دامن ہے دعا کا
حورون ہی کی پردے مین تری نام کی رٹ ہو — دیوانہ ہے واعظ تری مستانہ ادا کا

دشمن کو بھی چاہون تو ابھی دوست بنا لون
چلتا ہوا جادو ہے عمل اپنی وفا کا

پھر تو یہ حسین ہین وہی مٹی کے کھلونے
اُڑ جائے یہ روغن جو کہین ناز و ادا کا

تم اور سنو بیٹھے ہوے سامنے خاموش
ہم اور گلہ تم سے کرین جور و جفا کا

باتین یہ طبیبون سے رہا کرتی ہین ہر دن
سنتا ہون اثر پوچھکے ایک ایک دوا کا

دیکھا جسے سرشارِ محبت نظر آیا
اللہ رے اثر اُس نگہِ ہوشربا کا

جب دیکھیے ظالم کی ہے مٹھی مین کوئی دل
کتنا ہے منجھا ہاتھ ترے دزدِ حنا کا

ساقی یہ ٹپکتی ہے تری آنکھ سے مستی
یا جام چھلکتا ہے مے ہوشربا کا

کعبے مین حفیظ آج تو بتخانے مین کل ہے
سچ ہے کوئی مشرب نہین اس مردِ خدا کا

کیا ہی ایک دل کا آنا تھا
موت کا اور بھی بہانا تھا

جب ہمین کو تمھین ستانا تھا
ہر کسی کو نہ آزمانا تھا

پندِ ناصح کی چوٹ دل پہ لگی
ہر سخن ایک تازیانا تھا

امتحان اور پھر محبت کا
آزمانا سا آزمانا تھا

یون نہ ہونا تھا خانمان برباد
ہان کسی دل مین گھر بنانا تھا

تم سے اک بات پوچھتے ہین ہم
لیکے دل یون نظر چرانا تھا

ہم کو مذکورِ غیر سے مطلب
باتون باتون مین آزمانا تھا

مہربانی کی وجہ یون سمجھو
مجھکو دیوانہ پھر بنانا تھا

یہ ملا شکوۂ ستم کا جواب
دل سمجھ بوجھکر لگانا تھا

اُن سے کہتی ہے شرط وعدہ بھی
جو کہا تھا وہ کر دکھانا تھا

چارہ گر کی ہوتا کیا منت — اس سے بہتر تو مر ہی جانا تھا
بزم میں غیر کی سُنی باتیں — ایسے ویسے کو منھ لگانا تھا
تھی چمن میں یہ کائنات اپنی — چار تنکوں کا آشیانا تھا
اُس کی تعریف حسن ناصح سے — مگر اُس کو سڑی بنانا تھا
آنکھ سے آنکھ دل سے دل ملتا — یوں نظر سے نظر ملانا تھا

تم موافق حفیظ سے ہوتے
ناموافق اگر زمانا تھا

کچھ ٹھکانا ہے دل کی وسعت کا — ایک میدان ہے قیامت کا
دل میں جو داغ ہے محبت کا — ہے وہ اک پھول باغ جنت کا
دل کا روگ آنکھ کی ہے بیماری — دیکھ لینا بھی اچھی صورت کا
جسم سے جان کی جدائی ہے — ساتھ چھٹتا ہے ایک مدت کا
ہر گھڑی اُس کا شکر کرتا ہوں — خوب پہلو ملا شکایت کا
ملتی جلتی ہے اُس کے کوچے سے — مختصر وصف ہے یہ جنت کا
سرد کر دے ہزار دوزخ کو — ایک چھینٹا سحاب رحمت کا
بوالہوس اور لیں تعلّی کی — غیر دعوے کریں محبت کا
اک نہ اک روز رنگ لائے گا — خون کرنا ہماری حسرت کا
تہ کر اپنی نصیحت اے ناصح — کھیل ہے روکنا طبیعت کا
کیوں جلے ذکر حور سے وہ حسین — رشک حصہ ہے میری قسمت کا
کہہ گئے ہیں کبھی ملیں گے ہم — یہ تو وعدہ ہوا قیامت کا

اک زبان سے ادا ہو گیا ممکن
شکر اس بے شمار نعمت کا
کام وہ کر کہ نام رہ جائے
زندگی ہے نشان تربت کا

آدمیت حفیظ پر ہے ختم
ایک پتلا ہے وہ مروت کا

اُکتا کے کسی کا ہائے کہنا
کب تک یہ شکستہ حال رہنا
آنکھوں نے دکھا دیا یہ آخر
پانی کی جگہ لہو کا بہنا
مرتے مرتے کسی کی ہے یاد
اے دردِ جگر گواہ رہنا
کچھ کہہ نہ سکے ہجوم غم سے
قاصد یہی اُن سے جا کے کہنا
غم ہم کو ملا خوشی عدو کو
سچ کہتے ہیں اپنا اپنا لہنا
اُس بزم میں شمع کا ہے ایما
جلنا بھی یہاں تو چپ ہی رہنا
جب بند ہوئی زبان پوچھا
ہم سے بھی کچھ آپ کو ہے کہنا
اڑتے ہی نظر جگر لہو تھا
آسان نہیں ہے چوٹ سہنا
سمجھو تو یہ انتہائے غم ہے
آنسو کا اب آنکھ میں نہ رہنا
ہوتی ہیں حسین ضد کے پورے
مانیں گے وہ کسی کا کہنا
جب کا ہے کہیں بُرا نتیجا
ق
اچھا ہے کہیں خموش رہنا
دُکھ کو نہ طبیب سے چھپانا
نادان سے رازِ دل نہ کہنا

کیا ہو گا حفیظ گھر بنا کر
دو دن تو یہاں ہے تم کو رہنا

کہتا ہے محبت میں بدنام نہ ہو جانا
کچھ دل ہی سمجھتا ہے بیدرد کا سمجھانا

اب حال کھلا آتی ہو موت بھی مشکل سے
ہم پہلے سمجھتے تھے آسان ہے مرجانا

اک بات نصیحت کی میری بھی سن اے ناصح
جبتک نہ کوئی سمجھے بے سود ہے سمجھانا

اس بزم مین ہم بھی تو آخر ہین جلے بیٹھے
تم کس کو دکھاتے ہو پروانون کا جل جانا

کیا دیکھئے کہتا ہے اب وصل کی خواہش پہ
سیکھا تو ہے ظالم نے ہر بات کو دہرانا

کوتاہی قسمت کا دیتا ہے پتا مجکو
آکر مرے ہونٹھون تک ساغر کا چھلک جانا

شہرت پہ مٹے کوئی ہم تو یہی کہتے ہین
اک طرح کی رسوائی ہے نام نکل جانا

حسرت کی نگاہون کا کرنا جو ہو نظارہ
تم موت سے پہلے ہی بالین پہ مری آنا

کی غم نے حفیظ ایسی تغییر تری صورت
اس وقت تجھے ہم نے آواز سے پہچانا

اور تو کون چمن مین ہے مقابل میرا
منہ چڑھاتی ہین کبھی چڑھکے حنا دل میرا

کون سا حال نہین رحم کے قابل میرا
وہ جو آئے تو ٹھکانے نہ رہا دل میرا

نالے رکتے ہین محبت مین کہین تھمتے ہین اشک
کیجیے غور تو ہر کام ہے مشکل میرا

پھیر دو جلد چھری اب یہ تسلی کیسی
ذبح کے وقت بڑھاتے ہو عبث دل میرا

مجھ سے ہو دعوی خون حشر مین توبہ توبہ
سامنے میرے پشیمان ہو قاتل میرا

روز سنتے ہین زمانے کو نئی گردش ہے
کاش پھر جائے ان آنکھونکی طرح دل میرا

میرے ہی سر ہو مری خون کی پرسش یارب
مجکو اقرار ہے بے جرم ہے قاتل میرا

فیصلہ جلد بھی کردے مری امیدون کا
ہائے بیدرد نہ تھم تھم کے دکھا دل میرا

بندھ گئی تھی جو سفر پہ کمر ہمت چست
پاؤن اٹھتے ہی گذر بیٹھا سر منزل میرا

ہم کہے جائین کہ بیجا ہے تقاضا دل کا
تم کہے جاؤ کہ دعوے نہین باطل میرا

داورِ حشر کے آگے نہیں اُٹھنے کی نگاہ
جانتا ہوں مری آنکھوں میں ہے قاتل میرا

مل گئیں خاک میں لاکھوں ہی تمنائیں حفیظ
اک زمین گورِ غریبان کی ہے اب دل میرا

ذکر جس بزم میں اُن کا نہ رہا
یوں سمجھیے کوئی چرچا نہ رہا

حسن کی آن کہاں جاتی ہے
بیچارہ وں پھول شگفتا نہ رہا

پھر بھی کچھ دل میں کسک باقی ہے
گو وہ پہلا سا تو صدما نہ رہا

آئینہ دیکھتے ہو آنکھ پھر
کیا کوئی دیکھنے والا نہ رہا

جھوٹ سچ بھی نہیں ہوتی وعدے
اب وہ جینے کا سہارا نہ رہا

ہو گیا جس کو محبت کا مرض
عمر بھر وہ کبھی اچھا نہ رہا

بیوفائی پہ کمر باندھی ہے
دھیان کچھ میری وفا کا نہ رہا

اور دنیا میں حسین گزرے ہیں
دورِ دورا یہ کسی کا نہ رہا

صبر مشکل ہے محبت میں حفیظ
سن کے یہ ضبط کا یارا نہ رہا

کیا چیز ہے یہ وعدۂ فردا ابھی یار کا
ٹوٹے گا سلسلہ نہ مرے انتظار کا

آؤ پئیں نہ باغ میں چلکر گلابیاں
اب کے گئے بہار سے موسم بہار کا

کہتے ہیں یوں نہیں مری وعدہ خلافیاں
لینا ہے امتحان ترے اعتبار کا

عبرت سی اُس گلی میں نہ رکھا کسی نے پاؤں
جب تک رہا نشان ہمارے مزار کا

میرے سوا وہ کون ہے ایسا مٹا ہوا
ہاں نام لیجئے تو کسی جاں نثار کا

کچھ کہتے کہتے اپنی زبان بند ہو گئی
دھیان آگیا جو اُس نگہ شرمسار کا

کہنا کسی کا ہائے یہ دم توڑتے ہوے
ٹوٹے نہ آسرا کسی اُمیدوار کا

ابتک بندھی نہ ذہن مین کچھ فکر آشیان
اور آگیا ہے سر پہ زمانہ بہار کا

پانی پھر اُمید پہ نیل آنکھ سے ڈھلا
آیا اخیر وقت مرے انتظار کا

آج اُن کے نقش پا کو اُڑا لے گئی نسیم
گل ہوگیا چراغ ہمارے مزار کا

بیٹھا ہون اُس گلی مین مگر ہے یہ بیخودی
اک اک سے پوچھتا ہون پتا کوے یار کا

کھوئی غبار راہ نے بینائی آنکھ کی
اچھا ہوا کہ روگ مٹا انتظار کا

کچھ بن پڑی نہ اُن سے تسلی دیے بغیر
احسان ہے یہ گریۂ بے اختیار کا

آیا ہے دم لبون پہ سحر ہوتی ہے حفیظ
بجھتا ہے اب چراغ شب انتظار کا

مرکے زندہ وفا کا نام کیا
جان نثارون نے ایک کام کیا

ان بتون کا یہ احترام کیا
یعنی سجدہ کیا سلام کیا

کوچ لاکھون کا اس جگہ سے ہوا
آہ ہم نے کہان مقام کیا

کیا ہوئے وہ نشان اگلون کے
آج مانا کسی نے نام کیا

بتکدے سے جو دل اچاٹ ہوا
اُٹھ کے کعبے کا اہتمام کیا

ضبط جس نے کیا محبت مین
سچ ہے اُس نے بڑا ہی کام کیا

غیر کے گھر سے شاید آتے تھے
کٹ گئے مین نے جب سلام کیا

اُس کی باتون کے ہم ہوے مشتاق
اُن سے جس شخص نے کلام کیا

اس کو کیا کہیے شرم یا نفرت
پھیر کر منھ مجھے سلام کیا

زندہ درگور ہو رہا ہون حفیظ

عشق نے کام ہی تمام کیا

نام باتون مین نہ لے ناصح نادان اُن کا
چٹکیان لینے لگا دلمین پھر ارمان اُن کا

ہائے چھپائے نہ دنیا مین کوئی میری طرح
عمر بھر ہاتھ ملا چھوٹ گیے داماں اُن کا

یا رب اتنا کوئی ممنون عنایت بھی نہو
سر اُٹھانے نہین دیتا مجھے احسان اُن کا

دونون جانب یہ اثر جذب محبت نے کیا
آرزو اُن کو ہماری ہے ہمین ارمان اُن کا

حال سُن سُن کے مرا ضبط کہان تک آخر
کہہ اُٹھے وہ بھی کہ اللہ نگہبان اُن کا

مجھ سے کچھ گھر ہی کی رونق تھی نہ زینت در کی
وہ سلامت رہین جیتا رہے دربان اُن کا

روک لی حضرت ناصح نے زبان خیر ہوئی
آ چکا تھا مرے ہاتھون مین گریبان اُن کا

آ کہین جلد وہ آتے ہین عیادت کے لیئے
اے اجل کون ہو شرمندۂ احسان اُن کا

میر کا رنگ برتنا نہین آسان حفیظ
اپنے دیوان سے ملا دیجیے دیوان اُن کا

کسی کو دیکھ کر بیخود دل خود کام ہو جانا
اسی کو لوگ کہتے ہین خیالِ خام ہو جانا

محبت سے جو پیش آئے کوئی ہو دوست یا دشمن
ہمین تو ہر کسی کا بندۂ بے دام ہو جانا

خدا جانے کہ ہوتا کیا مآل اپنی محبت کا
بہت اچھا ہوا آغاز مین انجام ہو جانا

مٹانا ہو اگر دھبا ریاکاری کا اے زاہد
کسی کی بزم مین اک دن شریکِ جام ہو جانا

جہان دیکھو وہان کچھ ذکر ہے اپنی محبت کا
بُرا ہے آدمی کے واسطے بدنام ہو جانا

کرے گا رخنہ پیدا کوئی دن دربان کا ہنگامہ
قیامت ہے ترے در پہ ہجومِ عام ہو جانا

حفیظ ایسے مسلمان کا بھی کوئی دین و مذہب ہے
بتون کی دوستی مین تارکِ اسلام ہو جانا

حفیظ وصل مین کچھ ہجر کا خیال نہ تھا وفور عیش مین اندیشۂ مآل نہ تھا
برا ہی کیا ہے برتنا پرانی رسمون کا کبھی شراب کا پینا بھی کیا حلال نہ تھا
نیا ہے اسبکے برس کچھ بہار کا عالم جنون کا زور تو ایسا گذشتہ سال نہ تھا
خیال تم نے دلایا جو گزری باتون کا ملال اب وہ ہوا پہلے جو ملال نہ تھا
وہ دن ہین یاد کہ برسون تھی خود فراموشی یہ دھن کسی کی تھی اپنا بھی کچھ خیال نہ تھا
تم آگئے کہ مری جان بچ گئی ورنہ کچھ آج موت کے آنے مین احتمال نہ تھا

کوئی تو وجہ مسرت ہے گو کہین نہ کہین
کہ یون حفیظ کا چہرہ کبھی بحال نہ تھا

لحاظ اس نے کچھ کفر و دین کا نہ رکھا مرے دل نے مجکو کہین کا نہ رکھا
زلیخا سے الفت نے چھنوا لئے تنکے گھمنڈ اس نے اپسے حسین کا نہ رکھا
جو محروم دنیا تو مایوس عقبے تری آرزو نے کہین کا نہ رکھا
حسینون کی وعدہ خلافی نے ابتو گمان دل مین باقی یقین کا نہ رکھا
تری رہ گذر دیکھکر ہے یہ حیرت ارم نام اس سرزمین کا نہ رکھا
سفارش مری اب کرین کیا کہ تو نے کبھی دل مرے ہمنشین کا نہ رکھا

توارد حفیظ اور اپنی غزل مین
کبھی قافیہ تک حزین کا نہ رکھا

کل جو آباد تھا گھر آج اُسے ویران دیکھا روز بستے تجھے او گور غریبان دیکھا
ہر طلے راحت سے کہین رنج کا سامان دیکھا دو کو خندان تو یہان چار کو گریان دیکھا
غیر کو آج تری بزم مین مہمان دیکھا جو سنا کرتے تھے آنکھو نسے وہ سامان دیکھا

جب نہ تھا ضبط تو کیون آئے عیادت کیلئے
تم نے کاہیکو مرا حال پریشان دیکھا

رک گیا دل کی طرح دست تمنا بڑھکر
اُس نے مڑکر جو سو گوشہ دامان دیکھا

رکھتی ہے یہ اثر گریہ مری چشم پرآب
مل گئی جس سے نگاہ اُس کو بھی گریان دیکھا

دیکھنا جوش پہ آجائیگا دریائے کرم
اُس کی رحمت نے جو شرمندۂ عصیان دیکھا

آخر الامر گزرنا ہے کسی دن جی سے
یہ سمجھنا تھا کہ ہر کام کو آسان دیکھا

لادوا درد محبت ہے سوا اس کے حفیظ
اور دُنیا مین ہر اک درد کا درمان دیکھا

ہوتا ہے غم کے ہاتھون اب خون آرزو کا
ظالم تھا مدتون سے پیاسا مری لہو کا

وقت بہار گلشن اک سیر کی جگہ ہے
بے اعتبار لیکن عالم ہے رنگ و بو کا

گردن مین پیار سے وہ ہاتھون کا ڈال دینا
ہم وحشیون کے حق مین اب طوق ہے گلو کا

تھی چھوڑ میکدے کے مسجد کے رہنے والے
مے سے بھرا ہوا ہے جو ظرف ہے وضو کا

مشکل بہت ہے دل مین رازِ چمن چھپانا
وو دن کے بعد آخر غنچون نے خون تھوکا

اول تو زر کی مستی پھر اُسپہ مے پرستی
منعم کو ہوگا نشہ اک جام مین سبو کا

وقتِ جلال اُس کو ہرگز نہ چھیڑنا تھا
موسیٰ کو دیکھنا تھا موقع تو گفتگو کا

اب وہ حسرتون کا تم دیکھتے تھے جس مین
اُس دل مین رہگیا ہے اک داغ آرزو کا

پیغامبر ہوا ہے کچھ ہمکلام اُن سے
یہ صاف کہ رہا ہے انداز گفتگو کا

آہستہ ہاتھ رکھنا زخم جگر پہ دیکھو
ایسا نہو کہ ٹوٹے ٹانکا کوئی رفو کا

کچھ اے حفیظ ہم سے پوچھو نہ دل کی حالت
کمبخت دوست ہوکر دشمن ہے آبرو کا

آنکھوں سے آج دیکھا یہ حال بیکسی کا
سنتے تھے مدتوں سے کوئی نہیں کسی کا

تقدیر میں لکھا تھا بدنام ہو کے مرنا
یہ مختصر فسانہ ہے اپنی زندگی کا

محشر میں اس ستم کا تم کیا جواب دو گے
عادل کا سامنا ہے وہ دن ہے منصفی کا

تم جا رہے ہو اب تک آئی نہ موت مجکو
اب اس سے بڑھکے کوئی صدمہ ہے جانکنی کا

آنا مری لحد پر چادر سے منھ چھپا کر
پردہ تمہیں تھا جس سے مدفن ہے یہ اسی کا

جسطرح سختیوں سے دم توڑتا ہو کوئی
گھٹ گھٹ کے رہگیا یوں ارمان جی میں جی کا

آیا ہے دم لبوں پر پتھرا گئی ہیں آنکھیں
نقشہ نظر میں پھر بھی پھرتا ہے اس گلی کا

کیسے کڑھائی والے وہ اور لوگ ہوں گے
ہم کفر جانتے ہیں دل توڑنا کسی کا

ان سختیوں سے کس نے عہد وفا کو توڑا
آیا نہ دھیان تم کو کچھ میری عاجزی کا

پرہیز کر رہا ہوں اُن کی عنایتوں سے
مجکو مرض ہوا ہے اب ترک دوستی کا

جس کا خیال مجکو بہروں رلا چکا ہے
ناصح نے آکے چھیڑا پھر تذکرہ اسی کا

قبر حفیظ پر کیا عبرت برس رہی ہے
چھائی ہے اک اداسی عالم ہے بیکسی کا

دیوانے ہوئے صحرا میں پھرے یہ حال تمھارے غم نے کیا
افسوس مگر اس بات کا ہے کیا تم نے کیا کیا ہم نے کیا

جب بھڑکی ہے آتش داغ جگر سرد اس کو دیدۂ نم نے کیا
شاداب چمن میں پھولوں کو ہر شام و سحر شبنم نے کیا

اچھی ہوئی اب کہ بری یہ ہوئی ان باتوں کو خود ہی سمجھو
الزام ہمیں کیا دیتے ہو جو تم نے کہا وہ ہم نے کیا

تاریک ہوئی ساری دنیا کیا موت ہوئی مجھ بیکس کی
کم ایسے ہوئے ہین شہید وفا غم جن کا اک عالم نے کیا
قسمت کی طرح یہ دل نہ پھرا کعبے سے بھی اُلٹے پاؤن پھرے
آنکھون مین گلی وہ پھرنے لگی بیخود یہ طوف حرم نے کیا
کیا ایسی وفا پر ناز کرون جو باعث ہو رسوائی کی
یہ بات ہوئی مرجانے کی بدنام کسی کو ستم نے کیا
غربت مین تمھاری تربت پر رونے کو حفیظ آتا کوئی
اب شکر کرو آنسو تو پیچھے چھڑکاؤ بھی ابر کرم نے کیا

خاک مین ہم کو ملادو مگر اتنا کرنا
دل بہل جائے گا کچھ رنج نہ اصلا کرنا
بیٹھکر بزم عدو مین مرا شکوا کرنا
ہو کسی طرح کی تخصیص مرے نام کو ساتھ
ہائے وہ ظلم جو کہنے مین نہ آئے ظالم
تم کیئے جاؤ برائی یہ کہے دیتے ہین ہم
یہ وصیت ہے مری اہل محبت کے لیئے
سُن لے اے موت کہ بر آئے کسی کی حسرت
جایئے آپ تو بس کر چکے اپنی سی بہت
ہائے رے دل کی لگی اُف رے مری بیتابی
چھوڑ دیناؤ اک مین دو حرف تسلّی لکھکر

پھر نہ اس طرح کسی کو کبھی رسوا کرنا
ہم جو مرجائین بڑے دھوم سے جلسا کرنا
چار مین یون کسی کمبخت کو رسوا کرنا
ذکر اب سے جو کبھی اہل وفا کا کرنا
وہ بھی اُس پر جسے آتا نہو شکوا کرنا
کچھ اسی مین ہے اب اللہ کو اچھا کرنا
دم نکل جائے مگر دل کا نہ کہنا کرنا
اس آئے مرے ماتم کی تمنّا کرنا
ہان یہ کہیئے کہ ہمین چاہیے اب کیا کرنا
غیر کا اُن کی خوشی کے لیئے کہنا کرنا
یاد آجائین کبھی ہم تو بس اتنا کرنا

ترک کرنا ہے محبت تو پس و پیش ہے کیا — یون سمجھ لیجیے جس کام کو کرنا کرنا

بیٹھے بیٹھے کبھی کچھ سوچ کے رونا پہرون — روتے روتے کبھی تقدیر کا شکوا کرنا

سامنے میرے نہ لینا کسی بیدرد کا نام — دوستو مجھ پر اب احسان بس اتنا کرنا

کافر عشق کو کیا دیر و حرم سے مطلب — جس طرف تو ہے اُدھر ہی ہمین سجدا کرنا

وضع کا دھیان رہے شان رہے آن رہے — اب سے کرنا ہو کوئی کام تو ایسا کرنا

پوچھیے ترک وطن کا نہ سبب مجھ سے حفیظ
موت ہے میرے لیئے ذکر وطن کا کرنا

چاک داماں نہ رہا چاک گریباں نہ رہا — پھر بھی پوشیدہ مرا حال پریشاں نہ رہا

بزم دشمن نہ کبھی درہم و برہم دیکھی — کیا ترا دور وہ اے گردش دوران نہ رہا

مجکو افسوس کہ وہ اور عدو کے بس مین — اُس کو یہ غم کہ مرا اب کوئی پرسان نہ رہا

ہم نے جو بات کہی تھی وہی آخر کو ہوئی — تم نے جو راز چھپایا تھا وہ پنہان نہ رہا

منفعل ترک وفا نے مجھے برسون رکھا — چار دن اپنے کیئے پر وہ پشیمان نہ رہا

اُن کی شوخی بھی ہوئی ہر مری وحشت کا جواب — ہاتھ ڈالا جو گریبان مین گریبان نہ رہا

بن گئی داغ کلیجے کا تمناے وصال — داغ حسرت کے سوا اب کوئی ارمان نہ رہا

خیر سب قول و قسم جھوٹ سہی خوش رہیئے — اب مرے آپ کے وہ عہد وہ پیمان نہ رہا

روکنے کو مجھے غیرت کے سوا اُس در پہ — کوئی دربان نہ رہا کوئی نگہبان نہ رہا

مٹ گیا شغل جنون اب وہ کہان جامہ دری — زور وحشت کا بھی اب دست و گریبان نہ رہا

چار جھڑکی مین ترے در سے الگ ہو بیٹھا — غیر کچھ روز بھی منت کش دربان نہ رہا

وقت کو ہاتھ سے کھو کر کوئی دنیا مین حفیظ

عمر بھر میری طرح سر بگریبان نہ رہا

کسے منظور تم سے ملکے کچھنا دور ہو جانا
مگر ہاں وضع کے ہاتھوں نہ مجبور ہو جانا

سرور آنکھوں میں آتے ہی حیا کا دور ہو جانا
اب آگے کیا کہوں نشے میں اسکا چور ہو جانا

ذرا سے زہد پر زاہد بہت مغرور ہو جانا
نتیجہ اس خودی کا ہے خدا سے دور ہو جانا

کیا دربردہ دل نے ساز اُن دزدیدہ نظروں سے
قرین عقل اس بچھوڑے کا ہے ناسور ہو جانا

زمانے کو ہوئی عبرت کسی کا ظلم سن سنکر
بری باتوں کا بھی اچھا ہوا مشہور ہو جانا

گئے وہ دن کہ میں ہر بزم میں تھا زینت مجلس
غنیمت ہے کسی محفل میں اب مذکور ہو جانا

یہی آغاز اور انجام الفت کی علامت ہے
جگر میں داغ پڑنا داغ کا ناسور ہو جانا

کسی کے جلوے کا یہ ایک ادنیٰ سا کرشمہ ہے
سما کر میری آنکھوں میں نظر سے دور ہو جانا

ذرا سی بات پر روٹھے ہیں کیا کیا بدگمانی ہے
کہا تھا خلد میں میرے لیے تم حور ہو جانا

نظر کر شیشے سے چہرے پہ نخوت جوانی کی
جھکا دیتا ہے سر آخر بہت مغرور ہو جانا

کسے آئینہ چھاتی سے لگا کر پیار کرتا ہے
ہمیں سے ہے یہ شرمانا جھجکنا دور ہو جانا

کبھی ہم دل کے ہاتھوں میں کبھی اُنکی مٹھی میں
کبھی معذور ہو رہنا کبھی مجبور ہو جانا

شرارت سے ترے جلوے کے بنا ہے آئینہ کا سر
کہیں ہر کوہ کا ممکن ہے کوہ طور ہو جانا

ستم ہے جسم و جان کا تفرقہ عہد جوانی میں
غضب ہے موسم گل میں چمن سے دور ہو جانا

وہ مست ناز آئے تو دکھا دینا انکو اے ساقی
لنڈھا کر شیشہ و ساغر کا چکنا چور ہو جانا

کریں گے اختیار اب ہم بھی شیوہ بے وفاؤں کا
کسی سے روز جا ملنا کسی سے دور ہو جانا

محبت دونوں جانب ہوا کرتی ہے یہ سچ ہے
تجھے مجبور کرتا ہے مرا مجبور ہو جانا

ہٹا کر سامنے سے آئینہ پھر ناز سے کہئے
نظر سے دور ہو جانا ہے دل سے دور ہو جانا

غم جاوید حاصل ہو تو عیش جاودان جانون — کوئی دم کے لیئے اچھا نہین مسرور ہو جانا
اذیت جانکنی کی اور بھی دیکھی نہ جائیگی — سد ہا رو میری بالین سے اگر منظور ہو جانا
نظر مین جسکی تو ہی مل نہین سکتا دماغ اُس کا — بجا ہے سارے عالم سے ہرا مغرور ہو جانا
نہ بھولینگی کبھی چوری چھپے کی یہ ملاقاتین — سر شام اُن سے جا ملنا سحر کو دور ہو جانا

حفیظ اچھا سخن وہ ہی جو رہجائے زبانون پر
یہ کہتا ہے مرے ہر شعر کا مشہور ہو جانا

ہنگامہ حشر کا دم رفتار ہو چکا — ہو اب ہزار بار جو اکبار ہو چکا
زاہد ہے اور بادۂ کوثر کی آرزو — سمجھو تو ایک طرح یہ میخوار ہو چکا
اُڑتی رہینگی جیب و گریبان کی دھجیان — اب تو جنون گلے کا مرے ہار ہو چکا
میری سی کہہ چکا دل کمبخت حشر مین — جس کا یہ ہو چکا ہے طرفدار ہو چکا
جس نصیب کا ہی ترے ہاتھ مین علاج — اچھا تمام عمر وہ بیمار ہو چکا
جاتی ہو رات وصل کی ہونیکو ہی سحر — مل جائیے گلے سے اب انکار ہو چکا

کب تک لکھوگے زلف کا مضمون ای حفیظ
خامے کیطرح دل بھی سیہ کار ہو چکا

ردیف باے موحدہ

جنون کے جوش مین پھرتی ہین مارے مارے اب — اجل لگا دے کہین گور کے کنارے اب
گیا جو ہاتھ سے وہ وقت پھر نہین آتا — کہان اُمید کہ پھر دن پھرین ہمارے اب
عجب نہین ہے کہ پھر آج ہم سحر دیکھین — کہ آسمان پہ گنتی کے ہین ستارے اب

جب اُس کے ہاتھ میں دل ہو مری بلا جانے
ملے وہ پاؤں سے یا اپنے سر سے وارے اب

عنایتوں کی وہ باتیں نہ وہ کرم کی نگاہ
بدل گئے ہیں کچھ انداز ہی تمھارے اب

یہ ڈر ہے ہو نہ سرِ رہگذار ہنگامہ
سمجھ کے کیجئے دربان سے کچھ اشارے اب

حفیظ سوچئے اس بات میں ہیں دو پہلو
کہا ہے اُس نے کہ ہم ہو چکے تمھارے اب

آپ ہی سے نہ جب رہا مطلب
پھر رقیبوں سے مجھکو کیا مطلب

آرزو میرے دل کی بر آئے
سب کا پورا کرے خدا مطلب

کرنہ مجکو شک رقیبوں میں
یوں ہنسی میں نہ تو اُڑا مطلب

رُک گئی بات تا زبان آکر
دل کا دل ہی میں رہگیا مطلب

ضد ہی ضد شیخ و برہمن کی تھی
ورنہ دونوں کا ایک تھا مطلب

میری اِک بات میں ہیں سو پہلو
اور سب کا جُدا جُدا مطلب

غیر کی اور اس قدر تعریف
ہم سمجھتے ہیں آپ کا مطلب

اگلی باتوں کا ذکر جانے دو
آج اس تذکرہ سے کیا مطلب

خوش ہو نافہم بھی سمجھ کے حفیظ
صاف ایسا ہو شعر کا مطلب

ایسے کو کیا پلائے گا پیرِ مغان شراب
توبہ کرو کہاں لب زاہد کہاں شراب

میخانۂ جہان میں یہ رندوں کی ہے دعا
عمرِ رواں سے بھی ہو زیادہ رواں شراب

توبہ کا توڑنا بھی ہوا ضعف سے محال
پچھتا رہا ہوں چھوڑ کے میں ناتوان شراب

چھلکا رہا ہے بادۂ گلگوں سبوے ابر
برسا رہا ہے آج خمِ آسمان شراب

ڈر ہے حجاب دور نہو جائے اس لئے — پیتا نہین ہے وصل مین وہ بدگمان شراب

وہ مست ہون کہ آئے نکیرین قبر مین — کوثر کی لیکے میرے لئے ارمغان شراب

میخانے مین ہے قلقل مینا کی یہ صدا — یا خوف محتسب سے ہی گرم فغان شراب

اُس مست کی جو چین جبین یاد آگئی — لینے لگی جگر مین مرے چٹکیان شراب

کیا ایک چلّو پانی کو ترسا رہا ہے تو — دیتا نہین ہے کیون مجھے پیر مغان شراب

اچھی کبھی ملیگی شراب طہور کل — ترسو جناب شیخ کہان تم کہان شراب

اِس شش جہت مین رو نہین چاہیئے حفیظ
معشوق جام شیشہ سبو بوستان شراب

ہر دم یہی دعا ہے گزر جاؤن جی سے اب — ایسا ہی کچھ اُچاٹ ہے دل زندگی سے اب

پہلے تو بے قصور وہ ہم سے بگڑ گئے — گردن جھکائے بیٹھے ہین شرمندگی سے اب

ہوتا ہے بوالہوس بھی محبت کا مدعی — پرہیز اس لئے ہے ہمین عاشقی سے اب

دنیا سے کچھ غرض ہے نہ مطلب ہے دین سے — ہمکو ہے کام صرف تمھاری خوشی سے اب

افسوس وقت نزع بھی بالین پہ وہ نہین — نکلیگی اپنی جان بڑی بیکسی سے اب

کس پر نظر پڑی کہ یہ کہنا پڑا اُنھین — ملنا پڑے گا بزم مین ہمکو سبھی سے اب

پوچھین اگر وہ حال تو کہنا پیامبر — مایوس ہو رہا ہے کوئی زندگی سے اب

پھر کیا بنائینگے اگر اُن سے بگڑ گئی — باز آئین مدعی نہ ہماری بدی سے اب

اللہ کس قدر اُنھین دشمن کا پاس ہے — انکار کر رہے ہین مری دوستی سے اب

ہر دم کی التجا نے بگاڑا مزاج دوست — دو روز بھی نبھے گی نہ اُن کی کسی سے اب

پھر اے حفیظ اُن سے بڑھاتے ہو رسم و راہ

کہتا وہ یاد ہے نہ ملین گے کسی سے اب

ردیف باے فارسی

مجھ سے بگڑے ہین جو بے تقصیر آپ
بجا ئیے کیا ہین مری تقدیر آپ

یہ نہ کہیے کچھ نہ مجھ سے ہو سکا
دیکھیے گا آہ کی تاثیر آپ

بے تکلف کہیے جو کچھ دل مین ہے
کرتے ہین رک رک کے کیون تقریر آپ

حضرتِ ناصح نصیحت ہو چکی
کیا بدل دین گے مری تقدیر آپ

بے اثر کیون ہے مرا مضمون شوق
جب وہ پڑھتے ہین مری تحریر آپ

میکدے مین بھی ہے عزت شیخ کی
ہین وہان بھی میکشون کے پیر آپ

یہ غزل وہ ہے کہ جس مین اے حفیظ
کر گئے ہین پیروی میر آپ

لیتے ہی میرا دل خود کام آپ
دیکھیے ہو جائینگے بدنام آپ

رات بھر تڑپا کیے ہم خاک پر
سیج پر کرتے رہے آرام آپ

ہجر مین ہوتا جو ہم سے کچھ بھی صبر
وصل کا وہ بھیجتے پیغام آپ

حضرتِ دل حسن والون سے وفا
چھوڑیے بھی یہ خیال خام آپ

شہرۂ آفاق ٹھہرے حسن مین
اور کیا پیدا کرینگے نام آپ

کیا ہوا ہم نے اگر پوچھا مزاج
کس لئے دینے لگے دشنام آپ

اب یہ پچھتانے سے حاصل اے حفیظ
سوچتے آغاز مین انجام آپ

ردیف تاے فوقانی

یاد ہے پہلے پہل کی وہ ملاقات کی بات
وہ مزے دن کے نہ بھولے ہین نہ وہ رات کی بات

کبھی مسجد مین جو واعظ کا بیان سنتا ہون
یاد آتی ہے تجھے پیر خرابات کی بات

یاد پیری مین کہان اب وہ جوانی کی ترنگ
صبح ہوتے ہی ہمین بھولگئی رات کی بات

شیخ جی مجمع رندان مین نصیحت کیسی
کون سُنتا ہی یہان قبلۂ حاجات کی بات

ہاے پھر چھیڑ دیا ذکر عدو کا تم نے
پھر نکالی نہ وہی ترک ملاقات کی بات

جب لیا عہد شب وصل کہا اُس نے حفیظ
صبح کو یاد رہیگی یہ ہمین رات کی بات

دل مین ہین وصل کے ارمان بہت
جمع اس گھر مین ہین مہمان بہت

آئے تو وحشت جنون زورون پر
چاک کرنے کو گریبان بہت

میری جانب سے دل اُس کا نہ پھرا
دشمنون نے تو بھرے کان بہت

لیکے اک دل غم کونین دیا
آپ کے مجھ پہ ہین احسان بہت

ترک الفت کا ہمین کو ہے غم
وہ بھی ہین دل مین پشیمان بہت

دل کے ویرانے کا عالم ہی کچھ اور
ہم نے دیکھے ہین بیابان بہت

خاک ہونے کو ہزارون حسرت
خون ہونے کو ہین ارمان بہت

صدمۂ ہجر اُٹھانا مشکل
جان دینا تو ہے آسان بہت

رشک جن پر ہے فرشتون کو حفیظ
ایسے دُنیا مین ہین انسان بہت

اے کاش نظر آئے اب موت ہی کی صورت
فرقت مین ہمارے دل کو چین آئے کسی صورت

قربان ہو سر اُس پر جان اِس پہ تصدق ہو
تلوار ہی پیکر قاتل ہے پری صورت

اپنا ہی بنانا تھا جب ساری خدائی کو
کیون ایسی بتون کو پھر اللہ نے دی صورت

جب عالم صورت مین کی سیر تو یہ جانا
ہے سارے مرقع مین بس ایک تری ہی صورت

آنکھون مین جو کھب جائے دلمین جو اُتر آئے
نقشہ ہے وہی نقشہ صورت ہے وہی صورت

کرتا نہین اب کوئی جھوٹا بھی کبھی وعدہ
افسوس تسلی کی یہ بھی نہ رہی صورت

مجنون کو جو دیکھا تو اشک آنکھون مین بھر آئے
آغاز محبت مین اپنی تھی یہی صورت

ساقی کی مذمت کا لینا ہے ہمین بدلا
واعظ کو پلانا ہے تھوڑی سہی کیسی ہی صورت

سُنوائین یہ وحشت نے ناصح کی ہمین باتین
کہتا ہے بنو صاحب اب آدمی کی صورت

ہم نے جو تمھین دیکھا کون ایسی بُرائی کی
سب دیکھتے ہین آخر آنکھون سے بھلی صورت

ملجاؤ حفیظ اُن سے بگڑا نہین کچھ اب بھی
پھر ربط کی ممکن ہے دو دن مین وہی صورت

ردیف تاے ہندی

دل پر لگا رہی ہے وہ نیچی نگاہ چوٹ
پھر چوٹ بھی وہ چوٹ جو ہے بے پناہ چوٹ

پھوڑا سر اُس کے در پہ کہ برسی جنون مین سنگ
مجکو دلا رہی ہے عجب اشتباہ چوٹ

بجلی کا نام سنتے ہی آنکھین جھپک گئین
روکے گی میری آہ کی کیا یہ نگاہ چوٹ

لا پیچ اثر کا ہو نہ کہین باعث ضرر
ٹکرا کے سر فلک سے نہ کھا جائے آہ چوٹ

منھ ہر دہان زخم کا سیتے ہین اس لیئے
مطلب ہے حشر مین بھی نہ ہو دادخواہ چوٹ

ملتی ہے چپ کی داد یہ مشہور بات ہے
جل جائے آسمان جو کرے ضبط آہ چوٹ

اُٹھتے ہی دل مین ٹیس جگر مین ٹپک ہوئی
کرتی ہے درد ہجر سے گویا نباہ چوٹ

چوکھٹ پہ تیری شب کو پٹکتا ہے سر حفیظ
باور نہو تو دیکھ جبین سے ہے گواہ چوٹ

ردیف ثاے مثلثہ

شب وصل ہی بحث و حجت عبث
یہ شکوہ عبث یہ شکایت عبث

ہوا اُن کو کب اعتماد وفا
جتاتے رہے ہم محبت عبث

یہان اب تو کچھ اور سامان ہے
وہ آتے ہین بہر عیادت عبث

نصیبون سے اپنے ہی شکوہ ہمین
کرین کیون کسی کی شکایت عبث

مرا حال سُنکر وہ ہین بیقرار
کہا کس نے ذکر محبت عبث

فلک مر مٹون سے نہ رکھ یہ غبار
مٹا بیکسون کی نہ تربت عبث

سنونگا تری ہوش مین آ تو لون
ابھی سے ہے ناصح نصیحت عبث

یہ پردہ حسینون کو لازم نہ تھا
چھپاتی ہین اچھی صورت عبث

وہ پہلے سلوک آپکے یاد ہین
مرے حال پر اب عنایت عبث

تکلف مین پھر وہ کہان سادگی
یہ آرایش حسن و زینت عبث

حفیظ اس زمین مین کہو شعر کم
دکھاؤ نہ زور طبیعت عبث

ردیف جیم تازی

گھر کونسا ہے جسمین نہین کچھ نفاق آج
ملتا ہے ڈھونڈھے سے کہین اتفاق آج

دم بھر کا انتظار بھی ہے جی کو شاق آج
حد سے بڑھا ہوا ہے بڑا اشتیاق آج

کل صبح ہوتے ہی وہ سدھارینگے اپنے گھر
جاری مری زبان پہ ہے الفراق آج

کچھ دیر اک بزرگ کی صحبت کے فیض سے
پوچھو نہ میکدے مین رہا کیا مذاق آج

کل راستے مین نامہ گرا آیا نامہ بر
آتا ہے پیش دیکھئے کیا اتفاق آج

واعظ نے کل پڑھا جو محبت کا حال کچھ
رکھی ہوئی کتاب ہے بالاے طاق آج

قاصد چلا ادھر سے اُدھر سے پیامبر
دونون طرف ہے حد سے بڑھا اشتیاق آج

کل تک تو رات عیش سے اپنی بسر ہوئی
گھیرے ہے شام ہی سے بلاے فراق آج

کیا کام اُس کو اگلے خیالات سے حفیظ
ہو جسکی شاعری کا اچھوتا مذاق آج

کسنے ہنسکر ناز سے پوچھا مزاج
اب مجھے ملتا نہین اپنا مزاج

رات دن لب پر دعا ہے موت کی
پوچھتے کیا ہو کہ ہے کیسا مزاج

دل پھرا میرا پھری جب تیری آنکھ
مین بھی بدلا جب ترا بدلا مزاج

ڈبڈبا آئے میری آنکھون مین اشک
جب کسی نے ہجر مین پوچھا مزاج

چھیڑنا کُڑھنا کُڑھانا ہر گھڑی
آپنے پایا ہے کیا اچھا مزاج

باتون باتون مین بگڑنا روٹھنا
چاہئے کس کام کا ایسا مزاج

غیر کے فقرون مین آخر آگئے
کس قدر ہے آپکا سیدھا مزاج

ہر گھڑی بنتا بگڑتا ہے حفیظ
دل ہمارا ہے حسینون کا مزاج

ردیف ہائے حطی

جان شوخی نے لی حیا کی طرح / کی ادا سے جفا قضا کی طرح

بے نیازی کی شان لے زاہد / کچھ بتون مین بھی ہو خدا کی طرح

اُن کے در پر صدا لگا آنا / دو سحر تیسرے گدا کی طرح

رہنے دے کچھ مری مروّت بھی / شرمگین آنکھون مین حیا کی طرح

کیا خرابی ہے سمین لے واعظ / تھوڑی پی لے اگر دوا کی طرح

اب مروّت بھی ان حسینون مین / نظر آتی نہین وفا کی طرح

مٹ کے اُٹھے ہم اُس گلی سے حفیظ / جم کے بیٹھے جو نقش پا کی طرح

کسے قیام یہان عمر جاودان کی طرح / رہا مین وہم کی صورت مٹا گمان کی طرح

ہوا چمن کی کھلاتا ہے ہر سحر صیّاد / مزے قفس مین بھی ہین مجھکو آشیان کی طرح

دیا نہ راہ عدم مین کسی نے ساتھ مرا / ہر اک نے چھوڑ دیا گرد کاروان کی طرح

بڑا مزہ ہو جو میرا بھی دل بدل جائے / تری نگاہ کی صورت تری زبان کی طرح

کبھی خلاف ہو مجھ سے کبھی رقیبون سے / کسی کے دوست نہین تم بھی آسمان کی طرح

کبھی تو گھر مین بھی صیّاد کے گرے بجلی / قفس مین آگ لگے میرے آشیان کی طرح

کسی گلی مین کہین رات ہم نے دیکھا تھا / میان حفیظ ٹہلتے تھے پاسبان کی طرح

ردیف خائے معجمہ

کون بلائین کہین جواب گستاخ
ہون مرے ہاتھ اُنکے لب گستاخ

سر چڑھے ہین رقیب منھ پاکر
کوئی ہوتا ہے بے سبب گستاخ

اب یہ تکیہ کلام ہے اُن کا
نام میرا ہے بے ادب گستاخ

ہاتھ ڈالا مرے گریبان مین
اس قدر آپ پہلی شب گستاخ

وصل کی التجا پہ کہتے ہین
تم بہت ہو چلے ہو اب گستاخ

چھیڑ کر رنج مول لیتے ہین
حضرت دل بھی ہین غضب گستاخ

کچھ دنون اے حفیظ اپنا بھی
ہو گیا تھا کہین لقب گستاخ

ردیف دال مہملہ

دل کو اسی سبب سے ہے اضطراب شاید
قاصد پھرا ہی لیکر خط کا جواب شاید

آنکھین چڑھی ہوئی ہین باتین ہین بہکی بہکی
آئے ہو تم کہین سے پیکر شراب شاید

کیا جانے کس ہوا مین اتنا اُبھر رہا ہے
ہستی نہین سمجھتا اپنی حباب شاید

مجھ پر جو وہ سحر سے اس درجہ مہربان ہین
شب کی دعا ہوئی ہے کچھ مستجاب شاید

بیوپار مے فروشون سے آج چھوٹتا ہے
طے ہو حساب اپنا روزِ حساب شاید

بیمار ہون بندھی ہے دھن رات دن سفر کی
غربت مین اپنی مٹی ہوگی خراب شاید

پچھلے سے وصل کی شب آثار صبح کے ہین
نکلے گا رات ہی سے آج آفتاب شاید

آیا بہت دنون پر زاہد جو میکدے مین
بھولی ہوئی تھی اسکو راہِ صواب شاید

برسات کی کمی سی کیا قدر گھٹ گئی ہے
ایسی کبھی بکی ہو ارزان شراب شاید

اپنے دماغ مین تو اب یہ بسی ہوئی ہے — بہتر ترے پسینے سے ہو گلاب شاید
بزم عدو مین آکر جس طرح ہم جلے ہین — دوزخ مین ہو کسی پہ ایسا عذاب شاید
اشکون سے تر ہوئی تھی یون رات سیج اُن کی — یاد آگیا تھا کوئی ہنگام خواب شاید
اے شیخ تو ملا کر دیکھ اُن سے عمر اپنی — حورون کا ڈھل گیا ہو اب تو شباب شاید

توبہ حفیظ مے کا پڑ جائے جس کو چسکا
پھر اُس سے مرتے دم تک چھوٹے شراب شاید

ملی دولت وصل فرقت کے بعد — مزہ عیش کا ہے مصیبت کے بعد
وہ اپنی خطا پر جو نادم ہوئے — پشیمان ہوئے ہم شکایت کے بعد
ستا کر ہمین وہ ہوئے مہربان — محبت یہ کیسی عداوت کے بعد
نہ کچھ پوچھیے اُس گھڑی کا مزہ — کہ جب صلح ہو جائے حجت کے بعد
ہوئی سہو خط کی عبارت بھی ہائے — پھر آنا مہ بر اتنی مدت کے بعد
ہوئے جا کے رسوا تری بزم سے — نصیبو نہین ذات تھی عزت کے بعد

حفیظ آنکھ ساقی سے شرما گئی
جو تھوڑی سی پی آج مدت کے بعد

زمانے مین رہیگی کیا تری یاد — فقط رہجائیگی نیکی بدی یاد
ابھی کیا دشمنون سے جب ملینگے — کرینگے وہ ہماری دوستی یاد
عدو کی یاد تو آٹھون پہر ہے — ہمین بھی آپ کرتے ہین کبھی یاد
بھلا دے دشمنون کی دشمنی کو — مگر رکھ دوستون کی دوستی یاد
ملا تھا مجکو صحرا اے جنون مین — مجھے مجنون کی ہے آوارگی یاد

محبت نے بھلادین اور باتین
رہی اک خاکساری عاجزی یاد

حفیظ اُس کو محبت کا لگا روگ
غزل جس کو ہماری ہو گئی یاد

یونہی ہر شام سے تا صبح فریاد
ستاتی ہے کسی کی رات بھر یاد

ابھی کس نے تھپن تڑپا دیا تھا
کہو ہے میرے نالون کا اثر یاد

عدم کو بھول بیٹھے اہل ہستی
مسافر کو نہین آتا ہے گھر یاد

بہت کچھ اپنی جانب سے بھی کہنا
مری باتین بھی رکھنا نامہ بر یاد

مرے غمخوار نے سمجھا کے مجکو
دلائی اُس کی اک اک بات پر یاد

شب غم شام سے جی پر بنی تھی
خدا آیا مگر پچھلے پہر یاد

دم رخصت خدا کو سونپتے ہو
رہیگی یہ محبت بھی مگر یاد

جگر پر اک چھری سی پھر رہی ہے
ابھی تک ہے وہ چتون وہ نظر یاد

حفیظ اک شاعری نے سب بھلائی
ہمین لاکھون طرح کے تھے ہنر یاد

ردیف دال ہندی

اس قدر زاہد عبادت پر گھمنڈ
کاش ہوتا اُسکی رحمت پر گھمنڈ

سامنے اُن کے جو قابو مین رہے
چاہیے ایسی طبیعت پر گھمنڈ

اب تو اپنی بیکسی پر ناز ہے
تھا کبھی اُن کی عنایت پر گھمنڈ

کوہکن سے کیا ہوا انجام کار
کیا کرے اب کوئی محنت پر گھمنڈ

کاش سیرت کا بھی کچھ ہوتا خیال
حُسن والون کو ہی صورت پر گھمنڈ

جبہ سائی ہے کسی در کی نصیب
کیون نہو اب مجکو قسمت پر گھمنڈ

شاعری ہے اور ہی چیز اسے حفیظ
لوگ کرتے ہین لیاقت پر گھمنڈ

ردیف ذال معجمہ

لکھدے عامل کوئی ایسا تعویذ
یار ہو جائے گلے کا تعویذ

کب مسخر یہ حسین ہوتے ہین
سب یہ بیکار ہے گنڈا تعویذ

نہ ہوا یار کا غصہ ٹھنڈھا
بارہا دھو کے پلا یا تعویذ

سر سے گیسو کی بلا جاتی ہے
لا ئے تو ردّ بلا کا تعویذ

مر کے بھی دل کی تڑپ اتنی ہے
شق ہوا میری لحد کا تعویذ

ہر طرح ہوتی ہے مایوسی جب
لوگ کرتے ہین وحا یا تعویذ

آرزو خاک مین دشمن کی ملے
اس لیئے دفن کیا تھا تعویذ

ہاتھ سے اپنے جو لکھا اُس نے
ہم نے اُس خط کو بنایا تعویذ

جس سے آیا ہوا دل رُک جائے
کوئی ایسا بھی ہے للّٰہ تعویذ

دل پسیجا نہ کسی دن اُن کا
روز لکھ لکھ کے جلا یا تعویذ

کام لو جذب محبت سے حفیظ
نقش کیا چیز ہے کیسا تعویذ

ردیف رائے مہملہ

مرا دل آگیا ہے اک حسین پر
یہ سننا تھا کہ وہ بولے ہمین پر

نہ دیکھو آئنہ بن ٹھن کے۔ دیکھو
تمہارا دل نہ آجائے تمہین پر

تجھے دل دینے مین کیا عذر ہمکو
تصدق جان تک ایسے حسین پر

دکھاؤ آنکھ یا تیوری چڑھاؤ
گمان ہے دل چرانے کا تمہین پر

ستا کر ہمکو دشمن شادمان ہین
ہمارا صبر تڑپتا ہے ہمین پر

خدا کی شان دشمن کا جنازہ
اٹھائین آپ دوش نازنین پر

نکل آیا سیہ بختی مین اک حسن
پسا دل اسکی چشم سرمگین پر

کسی سے جب وہ لڑتے روٹھتے ہین
تو آجاتی ہے اک آفت ہمین پر

نہ نکلے حسرت دیدار مین جان
نہ آئے دل کسی پردہ نشین پر

حفیظ ایسی کہی کیا بات تم نے
کہ اب تک ہے شکن انکی جبین پر

دل لیکے ہر بشر کا ستم گر نہ چال کر
کھوٹے کھرے سبھی ہین ذرا دیکھ بھال کر

ساقی عبث عبث سے تجھے محتسب کا ڈر
تھوڑی سی دے بھی دے مجھے چپکے سے ڈھال کر

جب حرص ابھارتی ہے تو کہتی ہے مجھسے عار
مر جا مگر کسی سے نہ ہرگز سوال کر

اے خط مین شوق دید کہان تک رقم کرون
لے جا تو نامہ بر مری آنکھین نکال کر

مطلب کے آشنا ہین حسین کون کسکے یار ہین
دل کا معاملہ ہے ذرا دیکھ بھال کر

چھینٹین مرے لہو کی نہ رسوا کرین تمہین
پھیرو گلے پہ تیغ تو دامن سنبھال کر

شادی سے غم کی قدر سوا چاہیے حفیظ
تھوڑی سی ہو خوشی تو بہت سا ملال کر

جلاؤ غیر کو بجلی گرا کر — نظر ہم سے ملاؤ مسکرا کر

جو بیٹھے وہ کبھی محفل مین آکر — تو اُٹھے سیکڑون فتنے اُٹھا کر

ہنسو بولو کہ ہے یہ وصل کی شب — نہ بیٹھو آج کے دن مُنھ بنا کر

کہا اُسنے سوال وصل سُن کے — ارے جا ہوش کی اپنے دوا کر

وہ وحشی ہون کہ میری خاک سے بھی — نکلتی ہے صبا دامن بچا کر

خدا جانے وہ کیا سمجھے دم نزع — جو روئے مجکو سینے سے لگا کر

حفیظ ایسی کسی کو کیا پڑی ہے
جو لے جائے وہان تمکو منا کر

میلے نہ تیور اُن کے ہون گرد و غبار دیکھکر — جائین ہنسی خوشی وہ گھر میرا مزار دیکھکر

وعدہ کسی سے ہو نہ جائین جائین وہ کہین — مجکو تو شک سا ہو گیا شب کا نکھار دیکھکر

میری نظر کی داد دو میری تلاش کو کہو — لاکھون مین چن لیا تمہین روز شمار دیکھکر

کوئی نہ کوئی تو وفا آگئی یاد اس گھڑی — روئے جو زار زار وہ میرا مزار دیکھکر

گل جو چمن چمن کھلا زخم جگر ہرا ہوا — جوش جنون سوا ہوا جوش بہار دیکھکر

کرتے تھے میرے زخم کی پہلے جو چارہ سازیان — ہنستے ہین اب وہی مجھے سینہ فگار دیکھکر

اُٹھتے نہ تھے قدم مرے تلوون مین تھے یہ آبلے — کہتا ہون مین خضر ملے دشت مین خار دیکھکر

کہنے سے زاہدون کے یون توبہ تو لاکھ بار کی — ضبط مگر نہ ہو سکا ابر بہار دیکھکر

اُنکی کہان ہین صورتین جنکی یہ سب ہین صنعتین — روتی ہے گھر مین بیکسی نقش و نگار دیکھکر

خاک مین مین جو ملگیا اس کا نہین مجھے گلہ — سوئے فلک نہ دیکھیے میرا مزار دیکھکر

اُسنے حفیظ بزم مین اپنے قریب دی جگہ

رشک سے غیر جل مرے میرا وقار دیکھکر

پڑھ کر درود ساقیِ کوثر کے نام پر
وہ مست ہون کہ ہاتھ بڑھاتا ہون جام پر

پڑھتے ہین فاتحہ وہ شہیدون کے نام پر
ہنستی ہے موت خضر علیہ السلام پر

تنہا لیے ہے تو دھوپ سے بدتر ہے چاندنی
کیا لطف آپ سوے اکیلے جو بام پر

کل جنکو مے کے نام سے ہوتا تھا اجتناب
جنت وہ آج بیچتے ہین ایک جام پر

ملنے کو جب ہوے تو یہ کیا رات دن کی قید
وعدہ تم آج صبح کا ٹالو نہ شام پر

جتنا تھا جس کا ظرف پلائی اُسی قدر
ساقی صد آفرین ہے ترے اہتمام پر

لاتا ہے کون اُنکی عداوت کو دھیان مین
ہم تو مٹے ہوے ہین محبت کے نام پر

تھوڑی بچی کُھچی ہوئی مجھ فاقہ مست کو
ساقی پلا دے ساقیِ کوثر کے نام پر

ساقی کی آنکھ سے بھی محبت ٹپک پڑی
اسکی پڑی نگاہ کچھ اس طرح جام پر

ان کو غرورِ حسن ہمین عاجزی پسند
اپنی جگہ پہ وہ ہین ہم اپنے مقام پر

کمرہ مین سج رہا ہون شبِ عذرِ اے حفیظ
امید ہنس رہی ہے مرے اہتمام پر

مجھ پر اب اے حفیظ ہے اُنکا دباؤ یون
جس طرح ہو کسی کی حکومت غلام پر

جُھکایا سر جو اُس کے آستان پر
دماغ عجز پہونچا آسمان پر

بیان کو ناز ہے میری زبان پر
زبان کو ناز اس طرزِ بیان پر

جو کہتے ہین وہی ہوتا ہے اکدن
ہمین بھی ناز ہے اپنی زبان پر

مرین اس زندگی پر حضرتِ خضر
کرین تکیہ حیاتِ جاودان پہ

بہار اس باغ کی کیا تھی نہ پوچھو
بلا کا روپ ہے جسکی خزان پہ

جفاؤن پر بھی یہ پاس وفا ہے
شکایت آ نہین سکتی زبان پر

زمانہ ذکر الفت کا ہے مشتاق
لگے ہین کان میری داستان پر

تڑپتے رات دن کب تک قفس مین
کہین بجلی گرے بھی آشیان پر

وہان فرصت نہین ہے کوسنے سے
یہان ہر دم دعا اپنی زبان پر

مری افتادگی ہے طرفہ معراج
گرا یا ضعف نے اُس آستان پر

اُٹھا کر کوثر و تسنیم سے ہاتھ
ڈٹا ہون اب در پیر مغان پر

ہم اُنکے وہ ہمارے ہو رہینگے
یہ ٹھہرے گی صفائی امتحان پر

بلندی کو نظر آتی ہے پستی
زمین چھائی ہوئی ہے آسمان پر

یہین سے کرتے ہین کعبے کو سجدہ
رگڑتے ہین جبین پاک آستان پر

چلے ہی آتے ہین صرصر کے جھونکے
گری ہی پڑتی ہے برق آشیان پر

وہان سے جھڑکیان کھا کر جو نکلے
نکالا خوب غصہ پاسبان پر

حفیظ استاد کی تقلید کیسی
بھروسا چاہیے اپنی زبان پر

اکڑے نہ سرو آئے فصل بہار پر
آزاد ہے تو جبر ہے اختیار پر

پھر کر برس رہی ہے گھٹا سبزہ زار پر
گلکاریان ہین دامن ابر بہار پر

برگشتگی بڑھی جو نظر اُن کی پھر گئی
طرہ ہوا یہ گردش لیل و نہار پر

زلفین بکھر گئی ہین تو عالم ہی اور ہے
اچھا پھبا ہے سوگ مرے سوگوار پر

جب تک کسی نے دست تسلی اُٹھا لیا
رکھے ہوے دونون ہاتھ دل بیقرار پر

جھکتی ہے بار بار جو اٹھکر حیا سے آنکھ
شوخی نثار ہے نگہ شرمسار پر

گر پڑکے اُس گلی میں پہونچتا ہے بار بار
ہمت کا خاتمہ ہے ہمارے غبار پر

تم بات کے دھنی ہو نہ پورے ہو عہد کے
آخر بندھے امید تو کس اعتبار پر

کس طرح کوئی پیار کرے ہر حسین کو
سچ ہے کہ ایک دل نہیں آتا ہزار پر

نکلے جو منہ سے اُف تو زبان قطع کیجیے
کیا اختیار گریۂ بے اختیار پر

پامال ہو گیا کبھی برباد ہو گیا
کیا کیا ستم ہوے مرے مشتِ غبار پر

اُسکے دیے ہوے یہ محبت کے پھول ہیں
صدقے ہزار باغ دلِ داغدار پر

مجرم وہ ہیں کہ شان کریمی خدا گواہ
کرتے رہے گناہ ترے اعتبار پر

عبرت سمان کھاتی ہے غربت کی موت کا
روتے ہیں راہگیر ہمارے مزار پر

اظہار دردِ ہجر سے بیچین ہے کوئی
الزام آگیا دلِ ناکردہ کار پر

دنیاے بے ثبات کی اللہ رے ہوس
مرتے ہیں لوگ زندگیِ مستعار پر

تڑپا رہی ہے ہجر میں برسات اے حفیظ
گرتی ہے روز برق دلِ بیقرار پر

ردیف زاے معجمہ

ہر ادا سے ہو جسکی پیدا ناز
کیوں نہ کہیے اُسے سراپا ناز

لیکے دل ٹالتے ہیں تلوّن سے
اچھے غمزے ہیں اور اچھا ناز

زلف بکھرا کے منہ چھپا لینا
ہائے یہ ناز ہے بلا کا ناز

چار دن ہے یہ حسن کا عالم
حسن والو کروگے پھر کیا ناز

کچھ نہیں حد سے بھی گزر جانا
کیجیے ناز لیکن اتنا ناز

ناز بردار ہم تمہارے ہین / اور کا ہم سے کب اُٹھیگا ناز
وہ جنازہ اُٹھانے والے نصیب / مر گئے ہم اُٹھا کے جس کا ناز
جل گیا طور غش ہوے موسیٰ / اک جھلک مین تھا یہ کرشمہ ناز

دل کی حالت ہی ہے حفیظ ایسی
ورنہ ہم اور اُٹھاتے بیجا ناز

ردیف سین مہملہ

کیا اُنکی نذر کیجیے اب کیا رہا ہے پاس / مٹھی مین مال ہے نہ دل مبتلا ہے پاس
مجکو کسی گلی مین یہ گھیرے ہوئے ہے وہم / سائے کو جانتا ہون کہ کوئی کھڑا ہے پاس
بازو پہ باندھ لی ہے کسی شے کی اک ڈلی / کھا لینگے وقت پر کہ یہ اچھی دوا ہے پاس
مد نظر جو سیر ہے بازار حسن کی / پوچھو یہ بوالہوس سے کہ نقد وفا ہے پاس
ظلمت ٹھہر سکی ہے کہین نور کے قریب / دوری بتون سے ہو تو سمجھیے خدا ہے پاس
اسوقت پوچھیے نہ کسی کا غرور حُسن / آئینہ سامنے دل نا آشنا ہے پاس

جیتے ہین آج تک کسی امید پر حفیظ
ڈھارس ہے جس سے ایک یہی آسرا ہے پاس

سنتے ہین اب نہ رہا ہون گے گرفتار قفس / یونہین مر جائینگے گھٹ گھٹ کے سزاوار قفس
ذبح کرتا ہے تو اتنا ہی بتا دے صیاد / مین گنہگار چمن ہون کہ گنہگار قفس
ایک امید رہائی کی یہی باقی ہے / چھوڑ دے جان ہی لیکر کہین آزار قفس
مجھ گرفتار کو کیا سیر چمن کی امید / میرے صیاد سے اُٹھتا ہی نہین بار قفس

ڈھری قیدین مرے اک دم کو ہین ہستی کی حفیظ
دل گرفتار ہوس روح گرفتار قفس

ردیف شین معجمہ

قاصد کو وہان لیگئی انعام کی خواہش — اے کاش بر آئے کسی ناکام کی خواہش

اے پیر خرابات ادھر بھی نظر لطف — لائی ہے مجھے کھینچکے اک جام کی خواہش

دل آتے ہی آئی ہے دعا موت کی لب تک — آغاز محبت مین ہے انجام کی خواہش

لے موت مجھے منزل اول پہ لگا دے — پوری ہو کہین گردش ایام کی خواہش

پھر مین اُسے دینے کو چلا آج دعائین — پھر مجکو وہان لے چلی دشنام کی خواہش

دن بھر ترا دیدار ہو شب بھر ہو ترا وصل — یہ صبح کے ارمان ہین وہ شام کی خواہش

مدت سے یہ تکلیف کی خوگر ہے طبیعت — آجائے اجل ہو اگر آرام کی خواہش

دل مین نہ بہت حسرت دنیا کو جگہ دے — اچھی نہین ہوتی ہے بُرے کام کی خواہش

شاعر کے سوا ایسے حفیظ اور ہین کچھ لوگ
دنیا مین مٹاتی ہے جنھین نام کی خواہش

جب دل سے گئی اُنکی ملاقات کی خواہش — باقی نہ رہی پھر تو کسی بات کی خواہش

آئے وہ زمانہ کہ وہ مہمان ہون اپنے — حسرت ہے اسی آن کی اس رات کی خواہش

اب شام کے نالے بھی تاثیر دکھا دین — پھر وقت سحر ہو نہ مناجات کی خواہش

القاب ترے اور حسینون کو لکھین گے — چھیڑے گی جواب و حکایات کی خواہش

تصویر حفیظ اُنکی طلب کرتے ہین اُن سے

حضرت کو ہوئی ہے نئی سوغات کی خواہش

ایسے کہین کے لوگ نہین مبتلاے عیش
کچھ پوچھیے نہ عہد جوانی کے ولولے
زاہد کو یاد خلد ہے۔ کوثر کی موج سے ہے
بستر لگائین ہم بھی کبھی زیر قصر یار

پھیلی ہوئی ہی ہند مین گھر گھر وبائے عیش
انسان کو سوجھتی ہی نہین کچھ سوائے عیش
کیا کیا اڑائے پھرتی ہی جا اسکو ہوائے عیش
ڈالے ہمارے سر پہ بھی سایہ ہمائے عیش

انسان بہت نہ خوگر راحت ہوئے حفیظ
وہ مبتلائے غم ہے جو ہے مبتلائے عیش

یارب مرے دماغ تک آئے نہ بوئے عیش
زاہد ترا بہشت بھی راحت کی ہے جگہ
مسند سے کم نہین ہے فقیرون کا بوریا
دو دشمنون کے دور مین راحت کہان نصیب

دل مین جگہ کرے نہ کبھی آرزوئے عیش
ہم تو کسی گلی کو سمجھتے ہین کوئے عیش
اپنی نظر مین خاک نہین آبروئے عیش
تو ہے عدوئے جان تو فلک ہے عدوئے عیش

بیٹھا ہوا ہے اب یہ مصیبت سے دل حفیظ
جاتا نہین خیال بھی اپنا تو سوئے عیش

ردیف صاد مہملہ

اسقدر بیتاب ہے جو آج میرے دل کی حرص
سُنکے ہنگامہ ادھر بھی آگیا ہون شوق مین
ٹھوکرین در در کی کھاتا ہون اسیکے ہاتھ سے
ہاتھ ہے قاتل کا نازک کند ہے خنجر کی دھار

آگئی شاید کچھ اسمین خنجر قاتل کی حرص
کھینچ لائی مجکو محشر مین کسی محفل کی حرص
کھوئے دیتی ہے مجھے دنیا سے میرے دل کی حرص
دیکھیے مٹتی ہے کیونکر اب دل بسمل کی حرص

طالبِ دنیا نہو گا سیر دولت سے حفیظ
جس قدر پائیگا بڑھتی جائیگی سائل کی حرص

ردیف ضاد معجمہ

یون اُٹھا دے ہمارے جی سے غرض
ہو نہ تیرے سوا کسی سے غرض

وہ منائیگا جس سے روٹھے ہو
ہمکو منّت سے عاجزی سے غرض

یہ بھی احسان ہے قناعت کا
اپنا اُنکی نہین کسی سے غرض

یہ محل بھی مقام عبرت ہے
آدمی کی ہو آدمی سے غرض

دردمندون کو کیا دوا سے کام
غم نصیبون کو کیا خوشی سے غرض

حسن آرائشون کا ہو محتاج
اُس کو آئینے آرسی سے غرض

چُور ہین نشۂ محبت مین ہم
مے سے مطلب نہ میکشی سے غرض

دیر تک دید کے مزے لوٹے
خوب نکلی یہ بیخودی سے غرض

بے نیازی کی شان ہی یہ نہین
اُس کو بندونکی بندگی سے غرض

تیری خاطر عزیز ہے ورنہ
مجھکو دشمن کی دوستی سے غرض

ہم محبت کے بندے ہین واعظ
ہمکو کیا بحث مذہبی سے غرض

دیر ہو کعبہ ہو کلیسا ہو
اُسکی دھن اُسکی بندگی سے غرض

شیخ کو اس قدر پلانے کیون
میکشون کو بھی دل لگی سے غرض

اس کو سمجھو نہ حظِ نفس حفیظ
اور ہی کچھ ہے شاعری سے غرض

اچھا ہی وہ سُنے نہ مری التجا غرض
کیوں اپنے دل کا بھید کہے کوئی کیا غرض

ہم کو ہو رشکِ غیر یہ کہنے کی بات ہے
ہم کیوں جلیں کسی سے ہمیں واسطا غرض

دیتے ہیں جھڑکیاں وہ مجھے عرضِ حال پر
بیدرد سے کسی کی نہ ڈالے خدا غرض

ناکام جس کے در سے پھرا ہوں ہزار بار
اٹکی اُسی سے جا کے مری بارہا غرض

خواہش ہے اُسکی اور مری آرزو ہے اور
مطلب مرا جدا ہے عدو کی جدا غرض

خواہش ہی پر مدار ہے ہر کام کا حفیظ
دنیا کے کاروبار کی ہے رہنما غرض

ردیف طاء مہملہ

کچھ میکدے ہی میں نہیں جانے سے احتیاط
گھر پر بھی اب ہے پینے پلانے سے احتیاط

پلکوں سے چاہتا ہوں وہ گیسو سنوارنا
کرتے ہیں لوگ غیر کے شانے سے احتیاط

تم میہماں کہیں نہ سہی میزباں سہی
لازم ہے پھر بھی روٹھ کے جانے سے احتیاط

اب جائیے بھی دل نہ ہمارا دُکھائیے
کرتے ہیں بیکسوں کے ستانے سے احتیاط

رکھتے ہو اب زمیں پہ قدم پھونک پھونک کے
ہم کو مٹا کے حشر اُٹھانے سے احتیاط

وہ جانتے ہیں وسعتِ تقریر ہی نہیں
ہم کر رہے ہیں بات بڑھانے سے احتیاط

جس کو جلا جلا کے کیا آپ ہی نے خاک
اُس کی لحد پہ شمع جلانے سے احتیاط

اک طرح کا سوال دعا مانگنا بھی ہے
مرنا قبول ہاتھ اُٹھانے سے احتیاط

اے ہمنشیں نہ چھیڑ محبت کا تذکرہ
کانوں کو اب ہے ایسے فسانے سے احتیاط

تم ہی نہیں تو ساری خدائی سے کیا غرض
دنیا سے احتیاط زمانے سے احتیاط

کل تک تھی جس کی دیدۂ و دل مین جگہ حفیظ
پہلو مین آج اُس کو بٹھانے سے احتیاط

ردیف ظاء معجمہ

اُٹھ گیا جی سے زندگی کا لحاظ — اس قدر حد ہے بیکسی کا لحاظ
چھیڑ کر بزم مین یہ سُننا تھا — سچ ہے تمکو نہین کسی کا لحاظ
غیر کی بات کا خیال اتنا — کچھ نہو میری عاجزی کا لحاظ
حور کا نام سُن کے کانپ اُٹھے — اس قدر بھی نہو کسی کا لحاظ
وقت پر سب کو آزما دیکھا — کون کرتا ہے دوستی کا لحاظ
چھپکے ملنے کا وعدہ اُسنے کیا — اب تو کرنا پڑا اسی کا لحاظ
دور رکھتا ہون شمع بالین سے — یہ شبِ غم ہے بیکسی کا لحاظ
زاہدون سے چھپا کے پیتا ہون — اب بھی اتنا ہے میکشی کا لحاظ
خواہش دید تھی جو اے موسے — پہلے کرنا تھا بیخودی کا لحاظ
ایک عالم ہے اُن کی محفل مین — اب کہانتک ہو ہر کسی کا لحاظ
دیکھتے ہین رقیب کی آنکھین — یہ بھی ہو صرف آپ ہی کا لحاظ

شعر تہذیب سے گرے نہ حفیظ
ہے اگر پاک شاعری کا لحاظ

ردیفِ عین مہملہ

پھر دے رہا ہے دل کہین آنیکی اطلاع
آتا ہے دل کا جان سے جانیکی اطلاع

کس کس کا دل ہے تیر نظر سے چھدا ہوا
ناوک فگن کو ہوگی نشانے کی اطلاع

وحشت مجھے قرار سے رہنے بھی دے کہین
کیا دون کسی کو اپنے ٹھکانے کی اطلاع

کل پیش ہوگا کاتب اعمال کا لکھا
حاکم کے پاس جائیگی کھتانیکی اطلاع

غفلت کی نیند اور بھی سوتا یہ آدمی
ہوتی اگر نہ موت کے آنے کی اطلاع

دشوار تاب ضبط ہے ہشیار اے فلک
دیتا ہون تجکو آگ لگانے کی اطلاع

غنچے چٹک رہے ہین چہکتی ہے عندلیب
گلشن مین ہے بہار کے آنیکی اطلاع

افسوس میرے حال کی اُس کو خبر نہین
ہوتی ہے جس کو ایک زمانیکی اطلاع

تسکین اضطراب ہے وعدے کی شب حفیظ
دل کی تڑپ ہے یار کے آنے کی اطلاع

ہائے رے اُسکی سادگی کی وضع
سادگی مین بھی ہے انوکھی وضع

ایک عالم سے ہے نرالی وضع
اُس سے ملتی نہین کسی کی وضع

چھوڑ کر ہم کو وہ عدو سے ملے
اس کو کیا کہیئے اپنی اپنی وضع

رنگ کیا کیا زمانے نے بدلے
ایک اپنی کبھی نہ بدلی وضع

دوش پر ہے کمان کمر مین تیغ
کس غضب کی ہے بانکی ترچھی وضع

حُسن اور اُسپہ حُسن آرائش
اچھی صورت اور اُسپہ اچھی وضع

تم سے ملکر نہ ہم کسی سے ملے
کسی نے یون عمر بھر نباہی وضع

جامہ زیبی حسینون پر ہے ختم
اِن کی ہر وضع ہے بلا کی وضع

مٹ گئے اے حفیظ کیا کہنا

خوب ہی آپ نے نباہی وضع

ردیف غین معجمہ

غرور کیا جو ہوا حُسنِ عارضی کو فروغ
سمجھ لو چار ہی دن تک ہی چاندنی کو فروغ

نگاہ دیکھ چکے خوب حُسن والون کی
ہماری آنکھ کے ہوتے ہوا آرسی کو فروغ

کیا ہی کون و مکان ایک اسکے جلوہ نے
کہین ملک سے ہوا بڑھکے آدمی کو فروغ

ہمارے سامنے جمتا نہین کسی کا رنگ
تمہارے سامنے ہوتا نہین کسی کو فروغ

عجب نہین کہ گھٹے قدر سچے موتی کی
کہ آجکل ہی زمانہ مین جھوٹ ہی کو فروغ

جہان مین ذکر رہا قیس کی محبت کا
زہے نصیب کہ ہوتا ہی عاشقی کو فروغ

بجھی ہوئی ہے طبیعت حفیظ کیا کہیئے
نہین ہے اپنے زمانے مین شاعری کو فروغ

ردیف فاء

جو ہو چکے ہین زمانے کے حال سے واقف
وہ لوگ ہو گئے ہمارے خیال سے واقف

کچھ اور دے کہ نہ دے دولتِ قناعت دے
مری زبان نہو یارب سوال سے واقف

دغا فریب ہین مشہور ان حسینون کے
وہ کون ہی جو نہین انکی چال سے واقف

ادھر جو ترک محبت کا وہم دل مین ہوا
اُدھر وہ ہو گئی میرے خیال سے واقف

تجھی پہ کیا ہے بہت ایسے لوگ ہین ناصح
کہ وہ ہوے نہ محبت کے حال سے واقف

غم فراق کی ہم سے مصیبتین سُنئیے
نہ کیجیے ہمین عیش وصال سے واقف

زمانے کی یہ ہے بیقدریون کا حال حفیظ
ہوئے نہ آپ ہم اپنے کمال سے واقف

بڑھ چلے ہین پاؤن وحشت مین بیابان کیطرف
دوڑتی ہین ہاتھ اب جیب و گریبان کیطرف

اس لیئے جاتے نہین ہم کوے جانان کیطرف
رشک کہتا ہے کہ دیکھے کون قربان کیطرف

دیکھکر وصل گل وبلبل یہ شرماے وہ آج
آئین بہر سیر شاید پھر گلستان کیطرف

یہ بگولے اٹھ رہے ہین کس کے استقبال کو
کون آج آنے کو ہے گور غریبان کیطرف

بڑھ رہی ہین اُن کی زلفین پھانسنے کو دل مرا
جھک رہا ہے غول پریون کا سلیمان کیطرف

آدمی کا آدمی ہر حال مین ہمدرد ہو
اک توجہ چاہیئے انسان کو انسان کیطرف

فاش ہو پردہ نہ اُس پردہ نشین کے عشق کا
دیکھتے ہین سب مرے چاک گریبان کیطرف

دشمنون کے دل مین بھی ہے زمزمہ سنجونکی قدر
آنکھ ہے صیاد کی مرغ خوش الحان کیطرف

پھر گل وبلبل مین کوئی تفرقہ پڑنیکو ہے
آج بن ٹھن کر وہ جاتی ہین گلستان کیطرف

اے زلیخا پاک دامانی کا تیری کیا ثبوت
بڑھ گئے دست اُس یوسف کے دامان کیطرف

بتکدے مین پائے بت پر سر جھکائے ہی حفیظ
برہمن تکتے ہین اس مردِ مسلمان کیطرف

یہ دن اور مجھ پہ یہ بیداد صد حیف
قفس اور فصلِ گُل صیاد صد حیف

کیا تو نے مجھے برباد صد حیف
ارے او بانیِ بیداد صد حیف

بتون کا حُسن دیوانہ بنا دے
بشر بھولے خُدا کی یاد صد حیف

نہ پہونچی کان تک اُس کے نہ پہونچی
ہوئی کیا رائگان فریاد صد حیف

جو اپنے عہد و پیمان بھول جائے
ہمین تڑپائے اُس کی یاد صد حیف

کہان کس وقت تجکو موت آئی
محبت مین فلک کتنون پہ ٹوٹا
تجھے تو ذبح کرنا بھی نہ آیا

تری ناکامیان فرہاد صد حیف
پڑی کس کس پہ یہ افتاد صد حیف
مرے قاتل مرے جلاد صد حیف

حفیظ اُن سے ہوا قطعِ تعلق
چھٹا ہم سے عظیم آباد صد حیف

ردیف قاف

کوئی جہان مین نہ یارب ہو مبتلاے فراق
کسی کی جان کی دشمن نہو بلاے فراق

ہزار طرح کے صدمے اسے گوارا ہین
مگر اُٹھا نہین سکتا ہے دل جفاے فراق

لبون پہ جان ہے اب صدمہاے دوری سے
خبر وصال کی دیتی ہے انتہاے فراق

زبان بند ہے یہ جوش غم کا عالم ہے
بیان ہو نہین سکتا ہے ماجراے فراق

کرین جو ضبط کلیجا سراہیے اُن کا
کہ آسمان کو ہلاتی ہین نالہاے فراق

جدا حفیظ ہوا کون تیرے پہلو سے
لبون پر آٹھ پہر ہی جو ہاے ہاے فراق

دل کو ہے اُس رہگذر کا اشتیاق
ہو گیا حج کے سفر کا اشتیاق

قصر جنت کی تمنا کیا کرون
رہنے دیگا اُسکے گھر کا اشتیاق

ایک پر اب ایک کو ترجیح ہے
کم نہین دل سے نظر کا اشتیاق

جھومتا ہون سنگ اسود چومکر
دیکھنا اُس سنگ در کا اشتیاق

صبحدم وہ بلبل و گل کا ملاپ
دونو جانب رات بھر کا اشتیاق

پڑگیا لپکا کسی کی دید کا — کم نہوگا اب نظر کا اشتیاق

خشک اگر ہوگا لہو تو نہین حفیظ
جان لے گا شعر تر کا اشتیاق

ردیف کاف تازی

ہر چند یہ تجھے رونا ہر شب ہے مگر کبتک — تو ساتھ مرادیگی اے شمع سحر کبتک

اللہ تک انسان کی ممکن ہی رسائی جب — اپنا کسی محفل مین ہوگا نہ گزر کبتک

در تک کبھی نہ تو آئے اللہ رے استغنا — چوکھٹ پہ تری آخر پٹکے کوئی سر کبتک

ملجائے منجم تو دریافت کرون اُس سے — آئے گا ہمارے گھر وہ رشک قمر کبتک

جب یاد نہین رہتی وعدے کی گھڑی تمکو — پھر راہ کوئی دیکھے ہر شام و سحر کبتک

غم کیا جو ہوے رسوا آغاز محبت مین — انجام یہی ہوتا چھپتی یہ خبر کبتک

ناصح کی نصیحت سے ٹھہرا تو ہی دل لیکن — اب دیکھئے رہتا ہے اس کا بھی اثر کبتک

دیکھین تو کہانتک ہی غم اپنے نصیبو نمین — غیرون کی خوشی اُن کو ہو مدِ نظر کبتک

آنکھین نہ ملاؤ گے کیا سر نہ اُٹھاؤ گے — کچھ باتین کرو صاحب یہ نیچی نظر کبتک

رو دھو کے کیا تو کچھ آنکھون نے علاج اسکا — اب دیکھئے بھرتا ہے ناسور جگر کبتک

تنگ آ کے کبھی کہتا فریاد و فغان نالے — دل کو کبھی سمجھانا ہوگا نہ اثر کبتک

دامن سے کسی نے بھی آنسو نہ کبھی پوچھے — بیکس کیطرح رونا اے دیدۂ تر کبتک

جس رات کی ہر ساعت الدن ہی قیامت کا — اُس شام کی اب دیکھین ہوتی ہی سحر کبتک

آخر کو یہ تنگ آکر غمخوار بھی کہہ اُٹھے — بیٹھا کوئی سمجھائے اب آٹھ پہر کبتک

للہ حفیظ اُٹھکر اب سوے وطن چلیے
بیکار بھی اے حضرت یہ عزمِ سفر کبتک

کیا ہوگا حال جوشِ جنون کا بہار تک
باقی نہین ابھی سے گریبان مین تار تک

رخصت ہین گو کہ ہجر مین صبر و قرار تک
کرنا ہے پھر بھی ضبط ہمین اختیار تک

ہم کب کے مر چکے تھے جدائی مین اے اجل
جینا پڑا کچھ اور ترے انتظار تک

وحشت مین خاک اُڑائینگی بیابان کی دھجیان
پہونچے نہ ہاتھ جب تری گردن کے ہار تک

سچ ہے کہ ایک دم سے ہی سو طرح کی خوشی
ساری چہل پہل ہے چمن مین بہار تک

ٹوٹی اگر امید تو اُکھڑے گا دم مرا
ٹھہرا ہے زندگی کا مدار انتظار تک

اُڑتی ہے خاک جب سے مٹا قبر کا نشان
رونق تھی بیکسی کی ہمارے مزار تک

ہم خود ہین توبہ کرنے کو زاہد مصر نہو
پینے دے ہمکو اور بھی ابکے بہار تک

وہ کیا کہ پوچھتی نہین کمبخت کو اجل
ساری مصیبتین ہین دلِ بیقرار تک

اُس کے کرم سے پھر ہون کہین کم مرے گناہ
اب سے کرون شمار جو روزِ شمار تک

اُن کا نظارہ دور سے ہو یا نہو حفیظ
جانا ہمین ضرور ہے اُس رہگذار تک

عیادت کو میری وہ آئے نہ اب تک
اجل اب دکھائیگی تو راہ کب تک

ستا کر مجھے وہ مرا ضبط دیکھین
زبان کاٹ ڈالون جو ہلجائین لب تک

ہمین بھی ضد اس بات کی آگئی اب
نہ جائینگے ہم وہ نہ آئینگے جب تک

کبھی وصل پر کیا وہ راضی نہونگے
یہ انکار دیکھین تو رہتا ہے کب تک

یہ پہلے ہی دن کیون لحد مجھ سے لپٹی
دلہن بات کرتی نہین ایک شب تک

مری جان آنکھون مین اٹکی رہیگی
مجھے دیکھنے تم نہ آوگے جب تک

حفیظ اب یہ ہے دھوم تیرے سخن کی
کہ شہرہ ترا ہند سے ہے عرب تک

غش ہوئے موسیٰ پہونچکے طور تک
سوچیئے اس بات کو اب دور تک

لاکھ باتون کی ہے ناصح ایک بات
کم ہی بولے آدمی مقدور تک

تھے کہین ہم بزم و خلوت مین جہان
اب وہان اپنا نہین مذکور تک

دیکھنے والے کہان پہونچے نہین
رہ گئے موسیٰ تو کوہِ طور تک

حسن مین تیرا کوئی ثانی نہین
آ گئی زاہد کی اس مین حور تک

شیخ پر ہے میکشی کا اتہام
آپ تو کھاتے نہین انگور تک

سامنے کے یہ نہین مضمون حفیظ
اب نظر جاتی ہے اپنی دور تک

ترا پاس نزاکت ہے یہان تک
فغان آتی نہین دل سے زبان تک

رسا قسمت جو ہے پہونچیگا اک دن
ہمارا سر کسی کے آستان تک

نہ ہوگا گالیون کا سلسلہ ختم
دعائین دے سکے کوئی آخر کہان تک

کسی کے رعب نے لب کر دیئے بند
کبھی دل کی نہ آسکے گی زبان تک

سمجھ لے آدمی انجام اپنا
امیدِ زندگی آخر کہان تک

بنا ہے میکدے مین جشنِ نوروز
مزے مین آج ہے پیرِ مغان تک

سہارا تھا اک آوازِ جرس کا
خدا سے ہے اب جو پہونچین کاروان تک

ترے کوچے مین یہ ہنگامہ یہ بھیڑ
زمین کا شور پہونچا آسمان تک

نہ ٹھہرا انجد مین ناقہ نہ ٹھہرا
ہوا مجنون کا دشمن ساربان تک

ترے کشتون کی حورین بھی ہین مشتاق
کہان کی بات پہونچی ہے کہان تک

شب قدر اپنی تھی شام شب وصل
وہ عالم تھا زمین سے آسمان تک

مناسب ہے حفیظ اب مے سے توبہ
پیوگے قرض کی آخر کہان تک

ردیف کاف فارسی

پاک طینت ہین میکدے کے لوگ
ڈہونڈہنے سے ملین گے ایسے لوگ

چھپ کے کچھ اور ہوتے ہین ظاہر
اچھی صورت کی طرح اچھے لوگ

تیرے چھیلٹون مین آئین جو واعظ
کچھ وہ مسجد ہی کے ہین کچے لوگ

حضرت شیخ جو کہین سن لو
ان کی کیا بات۔ ہین یہ اگلے لوگ

منھ دکھائے قضا تو دیکھین ہم
کس ادا پر ہین اس کی مرتے لوگ

میرے ساقی کے دور سے پہلے
بے پیے بھی بہک گئے تھے لوگ

حسن والون کے وعدے۔ کیا کہنا
ایسے ہوتے کہان ہین سچے لوگ

کل جو اورون کے ذکر کرتے تھے
آج کرتے ہین اُن کے چرچے لوگ

پہلے ہوگی حرام اے زاہد
اب تو پیتے ہین اچھے اچھے لوگ

تم رقیبون مین خوبیان ڈہونڈہو
ہم کو جچتے ہین ایسے ویسے لوگ

اٹھ گئے اے حفیظ دنیا سے
اپنی صحبت کے کیسے کیسے لوگ

ردیف لام

آگیا تھا ایک دن ترک محبت کا خیال — سرنگون رکھتا ہی اب تک اس ندامت کا خیال

یہ سمجھکر مجھ سے بیدل ناصح مشفق نہو — کون کرتا ہی محبت مین نصیحت کا خیال

رہ گئے قصد سفر پر اپنے اٹھ اٹھکر قدم — جب وطن مین آگیا وقت مصیبت کا خیال

دل سی پہرون ہی کیا کرتا ہون قسمت کا گلہ — ٹالتا ہون اس طرح اسکی شکایت کا خیال

منفعل ہونے نہین دیتا گنا ہون پر مجھے — ہی تسلی وہ کچھ ایسا اس کی رحمت کا خیال

بھول جائی وصل مین ممکن ہی صدمہ ہجر کا — عیش مین قائم نہین رہتا مصیبت کا خیال

آگئی بوئے ریا ٹھہرا جو طاعت مین لگاو — مجکو دوزخ کو لیے جاتا ہی جنت کا خیال

ایک دن جس سے ملی اس سے نباہی رسم و راہ — آدمی کو چاہیے صاحب سلامت کا خیال

ہین کچھ اپنی جان کا دشمن تو اہی ناصح نہین — دل سے جاتا ہی نہین اس بیمروت کا خیال

لوگ رکھتے ہین مرقع مین حسینون کی شبیہ — ہمنے دل مین رکھ لیا اک اچھی صورت کا خیال

اور بھی سو طرح کے صدمے ہین لیکن ای حفیظ
دشمن جان ہے محبت مین رقابت کا خیال

دشمن بھی یہ کہے جو سنے میرے جی کا حال — ایسا خراب ہو نہ الٰہی کسی کا حال

فرقت مین آکے موت بھی بالین سی پھر گئی — دیکھا گیا نہ اس سے مری بیکسی کا حال

پہرون ہو دل پہ ہاتھ یہ ہو اختلاج قلب — دم بھر جو کان رکھکے سنو میرے جی کا حال

حاتم کا ذکر خیر ہو قارون کے سامنے — لازم نہین بخیل سے کہنا سخی کا حال

جو ہین وہ گون کے یار غرض کے ہین آشنا — دنیا مین آجکل ہے یہی دوستی کا حال

شہرہ جمالِ دوست کا سُنکر ہوا ہون غش — موسیٰ سے کچھ الگ ہے مری بیخودی کا حال
رہتی ہے کارِ خیر کی شہرت ہوئے بغیر — آخر کو چھپ سکا نہ مری میکشی کا حال
پوچھے مزاج جب کوئی پہلو مین بیٹھکر — اُس وقت پوچھیے نہ ہماری خوشی کا حال

ٹھہری حفیظ پرسشِ اعمال حشر پر
کہنا پڑے گا چار مین ناچار جی کا حال

سنور کر ہوئی لاش تربت مین داخل — دُلہن ہو گئی آج خلوت مین داخل
اُنھین چاہ کر پائے الزام لاکھون — محبت ہوئی ہے عداوت مین داخل
حسینون کی ہٹ دھرمیان کچھ نہ پوچھو — مُکرنا تو ہے اُن کی عادت مین داخل
جفا ان حسینون کے حصے مین آئی — وفا ہو گئی اپنی طینت مین داخل
یہان ہم ستم کو کرم جانتے ہین — وہان شکر بھی ہے شکایت مین داخل
گزر محتسب کا ہوا میکدے مین — مگر دوزخی ہونگے جنت مین داخل

حفیظ اپنے اشعار ہین معرفت مین
مری شاعری ہے عبادت مین داخل

نہ پوچھو مرے جی کا حال آجکل — سراپا ہون رنج و ملال آجکل
حیا سے یہ گردن جُھکاتا نہین — اُنھین بھی ہے کچھ انفعال آجکل
بُھلایا تھا برسون مین ہم نے جسے — بندھا ہے وہی پھر خیال آجکل
ہوا بیوفائی کا بازار گرم — وفا کا ہے دنیا مین کال آجکل
کہون تجھ سے کیا حال اے چارہ گر — طبیعت بہت ہے نڈھال آجکل
محبت مین کیا صبر ہوتا نہین — مجھے ہے یہ حاصل کمال آجکل

وہ جھگڑے شب و روز کے مٹ گئے ہوئے خواب اگلے خیال آجکل

چلو حیدرآباد تم بھی حفیظ
وہین کچھ ہے قدر کمال آجکل

ہمین سے پوچھتے ہو کیا ہوا دل ہوا کیا خون ہو کر بہ گیا دل
نہین ہے جب تمھارے کام کا دل تو لاؤ پھیر دو مجھکو مرا دل
ابھارے سے کوئی امید اب تو ابھرے ہجوم یاس سے بیٹھا ہوا دل
ہمارے سامنے ہم کو دکھا کر غضب ہے اس نے تلوون سے ملا دل
کھٹکتی ہے مرے پہلو مین اک شے خدا جانے کوئی کانٹا ہے یا دل
چمک بجلی کی تم کیا دیکھتے ہو ادھر دیکھو تڑپتا ہے مرا دل
پڑا یہ تفرقہ فرقت مین اس کی جدا ہم دل سے ہین ہم سے جدا دل
وہ کس شوخی سے مٹھی مین چھپا کر ہمین سے پوچھتے ہین کیا ہوا دل
ادھر ہے جان کی خواہان وہ چتون ادھر ہے جان کا دشمن مرا دل
پتا قاصد یہ ہے اس رہگذر کا پڑے ہین اس گلی مین جا بجا دل

حفیظ اس کا ادا شکریہ کر تو
حسینون کو پسند آیا ترا دل

گناہ اپنی کہان اب شمار کے قابل ہوئے تو رحمت پروردگار کے قابل
یہ شوخ رنگ یہ بو باس دیکھ اے زاہد ملی ہے آج تو پرہیزگار کے قابل
عدو کو آپنے شہید اکہا غضب ہی کیا خطاب تھا یہ کسی جان نثار کے قابل
ملا نہ خاک مین اے آسمان حسینون کو یہ پھول ہین چمن روزگار کے قابل

ہم اور اس ستم بیحساب کے لایق
رقیب اور کرم بیشمار کے قابل

کسی کا نقش قدم دیکھکر یہ دل نے کہا
یہی جگہ ہے ہمارے مزار کے قابل

نہ کر شمار کہ بخشش ہے بیشمار تری
مرے گناہ ہین یارب شمار کے قابل

برے شباب کی توبہ یہ جانہ اسے زاہد
کہ نشے کی نہین بات اعتبار کے قابل

یہ کیون حفیظ کی تم نے کی اتنی آؤ بھگت
یہ آدمی تو نہ تھا اس وقار کے قابل

تمھین جب کہو دل لگانے سے حاصل
ہمین پھر محبت جتانے سے حاصل

کرو امتحان وفا ہے یہ کہنا
کسی کو ہمین آزمانے سے حاصل

نہ آنیکو کافی تھا عذر نزاکت
شب وعدہ مہندی لگانے سے حاصل

اسے جانچئے عہد و پیمان ہے جس سے
مرا جھوٹ سچ آزمانے سے حاصل

اثر جس کو کہتے ہین معدوم شئے ہے
دعا کے لیئے ہاتھ اٹھانے سے حاصل

پتنگون کی اتنی ثنا بزم مین کیون
کسی دل جلے کو جلانے سے حاصل

بگڑ بیٹھنے کا جو باعث ہو کہیئے
یہ ہنس ہنسکے باتین بنانے سے حاصل

نہ دے اے فلک رنج ہم غمزدون کو
ستائے ہوؤن کو ستانے سے حاصل

کرو آدمی بن کے آہستہ باتین
ابھی سر پہ دنیا اٹھانے سے حاصل

چلے آتے ہین یونہین مشتاق گھر پر
کہین آپ کو جانے آنے سے حاصل

حفیظ اس فن شعر کی ہم کو عزت
ہوئی مصحفی کے گھرانے سے حاصل

جان ہی جائے تو جائے درد دل
اک یہی ہے اپنا ہمدرد دل

اب تڑپنے مین مزا ملتا نہین
ہو چلی جان آشنائے دردِ دل

امتحانِ ضبط ہے منظور آج
جس قدر چاہے ستائے دردِ دل

بھاگتی ہی دور جس سے موت بھی
وہ بلا ہے یہ بلائے دردِ دل

رحم کب آیا کسی بے درد کو
ہو چکی جب انتہائے دردِ دل

کھا کے کچھ سو رہتے ہین حرمان نصیب
ایک یہ بھی ہے دوائے دردِ دل

ہم مریضون کا نہین ممکن علاج
لا دوا ہین مُبتلائے دردِ دل

رہتی ہی سینے ہی پر تصویرِ دوست
ہے یہ تعویذ اک برائے دردِ دل

روتے روتے بندھ گئی ہچکی حفیظ
جب کہا کچھ ماجرائے دردِ دل

ردیف میم

بیٹھے ہین آج ہاتھ اُٹھا کر دعا سے ہم
بگڑی بتون سے روٹھ گئی ہین خدا سے ہم

جاؤ بھی اب نہ دو ہمین جھوٹی تسلّیان
مر جائینگے تڑپ کے تمھاری بلا سے ہم

کہتے ہین ہم کچھ آپ سے اپنا سوال ہے
کہتے ہین وہ کہ بات کرین کیا گدا سے ہم

محشر مین لوگ پائین گے اپنی مُراد جب
کیا آپ کو بھی مانگ نہ لین گے خدا سے ہم

ہر روز کی جفا سے جگر خون ہو گیا
تنگ آ گئے ترے ستمِ ناروا سے ہم

عمرِ ابد انھین کو مبارک جنابِ خضر
ایسے نہین کہ جان چُرائین قضا سے ہم

تم کو ہماری لاش پر آنا ہی شرط ہے
یہ کیا کہا کہ رو نہ سکین گے حیا سے ہم

مجنون ہین کرین جو حسینون سے دوستی
دیوانے ہین ملین جو کسی بیوفا سے ہم

مدت ہوئی حفیظ کہ وہ ہم سے پھر گئے
اب تک مگر پھرے نہیں عہد وفا سے ہم

کرم ہو غیر پہ خوش ہیں ترے ستم سے ہم
ہزار عیش نہ بدلیں اس ایک غم سے ہم

پڑے ہیں صورت نقش قدم گلی میں تری
ملے ہیں خاک میں چھٹ کر ترے قدم سے ہم

نگاہ لطف نے دیوانہ کر دیا جب سے
پناہ مانگتے ہیں آپ کے کرم سے ہم

کچھ آج یونہیں سا نکلا ہے اپنے دل کا بخار
جو پھوٹ پھوٹ کے روئے وفور غم سے ہم

سما گیا ہے یہ کس کا غرور آنکھوں میں
کہ دیکھتے ہیں فلک کو نگاہ کم سے ہم

نہ کھائیے دم وعدہ ہمارے سر کی قسم
یہی قسم ہے تو باز آئے اس قسم سے ہم

کسی کے ہجر میں جی سے گزر کے آج حفیظ
کریں گے شاد عدو کو نوید غم سے ہم

پھر ہوئے بیتاب درد دل سے ہم
اٹھے گھبرا کر تری محفل سے ہم

ہو تمھیں ملنا مبارک غیر سے
جو کہا تم نے کہیں کس دل سے ہم

درد فرقت کی اذیت جھیل لی
اب نہیں ڈرتے کسی مشکل سے ہم

خوب بھڑکی آتش رشک عدو
جل کے اٹھے ہیں تری محفل سے ہم

جان اپنی کچھ ہمیں دوبھر نہیں
کیوں لڑائی مول لیں قاتل سے ہم

غیر بھی کھائیگا اک دن یہ فریب
خوش ہیں اُس کے وعدۂ باطل سے ہم

پھر ملا اُس بیوفا سے اے حفیظ
ہو گئے مجبور اپنے دل سے ہم

ردیف نون

رکھا ہی پاؤن جب سے محبت کی راہ مین
پست و بلند ایک ہے اپنی نگاہ مین

کیا ہو یہ خوبیان جو ترے خال و زلف کی
آجائین ایک دن مرے بخت سیاہ مین

وہ فتنہ فتنہ اور وہی حشر حشر ہے
اُٹھے جو اُس گلی مین رہے اُس نگاہ مین

ہم سے وہ کیا چھپائین گے الفت رقیب کی
جو اُن کے دل مین ہے وہ ہماری نگاہ مین

آئینہ دیکھتے ہو بڑے شوق و ذوق سے
کیا آپ ہی سماؤ گے اپنی نگاہ مین

زاہد وہ زہد خشک مین تیرے مزہ کہان
جو لذتین ہین بادہ کشون کے گناہ مین

شوخی ترے خیام کی کیا گل کتر گئی
نقش قدم کے پھول بچھائے ہین راہ مین

کیون کر دل رقیب سے ملجائے دل مرا
ہوتا بہت ہے فرق سفید و سیاہ مین

مشتاق جس کے جلوے کی آنکھین ہین اے حفیظ
جب وہ نہین تو ہیچ ہے عالم نگاہ مین

وہ کیسے لوگ ہین جو عہد و پیمان سے مکرتے ہین
یہان تو جو زبان سے کہدیا وہ کر گزرتے ہین

پشیمان ظلم سے ہو کر تلافی روز کرتے ہین
کچھ ایسے بیوفا وہ ہین وفا کا دم بھی بھرتے ہین

حسین سنتے ہین جب یہ بات کیا کیا ناز کرتے ہین
عجب جادو ہے اتنا منہ سے کہدینا کہ مرتے ہین

محبت اور پھر شکوہ شکایت اس کے کیا معنے
سمجھ لو جان پر سو طرح کے صدمے گزرتے ہین

ڈرو اُن سے جو اپنے دلمین دیتے ہین باتونکو
جو منہ سے کچھ نہین کہتے وہ سب کچھ کر گزرتے ہین

برا ہم کو کہین وہ اے خوشا طالع زہے قسمت
شکایت اپنی سنکر ہم بہت کچھ شکر کرتے ہین

نہ جانے ناصحون کو کیا ملیگا کہنے سننے سے
ہمارا مغز خالی کر چکے اب اُنکو بھرتے ہین

صدف محشر مین تجکو دیکھکر گھبرائے جاتے ہین
زمانیکے نڈر تھے جو وہ تجھسے آج ڈرتے ہین

شب وصل اور یہ انکار یہ ضد ہائے کیا کہیے
ہماری آرزو کو آج بھی وہ ذبح کرتے ہین

نہیں معلوم کس سے رات کو ملنے کا وعدہ ہے
کہ وہ کچھ دن رہے سے آج بنتی ہیں سنورتے ہین

ہر اک ضد اپنی رکھ لینا گلے مین ڈالکر باہین
اگر سیج پوچھیے تو ہم انھین چالون پہ مرتے ہین

نظر کس کی پھری اپنی جو قسمت پھر گئی ایسی
کہ وہ الٹی ہی پڑتی ہے جو ہم تدبیر کرتے ہین

اجل آنے کی اک مدت مقرر ہو تو کیون غم ہو
بڑا ماتم تو اُن کا ہے کہ جو بیوقت مرتے ہین

مبارک بخیہ گر کو چارہ ساز دل کو ہو مژدہ
خلش ناخن کی کہتی ہے جگر کے زخم بھرتے ہین

کہا تھا کچھ کہ وقت نزع وہ کہتے ہوے اُٹھے
جو ایسے ہوتے ہین وہ بیکسی کی موت مرتے ہین

حفیظا ایسا جو ہو نادان خوش ہو انکی باتون سے
حسینون سے وفا ہوتا نہین وعدہ جو کرتے ہین

محبت کیا بڑھی ہے وہم باہم بڑھتے جاتے ہین
ہم اُن کو آزماتے ہین وہ ہم کو آزماتے ہین

نہ گھٹتی شان معشوقی جو آ جاتے عیادت کو
بُرے وقتو نہین اچھے لوگ اکثر کام آتے ہین

جو ہم کہتے نہین منھ سے تو یہ اپنی مروت ہے
چُرانا دل کا ظاہر ہے کہ وہ آنکھین چراتے ہین

سماں اُس بزم کا برسون ہی گزرا ہے نگاہون سے
کب ایسے ویسے جلسے اپنی آنکھون مین سماتے ہین

کہان تک امتحان کبتک محبت آزماؤ گے
انھین باتون سے دل اہل وفا کے چھوٹ جاتے ہین

تمہاری آنکھون مین باقی ہے ابھی تک بزم دشمن کا
تصدق ان ڈبڈبائی کے نظر ہم سے ملاتے ہین

دل اک جنس گرانما یہ ہے لیکن آنکھ والو نہین
یہ دیکھین حسن والے اسکی قیمت کیا لگاتے ہین

کسی کے سر کی آفت ہو ہماری ہی سر آتی ہے
کسی کا دل کوئی تاکے مگر ہم چوٹ کھاتے ہین

گئے وہ دن کہ نامے چاک ہوتے تھے حفیظا اپنے
حسین اب تو مری تحریر آنکھون سے لگاتے ہین

اُلٹے یہ سیکڑون الزام لگا دیتے ہین
جھوٹے شکوے بھی حسینون کے مزا دیتے ہین

وصل مین مجکو زخود رفتہ بنا دیتے ہین
کرکے ضد اپنے بھی حصے کی پلا دیتے ہین

اسے خوشا بخت وہ زانو پہ مرا سر رکھکر
غش جو آیا ہے تو دامن کی ہوا دیتے ہین

کہنے سننے سے بھڑکتی ہے سوا آتش عشق
دل مین ناصح کے سخن آگ لگا دیتے ہین

تم جو کہتے ہو کسی پر نہین مرتا کوئی
یہ تماشا بھی تمھین آج دکھا دیتے ہین

یہ کہا کیا تری حسرت کا ہوا انجام بخیر
مجکو کس طرح کی آج آپ دعا دیتے ہین

چھیڑ کر اُن کو عبث گالیان کھاتے ہو حفیظ
ایک تم کہتے ہو وہ چار سنا دیتے ہین

ناز ہین جن کے کچھ نیاز نہین
اُن حسینون سے دل کو ساز نہین

غیر کا بھید کیون نہ کھلجائے
آپ کے دل کا تو وہ راز نہین

اک تری ذات کے سوا زاہد
کوئی دنیا مین پاکباز نہین

اس مین پاتا ہون کچھ تری خوبو
مجکو بیوجہہ دل پہ ناز نہین

ہوتے ہین اہل درد ہی ہمدرد
دل وہ پتھر ہے جو گداز نہین

کہہ رہی ہے یہ سادگی کی ادا
نیک و بد مین کچھ امتیاز نہین

جبہہ سائی بتون کے در کی حفیظ
زاہد خشک کی نماز نہین

ملا تھا میکشی کا لطف کچھ ہمکو اول مین
بسر ہو جاتی تھی دو دن مزے سے ایک بوتل مین

نگاہ شوخ کی چل پھر ہے اُن آنکھون کے کاجل مین
کہ رہ رہ کر یہ بجلی کوندتی ہے کالے بادل مین

دکان پیر مغان کی یا مکان ہے کوئی عامل کا
پری سے بند شیشے مین کہ دختر رز ہی بوتل مین

کہین ایسا نہو اس بھیڑ سے گھبرائے وہ قاتل
تمنائین ہمارے ساتھ کیون آئی ہین مقتل مین

اُڑے جب نالۂ دل کے شرر شوخی سے وہ بولے
جو ہاتھ آتے یہ جگنو باندہ لیتے اپنے آنچل مین
چلے کیا راستہ ملتا نہین شمشیر قاتل کو
ہماری حسرتون کے ٹھٹ لگے ہین آج مقتل مین

حفیظ اپنی تو معشوقون سے بھی نازک طبیعت ہے
ذرا مین ہوتی ہے برہم بگڑ جاتی ہے اک پل مین

محبت مین یون تو مزا کچھ نہین
جو دل ہو مزے کا تو کیا کچھ نہین
غنی ہو دل اپنا تو سب کچھ ہے پاس
ہوس تری کیمیا کچھ نہین
مری چپ ہوئی باعث عفو جرم
خطا تھی جو کہتا خطا کچھ نہین
علاج اور بیماری دل کا ہے
مگر اس مرض کی دوا کچھ نہین

حفیظ اپنی ہے بس خدا پر نظر
کسی کا ہمین آسرا کچھ نہین

کدہر وہ آئے گئے کچھ ہمین خیال نہین
وہ تاک جھانک نہین اب وہ دیکھ بھال نہین
کیا جو شکوہ تو اُلٹا اثر ہوا ظاہر
ہمین کو شرم ہے اُن کو کچھ انفعال نہین
خدا ملے اگر انسان دل سے طالب ہو
بتون کا وصل تو مشکل ہمین محال نہین
الگ ہے سارے زمانے سے سرگذشت اپنی
ہمارے حال سے ملتا کسی کا حال نہین
غبار کوچۂ جانان یہ اُٹھکے کہتا ہے
وہ سرفراز نہوگا جو پائمال نہین
کوئی سُنے نہ سُنے اب جواب دے کہ نہ دے
کبھی کلیم سے گھٹ کر مرا سوال نہین

کیا کرے کوئی اب اختلاط کی باتین
حفیظ دل سے نکلنے کا یہ ملال نہین

ہے غضب پینے پلانے کا مزا برسات مین
دور ساغر کا نہ ٹوٹے سلسلا برسات مین

صدمۂ فرقت اُٹھانا قہر اس موسم مین ہے
موت ہے معشوق سے ہونا جدا برسات مین

روبرو اک چاند سی صورت ہو ہمدم ہر گھڑی
سامنے ہو شیشۂ و ساغر دھرا برسات مین

یاد آتی ہین کسی کی کالی کالی کاکلین
کالی کالی دیکھتا ہون جب گھٹا برسات مین

جوش پر ہے اُس کی رحمت کر نہ ترکِ میکشی
پی لے پی لے زاہدِ نادان ذرا برسات مین

لطف ہے جب سامنے ہو گوری گوری کوئی شکل
اور کالی کالی چھائی ہو گھٹا برسات مین

ابر جب اُٹھا تو روئے ہجرِ ساقی مین حفیظ
کیا کہین اس سال کیا صدمہ ہوا برسات مین

دشمن کا ذکر آپ نہ چھیڑین وصال مین
یہ عیش کی گھڑی بھی نہ گزرے ملال مین

ٹھہری ہے اب تو آپکے وعدے پہ زندگی
وہ زندگی کہ جان ہے جس سے وبال مین

وہ خواہش وصال پہ کہتے ہین ہنس کے یون
کیون کوششین کرے کوئی امر محال مین

ڈھونڈین وہ جامِ جم جو تکلف پسند ہین
ساقی شراب دے ہمین جامِ سفال مین

ہم داستانِ غم تو بہت کچھ سنا چکے
آئی بھی کوئی بات تمھارے خیال مین

ہم کیا کہین کہ تم بھی ہو آگاہ سب جو فرق
اپنی طلب مین اور عدو کے سوال مین

دیتا ہے یہ خبر ہمین بیوقت کا سکوت
بیٹھے ہوے ہین آپ کسی کے خیال مین

جاتے ہوے کسی کو کن آنکھون سے دیکھتے
اچھا ہوا کہ ہم نہ رہے اپنے حال مین

صد شکر جونپور سے ہم آ گئے لکھنؤ
بیٹھے حفیظ صحبت اہلِ کمال مین

ہان دوائے دردِ دل تو صبر سے بہتر نہین
ہائے ناصح کیا کرون قابو ہی کچھ دل پر نہین

صرف تیرے جلوۂ دیدار کا مشتاق ہون
اور کی خواہش مجھے اسے داورِ محشر نہین

دیکھے مٹی ہم کو ہنستے کھیلتے وہ گھر چلے
خاک مین ہم مل گئے میلے زرا تیور نہین

کیون نہ روسکے ہر قدم پہ مجکو کوی دوست مین
آبلہ ہے پاؤن کا گردون مرے سر پہ نہین

بھر گئین اُس شوخ کی یہ ادائین شوخیان
شرم کو ملتی اب آنکھون مین جگہ تل بھر نہین

سن لو اس کو کان رکھکر مختصر ہی حال دل
یہ کوئی جھگڑا نہین قصہ نہین دفتر نہین

ہر گھڑی ذکر عدو پر کیون ملائے ہان مین ہان
کچھ حفیظ اے بندہ پرور آپ کا نوکر نہین

دلکی طالب زلفین آنکھین دشمن جان ہوگئین
یہ بلائین ملکے میرے جی کی خواہان ہوگئین

اب کہان باقی ہے دلمین وصل جانان کا خیال
حسرتین صورت بدلکر یاس و حرمان ہوگئین

تم گئے تو کیا سمجھتے ہو کہ مین تنہا رہا
سو بلائین میرے گھر مین آکے مہمان ہوگئین

آج کیا تھا دیکھکر حسرت بھری میری نگاہ
بزم دشمن مین تری آنکھین پشیمان ہوگئین

جب اُلجھکر دست وحشت نے گلا گھونٹا مرا
جو رگین گردن مین تھین تار گریبان ہوگئین

جب تصور بندہ گیا اک چاند سی تصویر کا
سختیان ساری شب فرقت کی آسان ہوگئین

حسرت آلودہ نگاہین تاڑلین اُس نے حفیظ
آرزوئین دل کی آنکھون سے نمایان ہوگئین

ہمارے ساتھ غیرون کے ہوی ہین امتحان برسون
رہے ظلم و ستم اُن کے نصیب دشمنان برسون

ملا کر خاک مین مجکو کہان گردون کو فرصت ہے
مٹائیگا ابھی تو میری تربت کا نشان برسون

تلون طبع ایسے بھی حسین کم ہونگے عالم مین
ہوئے تم مہربان دم بھر رہے نامہربان برسون

اثر ان کو کرین کیا زاہد بے مغز کی باتین
اُٹھائے ہو جو فیض صحبت پیر مغان برسون

حفیظ اُٹھی گھٹا جب آکے برسی میری تربت پر

وہ بیکس ہون کہ رویا میرے غم مین آسمان برسون

احسان ہے کسی کا جو ہم پر کرم نہین
اپنا یہ شکر بھی تو شکایت سے کم نہین

سچا بنائین ہم نہ تجھے ایسے ہم نہین
سچی قسم سے کم تری جھوٹی قسم نہین

تصویر میرے دیدۂ حیرت نگر کی ہے
تیری گلی مین غیر کا نقش قدم نہین

قاتل ہمین جو چھوڑ کے تو نیم جان چلا
ہاتھون مین کس نہین ہے کہ خنجر مین دم نہین

وہ ہو عدو سے عیش تو - تو ہے عدوے جان
تیرا ستم فلک سے زیادہ ہے کم نہین

زاہد شراب ناب سے یہ اجتناب کیون
خوش ذائقہ یہ چیز ہے کمبخت سم نہین

ہم کہہ رہے ہین نذر ہے دل اور وہ حسین
کہتا ہے ہنس کے یہ کوئی ایسی رقم نہین

جو بل پڑے ہوئے ہین ہمارے نصیب مین
ایسے تو زلف یار مین بھی پیچ و خم نہین

ہم دیکھتے ہین اس مین کوئی شکل دلفریب
تم لاکھ یہ کہو کہ ترے دل مین ہم نہین

دل پر لگی وہ چوٹ جگر تھرا گیا
نیچی نگہ کا توڑ بھی برچھی سے کم نہین

غربت مین فکر شعر کرون خاک اے حفیظ
کاغذ اگر ملا تو میسر قلم نہین

دنیا مین حسن سے ہے مگر ایسے حسین نہین
تجھ مین جو بات ہے وہ کسی مین کہین نہین

زندہ ہوا ہون تجھ پہ مین مر کر ہزار بار
وہ کون سا ہے جسم جو دم واپسین نہین

ناحق بھی بگڑے جاتے ہو تعریف حسن پر
اچھا ہمارے سامنے ہی تم حسین نہین

کاٹو ہر اک گلا بھی عبث ہارتے ہو جی
تم نازنین ہو تیغ تو کچھ نازنین نہین

آئے ہمارے بعد وہ رونے تو ہم کو کیا
کچھ بات ہو سکی بھی تو کیا جب ہمین نہین

اک بدگمان سے مل کے یہ کھو بیٹھے اعتبار
اب اپنی بات کا ہمین خود بھی یقین نہین

جب دیکھئے حفیظ کو پھرتے ہین دربدر
نکلے جو تیرے گھر سے ٹھکانا کہین نہین

تاک جھانک اُنکی صفِ محشر مین بھی جاتی نہین
اس بھری محفل مین بھی وہ آنکھ شرماتی نہین

شرم شوخی ناز ادا غمزہ کرشمہ سب تو ہے
اک مروت تیری آنکھو مین جگہ پاتی نہین

ساتھ میرے غیر کے سر پر بھی آفت آگئی
اب کسی کی بھی وہان اُمید بر آتی نہین

میری آنکھین دیکھنا کیا آرسی پر ختم ہے
دیکھکر تمکو نظر کس کس کی للچاتی نہین

ایکدن وہ تھا وہ دیتے تھے تسلی خود مجھے
اب تو اُن کی یاد بھی دل آکے بہلاتی نہین

بیقراری کے مجھے دیتے ہین طعنے ہجر مین
کیا طبیعت اُن کی تنہائی مین گھبراتی نہین

تھوڑی پی لیتے ہین جب ضد کر کے دیتا ہے کوئی
ڈھالکر خود اپنے ہاتھونسے تو پی جاتی نہین

راتدن تھے نامہ و پیغام وہ دن اور تھے
اُس طرف کی اب تو برسون سے ہوا آتی نہین

اپنی ناکامی پہ رونا کیون نہ آئے اے حفیظ
ہجر مین چاہا جو مرنا موت بھی آتی نہین

مرے ضبطِ فغان پر غیر کیا آوازے کستے ہین
یہہ نالے تو وہ ہین جو آسمان کا مُنھ جھلستے ہین

وہی تم ہو کہ رہتے تھے شب و روز اپنے پہلو مین
وہی ہم ہین کہ تم کو دیکھنے کو اب ترستے ہین

مدد کر اے اجل رہ جائے شرم اُنکی نزاکت کی
سنبھلکر اک ارادے پر کمر وہ آج کستے ہین

پھسلتے ہو عبث بھی غیر کی تم چکنی باتون پر
گرجتے ہین جو بادل وہ بہت ہی کم برستے ہین

بتاؤن کیا پتا قاصد حسینون کے محلے کا
کسی سے پوچھ لینا کس طرف جلاد بستے ہین

گھٹائین دیکھکر آنکھین بھر آئین ہجر ساقی مین
بھری برسات ہین اک چلو پانی کو ترستے ہین

صدا آتی ہے سناٹے سے یہہ گورِ غریبان کے
جنھین ویرانہ بھاتا ہے یہان وہ لوگ بستے ہین

مرے بتخانے سے ہو کر چلا جا کعبے کو زاہد
بظاہر فرق ہی باطن مین دونو ایک رستے ہین

[illegible]

سناؤ تم کلام اپنا حفیظ ارباب دانش کو
پرکھنے کے لئے سونا کسوٹی ہی پہ کستے ہین

وہی کچھ ترا بھید پائے ہوئے ہین
جو ہستی کو اپنی مٹائے ہوئے ہین

انھین دیکے دل زک اٹھائے ہوئے ہین
یہہ کافر حسین آزمائے ہوئے ہین

محبت کی تاثیر کیا پوچھتے ہو
محبت سے اپنے پرائے ہوئے ہین

مری موت پر لاکھ جانین تصدق
کہ وہ بھی جنازہ اٹھائے ہوئے ہین

عدو آسمان ہے نہ دشمن زمانہ
کسی دوست کے ہم ستائے ہوئے ہین

یہہ جھوٹے قسم جھوٹی پیمان جھوٹے
حسین ایک ایک آزمائے ہوئے ہین

چڑھاتے نہین پھول میری لحد پر
ابھی تک وہ تیوری چڑھائے ہوئے ہین

کہان بلبلون کے یہہ نغمے تھے دلکش
فغان کا مری رنگ اڑائے ہوئے ہین

حفیظ آنکھ اٹھاکر ہمین کون دیکھے
وہی جب نظر سے گرائے ہوئے ہین

خوگر یہہ چھیڑ کا ہون کہ آتا مزا نہین
جب تک اٹھاکے ہاتھ کوئی کوستا نہین

ابنائے روزگار کے برتاؤ کیا کہون
اپنے طریق مین تو شکایت روا نہین

اب سنکے کیا کروگے مرا قصۂ فراق
مین نے کہا نہین ہے کہ تم نے سنا نہین

تصویر ساتھ لیلی و مجنون کی دیکھکر
کہتے ہین انکی آنکھون مین مطلق حیا نہین

کترا کے منہ چھپا کے چلے ہین ادہر سے یون
جس طرح کوئی آپ کو پہچانتا نہین

واعظ صفات حور بہت کچھ سنا چکا
اب یہہ بھی تو بتا کہ حسینون مین کیا نہین

نہیں وہ بندہ ہوں جو صورت گر معبود بنا

کیون اس ادا سے آئے کہ پیار آگیا مجھے
یہہ آپ کا قصور ہے میری خطا نہین

جاؤ بھی کیا بناؤ گے بگڑی کسی کی تم
بگڑا ہوا مزاج تو تم سے بنا نہین

ہر چند چاہتا ہون کہا تیرا مان لون
ناصح مین کیا کرون کہ یہہ دل مانتا نہین

واعظ ذرا اسے سمجھکے بتانا یہہ مسئلہ
برسات کے دنون مین بھی پینا روا نہین

انسان ہین کیون ڈرین نہ بتون کے عتاب سے
یہہ ایسے لوگ ہین جنھین خوف خدا نہین

تم کیا پھرے حفیظ سے دنیا ہی پھر گئی
کوئی بھی اُس غریب کو اب پوچھتا نہین

شکوہ کرتے ہین زبان سے نہ گلا کرتے ہین
تم سلامت رہو ہم تو یہہ دعا کرتے ہین

پھر مرے دل کے پھنسانیکی ہوئی ہے تدبیر
پھر نئے سر سے وہ پیمان وفا کرتے ہین

تم مجھے ہاتھ اُٹھا کر اس ادا سے کوسو
دیکھنے والے یہہ سمجھین کہ دعا کرتے ہین

ان حسینون کا ہے دنیا سے نرالا انداز
شوخیان بزم مین خلوت مین حیا کرتے ہین

حشر کا ذکر نہ کر اُس کی گلی مین واعظ
ایسے ہنگامے یہان روز ہوا کرتے ہین

لاگ ہے ہم سے عدو کو تو عدو سے ہمین رشک
ایک ہی آگ مین ہم دونون جلا کرتے ہین

اُن کا شکوہ نہ رقیبونکی شکایت ہے حفیظ
صرف ہم اپنے مقدر کا گلا کرتے ہین

ہم ان کو بانیِ جور و جفا سمجھتے ہین
وہ اور ہین جو بتون کو خدا سمجھتے ہین

کسی سے شکوہ کرین کیا جو وہ ستاتے ہین
اسے ہم اپنے کیے کی سزا سمجھتے ہین

ستم کی آنکھ یہہ ہے لطف کی نگاہ یہہ ہے
اداشناس تری ہر ادا سمجھتے ہین

جہان یہ شغل نہو دور مے کا اے زاہد
ہم ایسے بزم کو بزم عزا سمجھتے ہین

یہہ اپنی اپنی سمجھ اپنی اپنی قسمت ہے
بھلا ہم ان کو ہین وہ برا سمجھتے ہین

یہہ بے سبب نہین رہ رہ کے ذکر دشمن کا
حضور آپ کا ہم مدعا سمجھتے ہین

یہہ اپنی الٹی سمجھ ہو گئی محبت مین
وہ کوستے ہین ہمین ہم دعا سمجھتے ہین

ہماری گریہ وزاری وہ خاک سمجھینگے
جو آہِ سرد کو ٹھنڈی ہوا سمجھتے ہین

عجیب الٹی سمجھ ہوتی ہے حسینون کی
کرو جو شکر جفا تو گلا سمجھتے ہین

جو پارسا ہین ہمین رند جانتے ہین حفیظ
جو رند ہین وہ ہمین پارسا سمجھتے ہین

دل ہے تو ترے وصل کے ارمان بہت ہین
یہہ گھر جو سلامت ہے تو مہمان بہت ہین

ہین داد کا خواہان نہین اے داور محشر
آج اپنے کئے پر وہ پشیمان بہت ہین

دل لیکے کھلونے کی طرح توڑ نہ ڈالین
ڈر مجکو یہی ہے کہ وہ نادان بہت ہین

وہ پھول چڑھاتے ہین دبی جاتی ہے تربت
معشوق کو تھوڑے بھی احسان بہت ہین

تم کو نہ پسند آئے تو پھیر دو مجکو
اس دل کے خریدار مری جان بہت ہین

ڈانٹا کبھی غمزے نے کبھی ناز نے ٹوکا
خلوت مین بھی ساتھ انکے نگہبان بہت ہین

خالی بھی کوئی دل ہو وہان عشق صنم سے
کہنے کو تو کعبے مین مسلمان بہت ہین

شاید یہہ اثر ہو مری آہِ سحری کا
کچھ صبح سے وہ آج پریشان بہت ہین

کیا شب کو حفیظ ان سے ہوئی وصل کی ٹھہری
آج آپ کے گھر عیش کے سامان بہت ہین

وہ تڑپتے ہین عدو کی یاد مین
ہے اثر الٹا مری فریاد مین

ہائے پھر تم نے تسلی کے عوض
چٹکیان لے لین دل ناشاد مین

مجھ گدا کو نعمت دُنیا سے کام — سو رہے ہین ایک تیری یاد مین
برق کا کھٹکا نہ صرصر کا گذر — آشیان ہے خانۂ صیاد مین
بات اپنی کان رکھکر وہ سُنین — یہہ اثر پاتے نہین فریاد مین
ذبح کرنا اور پچھتانا بھی ہاے — ایک ہی ہو شیوۂ بیداد مین

چھوڑئیے طرز کہن اب اے حفیظ
شاعری کا ہے مزا ایجاد مین

یون تو کیا کوئی کسی پر مہربان ہوتا نہین — ہان حسینون پہ مجھے ایسا گمان ہوتا نہین
دشت وحشت مین یہہ نیرنگ جہان ہوتا نہین — یہہ زمین ہوتی نہین یہہ آسمان ہوتا نہین
یونہین جب اسکو زمین پر گردشونکا شوق ہے — کیون مری پاؤنکا چھالا آسمان ہوتا نہین
مجکو تو قید قفس مین اسقدر راحت ملی — خواب مین بھی اب خیال آشیان ہوتا نہین
کشتہ کس کے حسن کا ہون ذرّہ میری خاک کا — ماہ ہوتا ہے جو مہر آسمان ہوتا نہین
ہی بہت دیر آشنا بعد فنا ہوتا ہی دوست — جیتے جی تو وہ کسی پر مہربان ہوتا نہین
آگ ہی عشق بتان کی یا یہہ کوئی لاگ ہے — پھنک رہا ہی دل مگر ظاہر دھوان ہوتا نہین
رعب تیرا روکتا ہی پاس آنے سے ترے — پاسبان ہوتا ہی یہہ جب پاسبان ہوتا نہین
بزم رندان مین تو کیفیت سی ہے جوش طرب — وعظ کی مجلس مین واعظ یہہ سمان ہوتا نہین
ساتھ اپنا گردشونمین دے نہین سکتا فلک — سچ تو یہہ ہی پیر سے کار جوان ہوتا نہین
لب کو جنبش تک نہین گو بن گئی ہی جان پر — آپکی باتون سے واقف رازدان ہوتا نہین

جانتے ہین ہم حفیظ جونپوری کا مذاق
لطف سی خالی کبھی اُس کا بیان ہوتا نہین

ذکر دشمن پہ جو وہ چین بجبین ہوتے ہین
چھیڑکر اُن کو پشیمان ہمین ہوتے ہین

کعبے والے بھی جو پائین تو قدم لین آ کے
بہت ایسے بھی خرابات نشین ہوتے ہین

جو الگ رہتے ہین تجھ سے وہی اچھے ہین غریب
شامت اُنکی ہو کہ جو تیرے قرین ہوتے ہین

جا کے زندہ نہ پھرا کوچہ جانان سے کوئی
جو اُدھر جاتے ہین پیوند زمین ہوتے ہین

پہلے ہوتا ہے وہان میری وفا کا چرچا
جب اکٹھا کہین دو چار حسین ہوتے ہین

آئینہ دیکھکے ششدر جو ہوا ہے کوئی
حسن کہتا ہو کہ ایسے بھی حسین ہوتے ہین

ہو مبارک ترے کوچے کا عدو کو پھیرا
خاک ہم چھان کے پیوند زمین ہوتے ہین

یون بھی عنقا کی طرح نام نکل جاتا ہے
لوگ شہرت کے لیئے گوشہ نشین ہوتے ہین

مجکو ملجائین تو مین چوم لون مُنھ اُن کا حفیظ
نام سُنکر جو مرا چین بجبین ہوتے ہین

کسی کو جو کچھ مہربان پا رہے ہین
بہت میرے ارمان اترا رہے ہین

دیئے جاؤ گالی نہ خاموش ہونا
قسم سے ہمین بھی مزے آ رہے ہین

یہہ ہوتا نہین اُن کو سمجھا کے لائین
مرا مغز ناصح عبث کھا رہے ہین

دھڑکتا ہے دل آمد آمد ہے کس کی
اجل آ رہی ہے کہ وہ آ رہے ہین

تسلی سے بڑھتی ہے کچھ بیقراری
بھر آتا ہے جی وہ سمجھا رہے ہین

پشیمان ہین وہ ہمین آزما کر
ملاتے نہین آنکھ شرما رہے ہین

مقدر مین ہے وصل تو ہو رہے گا
عبث اے حفیظ آپ گھبرا رہے ہین

ظلم کس کس کا بیان او دل ناشاد کرین
اُن کی فریاد کرین یا تری فریاد کرین

اب لگاوٹ سے طبیعت نہ مری شاد کرین
اپنی وہ اگلی رکھائی تو زرا یاد کرین

ضبط کرتے ہین تو ہوتا ہے جگر غم سے لہو
راز کھلتا ہے محبت کا جو فریاد کرین

زندہ دل وہ ہون پس مرگ بھی احباب مجھے
تو سہی عمر گذشتہ کی طرح یاد کرین

خفگی دلکی کہے دیتی ہے ماتھے کی شکن
آپ گو اپنی زبان سے نہ کچھ ارشاد کرین

دوستی کا نہ رہا پاس تو اچھا نہ سہی
کاش دشمن ہی سمجھ کر وہ ہمین یاد کرین

آپ مین ہین جو تری کھینچے بیٹھے ہین شبیہ
ہوش تو اپنے بجا مانی و بہزاد کرین

ہم کرین ترک وفا حضرت ناصح خاموش
آپ اس امر مین آگے نہ کچھ ارشاد کرین

ہم کو یہہ ضبط کا دعوی ہے محبت مین حفیظ
آسمان ٹوٹ پڑے تو بھی نہ فریاد کرین

کیا کرون عذر گنہ حشر مین حیران ہوئین
دیکھکر نامۂ اعمال پشیمان ہون مین

دل مین تو اٹھ پہر یاد صنم رہتی ہے
منھ سے کسطرح یہہ کہدون کہ مسلمان ہون مین

جس جگہہ بیٹھ گیا آپ ہون اپنی رونق
ایک ہنگامہ ہون گو بی سروسامان ہون مین

آکے دنیا مین فرشتون کا بھی تقوی نرہا
ہای واعظ یہہ سمجھتا نہین انسان ہون مین

بعد مرنے کے گرانبار نہو لاش مری
ابھی ای موت ٹھہر جا کہ پُرارمان ہون مین

خلد ملتا ہو تو رضوان کی خوشامد نہ کرون
کفر تیرا کیا ہی جو منت کش دربان ہون مین

کیا کہون داور محشر سے کہ وہ کہتے ہین
کیا یہی چاہتے ہو تم کہ پشیمان ہون مین

کچھ تو ہے ترک محبت سے جو دل رکتا ہے
ورنہ ای ناصح مشفق کوئی نادان ہون مین

کیا عجب کچھ غلطی ہو مرے دیوان مین حفیظ
مجکو اس بات کا اقرار ہے انسان ہون مین

محبت کی بلا مین گھر گئے ناچار بیٹھے ہین
ادھر سر کھا ئیگو ناصح اُدھر غمخوار بیٹھے ہین

جھروکے سے وہ جھانکین اور ہم اُنکو دعائین دین
اسی اُمید مین آکر پس دیوار بیٹھے ہین

جہان یہہ رنگ ہو موقع ملے کیا غرض مطلب کا
کہ جب دیکھو اُنھین گھیری ہوی دو چار بیٹھے ہین

تمھاری رنجش بیجا سے بڑھکر اپنا غصہ ہے
خفا تم ہم سے ہو ہم جان سے بیزار بیٹھے ہین

اشارے چشم ساقی کے کیے دیتے ہین مستون سے
بڑے غافل ہین جو اِس بزم مین ہشیار بیٹھے ہین

جب آیا وقت نظارہ ہوی غش حضرت موسیٰ
کہان چھوٹی ہے ہمت کسجگہ جی ہار بیٹھے ہین

پھری ہین اپنی آنکھین نزع کی سختی سے مشکل ہے
سمجھکر اور کچھ بالین پہ وہ بیزار بیٹھے ہین

مسیحا آسمان پر طور پر ہین حضرت موسیٰ
جہان دیکھو تمھارے طالب دیدار بیٹھے ہین

فراغت پا چکے آرائشون سے بن چکین زلفین
اُٹھینگے اب کہین جانے ہی کو تیار بیٹھے ہین

کھُلا یہہ بھید جب دیر و حرم کی سیر کی مین نے
تجھی سے لو لگائے کافر و دیندار بیٹھے ہین

حفیظ اپنی غزل ہے مرثیہ ہے یا محبت کا
اُٹھے ہین روکے سب پڑھنے جو ہم اشعار بیٹھے ہین

مین نے پوچھا کیا مری آہ و فغان کچھ بھی نہین
تو یہہ جھنجلا کر کہا اُس نے کہ ہان کچھ بھی نہین

دوست تم جسکے ہوے دشمن ہوا اُس کا جہان
مہربانی آپ کی اے مہربان کچھ بھی نہین

جی لگا کر وہ سُنے جس کو کہانی ہے وہی
ناپسند اُسکو جو ہو وہ داستان کچھ بھی نہین

پھیرے خنجر گلے پر روز کا جھگڑا چکے
ہر گھڑی ہر وقت کا یہہ امتحان کچھ بھی نہین

رنگ و بو ہے عارضی تو پھول پھل ہین بے ثبات
چار دن کی یہہ بہار ہے باغبان کچھ بھی نہین

زندگی اچھی وہی گذرے جو ہنستے بولتے
جان دو بھر ہو تو عمر جاودان کچھ بھی نہین

یاد ہو جسمین نہ تیری فی حقیقت ہے وہ دل
ذکر ہو جسپر نہ تیرا وہ زبان کچھ بھی نہین

کل جو باتین تھین عدو سے آج طشت از بام ہین
ختم میرے آتے ہی تونے کیا جو دورے

مین نہ کہتا تھا تمھارے ازوان کچھ بھی نہین
کیا مری حصے کی ای پیر مغان کچھ بھی نہین

شاعری سے کیون نہ دل برخاستہ ہوئے حفیظ
جب نہین اس فن کا کوئی قدردان کچھ بھی نہین

وصل اگر آپ کو منظور نہین
مرنے والون سے اجل دور نہین

تیری جنت مین ہے پھر کیا زاہد
جب وہان بادۂ انگور نہین

ہوش آیا تو کہا موسیٰ نے
سیر کرنے کی جگہ طور نہین

بخش دے وہ تو عجب کیا زاہد
ہم گنہگار ہین مغرور نہین

میری تقدیر بدل دے یارب
تو کسی کام مین مجبور نہین

تجھ سے مین جذبۂ دل در گزرا
کوئی رسوا ہو یہہ منظور نہین

ہم ہین بدنام محبت مین حفیظ
وہ عداوت مین بھی مشہور نہین

ہم سے ترک دوستی اچھی نہین
دیکھئے ہٹ آپ کی اچھی نہین

لیلیِ محمل نشین رسوا نہ ہو
قیس یہہ دیوانگی اچھی نہین

مجھ سے اور اُس دشمن جان کا گلہ
دوستو یہہ دوستی اچھی نہین

وہ مزہ اس مین نہ وہ بو باس ہے
میکشو اب کے کھنچی اچھی نہین

وصل کی شب سے ملی ہے صبح ہجر
رات بھر کی یہہ خوشی اچھی نہین

دشمنی کا سوچئے پہلے مآل
پھر یہہ کہئے دوستی اچھی نہین

اُسکی دُھن کیا جب نہو اپنی خبر
انتہا کی بےخودی اچھی نہین

اور سب باتین تو اچھی ہین حفیظ
آپ کی تقدیر ہی اچھی نہین

ہر گھڑی چرچا عدو کا کچھ نہین
یہ طریقہ گفتگو کا کچھ نہین

عارضی ہے باغ عالم کی بہار
اعتبار اس رنگ و بو کا کچھ نہین

چھوڑ اے نادان دنیا کی طلب
حاصل ایسی آرزو کا کچھ نہین

آپ روٹھے میرے جی پر بن گئی
دیکھئے بگڑا عدو کا کچھ نہین

باز آئے کیجب نہ اپنی ضد سے آپ
پھر نتیجہ گفتگو کا کچھ نہین

مست ساقی کی نگاہون نے کیا
کام اب جام و سبو کا کچھ نہین

دیدہ و دل کو محبت مین حفیظ
پاس میری آبرو کا کچھ نہین

تم ایسے خود غرض سے محبت جتائے کون
دل لیکے جو کبھی کہ آپ آنکھین ملائے کون

بیٹھے بٹھلائے مفت کے صدمے اٹھائے کون
دل آپ سے لگا کے کرے ہائے ہائے کون

تاکین وہ سوئے غیر تڑپ جائے دل مرا
کس کے جگر پہ تیر لگے لوٹ جائے کون

دل تو ابھارتا ہے چلو بزم یار مین
کہتی ہے وضع جائے کہین بے بلائے کون

سنتے ہین جب کسی سے ہماری وفا کا حال
کہتے ہین ہوگا یونہین سہی آزمائے کون

کرتا ہے کون کس کے برے حال پر نظر
محفل مین مجھ غریب سے آنکھین ملائے کون

جب مجرمون ہی کیلئے رحمت خدا کی ہے
زاہد یہ پھر بتا کہ جہنم مین جائے کون

نازک مزاجیون کی بھی آخر ہے کوئی حد
روٹھے جو بات بات پر اسکو منائے کون

جس نے لگائی آگ وہی بیخبر ہے جب
کس کو غرض ہے دل کی لگی کو بجھائے کون

مرنا جب ایک دن ہی محبت سی کیا پھرین
اتنی سی بات کیلئے اب جی چرائے کون

آتش کدہ خلیل کو گلزار ہوگیا
تو جس پہ مہربان ہو اُس کو ستائے کون

زاہد وہ ڈھب بتا کہ یہین مل رہے خدا
اب بتکدے کو چھوڑ کے کعبے کو جائے کون

دیکھین کسی کو خاک اب آنکھین اُٹھا کے ہم
تم تو بسے ہو دل مین نظر مین سمائے کون

چھوڑا ہے جس کے واسطے ہم نے وطن حفیظ
سب جانتے ہین نام اب اُس کا بتائے کون

نہین سُناؤن نہ کوئی سُنے زمانے مین
غضب یہہ قید لگائی مرے فسانے مین

بٹھائے رہتے تھے آنکھون کے سامنے جو کہین
اُنھین کو عار ہے ابتو نظر ملانے مین

تمام خلق ہے وابستہ زلف والون کی
مچا ہوا عجب اندھیر ہے زمانے مین

ستم کا ایک بھی پہلو نہ چھوٹنے پائے
جفائین اُٹھ نہ رہین کچھ مری ستانے مین

وہ ایک تو ہی کہ جس کی ہی سب کے دل مین جگہ
پڑے ہین یونتو ہزارون حسین زمانے مین

صلاح غیر سے ہے مشورے ہین دربان سے
یہہ اہتمام ہے مجھے بزم سے اُٹھانے مین

جو آئی موت محبت مین ہو گئی معراج
شریک وہ ہوے تابوت کے اُٹھانے مین

یہہ اشک و آہ بھی آفت کے دو پتنگے ہین
اِک انکین فرد لگا نہین اِک بجھانے مین

تری جفاؤن کے انداز اُس کو کیا معلوم
فلک ہوا کرے مشتاق دل دُکھانے مین

سُنا کسی نے کہ آنکھون سے گر پڑے آنسو
کہان کا درد بھرا ہی مرے فسانے مین

بہار جائے چمن سی خدا وہ دن نہ دکھائے
ابھی سے آگ لگا دون نہ آشیانے مین

اخیر وقت ہے کس منہ سے جاؤن مسجد کو
تمام عمر تو گزری شراب خانے مین

ادائین دیکھ لین غنچون کے بھی تبسم کی
کچھ اور بات کسی کی ہے مُسکرانے مین

خموش خدمت پیر مغان مین ہے واعظ
کمال آپ کو ہے آدمی بنانے مین

کچھ اُس سے صبح کو پوچھو بہار گل کا سمان
ہوئی ہو رات بسر جسکی آشیانے مین

یہہ تجربے ہین خراباتیون کے اے زاہد
ضرر ضرور ہے کمظرف کے پلانے مین

نگاہ کم سے نہ دیکھو وہی حفیظ ہے یہہ
تمہین بھی قدر تھی جسکی کسی زمانے مین

رنجش بھی عشق مین ہو تو بھی مزے بڑے ہین
پیار اور آرہا ہے جسدن سے وہ لڑے ہین

جب یہہ خیال آیا اُس نے ہمین مٹایا
دل کی طرح خوشی سے اکثر اُچھل پڑے ہین

بیوجہہ مجھ سے یون ہوا اُن کا مزاج برہم
میری طرف سے فقرے کچھ غیر نے جڑے ہین

اپنا بھلا بُرا بھی کچھ سوجھتا نہین اب
کن غفلتون کے پردے آنکھون پر آ پڑے ہین

ضد ہی سما گئی ہے تو پھر لحاظ کس کا
وہ اُسکو کر ہی گزرین جس بات پر اڑے ہین

جاتے ہین اُنکے گھر جب کہتے ہین یون سُنا کر
اللہ کون ہین یہہ جب دیکھیے کھڑے ہین

تھم اے جنون کہ ہوگی پھر سیر کوہ و صحرا
کچھ سوچکر ابھی تو ہم شہر مین پڑے ہین

تلوار باندھنے کے کچھ حوصلے نہ پوچھو
اللہ رکھے دلمین ارمان بڑے بڑے ہین

دنیا کا کارخانہ ہے اک طلسم عبرت
دولت یہان گڑی تھی مُردے وہان گڑے ہین

انصاف بھی ہے لازم تڑپائیگا کہانتک
یہہ سنتے ہی وہ مجھ پر کیسا برس پڑے ہین

پہلے حفیظ کیا کیا شیخی بگھارتے تھے
سُنتے ہین اُنکے در کے ٹکڑون پر اب پڑے ہین

کہین مرنے والے کہا مانتے ہین
وہی کر گزرتے ہین جو ٹھانتے ہین

کوئی کھیل ہے جان پر کھیل جانا
وہ یہہ کہہ کے اکثر ہمین تانتے ہین

ملا یہہ جواب آج رشک عدو پر
جو مانے ہمین اُس کو ہم مانتے ہین

تڑپ کر ادھر ہو گیا کوئی ٹھنڈا
اُدھر آپ دامن ہی گردانتے ہین

کہین کیا شب ہجر کٹتی ہے کیونکر
جو دل پر گزرتی ہے ہم جانتے ہین

مرے دل کی کچھ قدر ہوگی اُنھین کو
جو کھوٹا کھرا خوب پہچانتے ہین

یہہ فقرے یہہ چالین یہہ گھاتین یہہ باتین
تجھے او دغاباز ہم جانتے ہین

عدو سے بھی ہے صلح منظور اچھا
جواب تک نہ مانی تھی اب مانتے ہین

حفیظ اُس کی جس پر ہوئی مہربانی
اُسی کو زمانے مین سب مانتے ہین

اُٹھے بالین سے کیا جانے وہ کیا کہکر اشارون مین
کہ یون سرگوشیان ہونے لگین بیمارداروں مین

رہی محدود کیا توقیر اپنی بزم ساقی تک
وہ میکش ہون کہ چرچا ہی مرا پرہیزگارون مین

کچھ ایسے وقت مین آنا ہوا ہی اُنکا بالین پر
زبان کھلتی نہین باتین کہان تک ہون اشارون مین

پلا لیتا ہے جب دو چار کو خود منھ لگاتا ہے
جسے دیکھو وہ ایسا ہی سخی ہی بادہ خوارون مین

نہ اُٹھے گا کسی سے ناز بیجا یہہ سمجھ رکھو
غنیمت ہے ہمارا دم تمہارے جان نثارون مین

کبھی کچھ جھوٹ سچ پھر دن تسلی کوئی دیتا تھا
کبھی اپنی بھی گنتی تھی کہین امیدوارون مین

تمنائی ہی کوئی دھیان اُسی اب تک نہین یہہ بھی
کوئی مجھ سا نہو گا بدنصیب امیدوارون مین

کسی کے صدمہ دوری سے جو بے موت مرتی ہین
خدا جانے کہ اُنپر کیا گزرتی ہی مزارون مین

ترے کشتون نے دیکر جان یہہ کچھ منزلت پائی
کہ آتی ہین زیارت کیلیے حورین مزارون مین

چمن مین بلبلون کو دیکھکر یہہ بات یاد آئی
نشیمن تھا ہمارا بھی کہین اگلی بہارون مین

حفیظ اپنے سپرد آج ایک میخانیکی خدمت ہے

کسی کو یہہ شرف حاصل ہوا کب بادہ خوارون مین

افسردگیِ دل سے یہہ رنگ ہی سخن مین — یعنی خزان رسیدہ کچھ پھول ہین چمن مین
غربت مین بھی رہے ہم یارونکی انجمن مین — یاد وطن نے رکھا اکثر ہمین وطن مین
کیا سانس کا بھروسا پھر آئے یا نہ آئے — کبتک جلے گی آخر یہہ شمع انجمن مین
لاکھون مین ایک نکلی وضع جنون بھی اپنی — اب بھی رہے نہ دبکر ہم اُن سی بانکپن مین
کیا جانے کیا وہان سی لایا خوشی کا مژدہ — پھولا نہین سماتا قاصد جو پیرہن مین
جو چاہتے ہین راحت لکھین وہ حال غربت — ہم ننگ جانتے ہین خط بھیجنا وطن مین
شاید کچھ اُس پاؤن ہاتھون سی آسمانکے — خاک اُس گلی کی لاکر ملنا مرے کفن مین
گو پیرزن ہے مخبر باعث تو ہے یہہ آخر — آلودہ دست شیرین ہی خون کوہکن مین
ہم میکشون کو پی کر یہہ انفعال آیا — رعشہ پڑا ہوا ہے ایک ایک عضو تن مین
خانہ خرابی اپنی یاد آئی جی بھر آیا — اُجڑا ہوا جو دیکھا اک آشیان چمن مین
واعظ تری زبان سی غیبت بتون کی سُنکر — مسجد سے اُٹھکے پہونچے ہم دیر برہمن مین
وہ دل مین اور دل ہی سو حسرتونکا مسکن — خلوت مین انجمن ہی خلوت ہی انجمن مین

شاعر حفیظ تم سے کامل بہت ہین لیکن
کہتے ہین درد ایسا پیدا کہان سخن مین

جو آنکھین ہین نظر کرتی ہی راحت کے سامان مین — بڑھا جب عیش حد سی تو خرابی آئی انسان مین
ہمین پہ پیٹکر مصروف تھے لوگ اور سامان مین — تم آئے کیا پلٹکر جان آئی جسم بیجان مین
ہزار افسوس سے ہے آیا نہ ہمکو آدمی بننا — فرشتے رشک کرتی خوبیان ہوتین وہ انسان مین
کرونگا راستہ بند اُس گلی کا خاک تو ہولون — کھٹکتا ہون ابھی کانٹے کی صورت چشم دربان مین

ستانا چاہیئے دیر و حرم کے رہنے والوں سے
انھیں تو گو نکالا لا تفرقہ ہی کفر و ایمان مین

بھری محفل مین اُٹھکر اک ادا سے ہم بغل ہونا
پھنسا لینا ہی گویا ہر کسیکو دام احسان مین

نہ دیکھا جائے گا آئینے کا پیش نظر رہنا
حیا ہو تو سما جا تو بھی اے دل چشم جانان مین

مآل زندگی کو سوچکر پہروں ہی روتا ہوں
گزر میرا کبھی ہوتا ہی جب گور غریبان مین

وہ کچھ ایسی ہی صورت تھی ہوئی اوجھل جو نظروں سے
سمایا اُس کا جلوہ نور بنکر چشم حیران مین

گرفت اچھی مگر یہہ کاتب اعمال کو سوجھی
گنہگار محبت مجکو لکھا فرد عصیان مین

تمیز نیک و بد ہوتی نہین جوش جوانی تک
اس آندھی مین سفینہ دلکا آجاتا ہی طوفان مین

کسی پردہ نشین کے راز کو افشا نکرنا تھا
بڑا دھبا رہا یہہ حضرت یوسف کے دامان مین

ہمارے سامنے بیٹھے ہو تم ذکر وفا کرنے
کہین ایسا نہو شرما کے مُنھ ڈالو گریبان مین

شب ہجر کیا کہوں آنکھوں مین اُن زلفوں کا لہرانا
بسر ہوتی ہی ساری رات اک خواب پریشان مین

لگایا اُس کو چھاتی سے سمجھکر تربت مجنون
کوئی جب ڈھیر ہم نے خاک کا دیکھا بیابان مین

شرف حاصل ہوا یہہ تیرے در پر جبہہ سا ہوکر
شمار اپنا بھی اب ہونے لگا ہی اہل ایمان مین

ہجوم یاس مین قاصد کی صورت کیا نظر آئی
اُمیدین جی اُٹھین پھر تازہ جان آئی ہی ارمان مین

حسینوں مین حفیظ ایک ایک کو خوب آزما دیکھا
کوئی بھی آج تک پورا نہ اُترا عہد و پیمان مین

کام لین ضبط سے کھل کر وہ ہرا غم نکرین
پردہ داری ہے محبت کی تو ماتم نہ کرین

دم بھی گھٹ گھٹ کے نکلجائے تو اُف ہم نکرین
دل کے رازوں سے زبانکو کبھی محرم نہ کرین

نیستی ہی پہ مدار چمن ہستی ہے
بے ثباتی کا گلہ کچھ گل و شبنم نہ کرین

اپنی آنکھوں مین سمایا ہے کچھ ایسا جلوہ
برق چمکے جو سر طور نظر ہم نہ کرین

حسرت وصل کی مٹنے کی نہین دل سی خراش
آپ اس زخم کو منت کش مرہم نہ کرین

کوئی دم کے لیئے دنیا کا ہے ہنسنا رونا
وہ جو غافل ہین خیال گل و شبنم نہ کرین

مار رکھنے کی یہہ چالین ہین لگاوٹ کیسی
دم ہی دیدیکے کہین وہ مجھے بیدم نہ کرین

بولنا آپ کے آگے ہے اگر بے ادبی
سامنے غیر کے بھی ذکر وفا ہم نہ کرین

سبب رنجش دشمن کا بیان لکھنے دین
اور بھی خاطر برہم کو وہ برہم نہ کرین

شاعری پاسے تہذیب سے گرنے ہی کو تھی
اک زرا اور توجہہ جو ادہر ہم نہ کرین

کوئی نعمت ہی زبان کیلیئے اس سی بڑھکر
ورد کس طرح ترے نام کو ہردم نہ کرین

بیکسون کا نہین ہوتا کوئی رونیوالا
ہم خود اپنے دل مرحوم کا ماتم نہ کرین

دین و دنیا سے الگ ہو رہین دیوانی ترے
اور عالم مین رہین فکر دو عالم نہ کرین

تم کو امید کرم کی ہے عبث اُن سے حفیظ
یہی کیا کم ہے کہ وہ ظلم و ستم کم نہ کرین

ردیف واؤ

کوئی جہان مین ایسا بھی نامراد نہو
کہ جسکی موت کا دن بھی قضا کو یاد نہو

بنی ہی جی پہ کہان جاکے اسکو بہلاؤن
یہہ دل تو وہ ہے کہ جنت ملے تو شاد نہو

کبھی کسی کا کرم تھا ہمارے حال پہ بھی
وہ بات ایسی نہ تھی کچھ کہ آج یاد نہو

ہوس بڑھی کہ محبت مین پڑ گئے رخنے
غرض نہ بیچ مین آئے تو کچھ فساد نہو

مٹا ہوا ہون کسی کے ایک ایسے وعدے پر
جو مجکو سہو نہو اور اُسکو یاد نہو

کسی کے غم مین یہہ ہو مجکو خود فراموشی
مصیبت آئے تو عیش گذشتہ یاد نہو

فلک ہمیشہ اسی کی اُدھیڑ بن مین رہا | کسی غریب کی پوری کوئی مراد نہو

حفیظ کفر محبت اگر بتون کی ہے
خدا کرے کہ درست اپنا اعتقاد نہو

تو جو کہتا تو بڑا فخر تھا اس کا مجکو | لوگ کہتے ہین ترا چاہنے والا مجکو
تیری امید نے رکھا تھا کہین کا مجکو | ناامیدی کا نہوتا جو سہارا مجکو
غیر کی یاد مین بیچین جو پاتا ہون تمھین | اور تڑپاتی ہے حورون کی تمنا مجکو
تم اُسی مُنھ سے کرو میری بُرائی صد حیف | بارہا جس سے کہا کرتے تھے اچھا مجکو
غیر جب بزم سے اُٹھا تو ادھر مُنھ پھیرا | شکر صد شکر کہ اب آپ نے دیکھا مجکو
اعتبار آپکے وعدے پہ کیے بیٹھا ہون | مل گیا خوب ہی جینے کا سہارا مجکو
ساتھ اک بھیڑ سی ہوتی ہے جدھر جاتا ہون | اے جنون تو نے بنایا ہے تماشا مجکو
جب تری یاد مین تڑپا ہے تو رشک آہی گیا | اپنے ہی دل پہ ہوا غیر کا دھوکا مجکو
خاص اک طرح کا اسمین بھی نکلتا ہے رسوخ | کیا ہوا اُس نے جو محفل مین نہ پوچھا مجکو
ابتو وہ حال ہے دشمن بھی ترس کھاتے ہین | ابتو کچھ درد بھی دیتا نہین ایذا مجکو
ٹوٹنا بند ہے کے اُمیدون کا ستم ہوتا ہے | داغ دے جائیگی مٹ کر بھی تمنا مجکو
آپ بدنام ہوے میرے سبب سے سچ ہے | یہہ تو فرمائیے کس نے کیا رسوا مجکو
کیا دعاؤن مین اثر آہ مین تاثیر نہین | تم پریشان ہو یہہ کب ہے گوارا مجکو
کیا جنازے ہی پر آنے کا ارادہ اب ہے | چھوڑکر آپ جو جاتے ہین تڑپتا مجکو
نہ سہی عہد شکن وعدہ فراموش سہی | یہہ شکایت تو نہین آپ سے بیجا مجکو
نامہ بر شکوۂ اغیار کا دفتر لایا | اُس نے نامہ بھی جو لکھا تو نہ لکھا مجکو

کفر و اسلام مین ہوتا ہے کہین برا حفیظ
شرکت غیر ہو کس طرح گوارا مجکو

قاصد خلاف خط کہین تیرا بیان نہو — کرنا سنبھل کے بات کہ وہ بدگمان نہو
نالون کا میرے آٹھ پہر امتحان نہو — ڈرتے نہین کہ ایک زمین آسمان نہو
تہمت ہو بھول چوک کی پیغامبر کے سر — شکووں کا لطف کیا جو کوئی درمیان نہو
نالون سے لڑ رہی ہے صدائے جرس جو آج — گم کردہ راہ کوئی پس کاروان نہو
سو سُنکے ایک بھی نہ کہین ہم بجا درست — اُس سے یہ کہیئے آپ کہ جس کے زبان نہو
اب تک وہ یاد ہین تری اگلی عنایتین — بس بس ہمارے حال پہ تو مہربان نہو
چھوٹی تری گلی تو یہہ مجکو یقین ہوا — جنت ہے وہ جہان ستم آسمان نہو
اخفائے راز عشق کی تدبیر بھی سہی — اس کا علاج کیا ہے جو ضبط فغان نہو
کرتے ہین ایک ایک سے میری شکایتین — صرف اس خیال سے کہ کوئی بدگمان نہو
یہہ کیا کہ سر چڑھا کے نظر سے گرا دیا — اب مہربان ہوے ہو تو نامہربان نہو
دل کو کہان ہے صدمۂ رشک عدو کی تاب — سو امتحان ہین اور یہہ ایک امتحان نہو
مرنا پھڑک پھڑک کے گوارا سہی مگر — اتنا تو ہو قفس مین غم آشیان نہو
کعبے مین بتکدے مین خرابات مین رہے — انسان وہ ہے کہین جو کسی پر گران نہو
اپنی بھی سرگذشت ہے اک طرفہ داستان — برسون سنو تو نصف یہہ قصہ بیان نہو

دل سے ہے دل کو راہ یہہ سچ ہے اگر حفیظ
ممکن نہین خیال یہان ہو وہان نہو

کون ہاتھون سے جدائی مین سنبھالے دل کو — اب جو ہو وصل کرون اُنکے حوالے دل کو

اُس کی محفل مین جو بیٹھے تو پھر اُٹھنا معلوم
جس کا ہر ناز ہر انداز لُبھالے دل کو

اُن نگاہون سے بھی گر نیکی غضب ہے اُفتاد
پھر نہ سنبھلے گا کوئی لاکھ سنبھالے دل کو

ہائے تلوون سے جو ملتا ہے اُسے کیا کہیئے
آنکھ والا ہو تو آنکھون سے لگالے دل کو

آکے بیٹھا ہے تسلی کوئی دینے کے لیئے
اضطراب اور کچھ اس وقت اُچھالے دل کو

کیا سُنون نغمۂ بلبل کہ ہنسے دیتے ہین گل
دل دُکھے جس سے وہ مرغوب ہین نا لے دل کو

اب تو سینے پہ کوئی دست تسلی بھی نہین
بیکسی تیرے سوا کون سنبھالے دل کو

کھوٹے دامون بھی اگر کوئی خریدار ملے
کون کمبخت نہ اب بیچ ہی ڈالے دل کو

ایک ہم ہین کہ محبت مین ہین بیچین حفیظ
ایک وہ ہین کہ جو بیٹھے ہین سنبھالے دل کو

ملی ہے ہمت عالی وہ بادہ نوشون کو
ملے بہشت تو دیدین یہ مے فروشون کو

زہے نصیب کہ آمد مرے حضور کی ہے
فرشتے تاک رہے ہین لحد کے گوشون کو

جہان ہے حسن وہان دل کی قدر و قیمت کیا
ملین گے ہاتھ ملے گا یہ دل فروشون کو

ہمارے سامنے اک دن یہ ہونگے بے پردہ
کوئی ابھی سے جتا دے نقاب پوشون کو

چلا جو بزم مین ساغر کہا یہ ساقی نے
اُنھین کا ظرف ہے، رکھین جو اپنے ہوشون کو

پھرے ہین دور جنازہ کسی کا پہونچا کر
کہ لوگ ہاتھون سے تھامے ہوئے ہین دوشون کو

کسی کے نقش قدم نے یہ گل کھلائے ہین
بٹھا دیا ہے سر راہ گل فروشون کو

خضر ہے راہ کا اُن کو نہ خوف منزل کا
جو لیکے ساتھ چلے ہین عمل کے توشون کو

چمن مین دیکھ کے پودون کو جی نہال ہوا
بہار آئے مسرت ہو سبز پوشون کو

چمن نثار ہے وہ گل چنے ہین ڈالی مین
سکھا دیا یہ ہنر کس نے گل فروشون کو

ابھی ہزارون گلے تیغ پر دھرے ہونگے
پکار دیجیئے مقتل مین سر فروشون کو

کسی کی اتنی نصیحت حفیظ یاد رہے
سُنائیے نہ غزل اپنی عیب پوشون کو

سو ہان روح ٹھہرا یہہ روگ آدمی کو
لاکھون طرح کی فکرین گھیرے ہین ایک جی کو

چوکھٹ پر ایک بت کے سجدے بہت کئے ہین
یارب قبول کرنا عاجز کی بندگی کو

زاہد تمیز ہم کو اچھے بُرے کی جب ہو
دنیا مین تو دکھا دے دو چار جنتی کو

مانے نہ مانے اس کو اب کوئی بعد میرے
مین نے بہت نباہا آئین دوستی کو

کیا کیجیئے گا لے کر افسردہ دل ہمارا
کوئی بھی پوچھتا ہے سوکھی ہوئی کلی کو

جس طرح جیتے جی ہم معشوق سے جدا ہین
یہہ روز بد دکھانا یارب نہ تو کسی کو

دم لو حفیظ ایسی اب کیا ہے جان دو بھر
لینے کو یہہ امانت بھیجین گے وہ کسی کو

بچا کر کتنے پہلو لکھہ رہا ہون حرف مطلب کو
فرشتہ ہو تو بھیجون خط یہہ معشوق مہذب کو

اگر بچھڑے یہان تو پھر کہان ملنے کی ٹھہریگی
یہہ سُنکر رونے والے فوت کر دیتے ہین مطلب کو

اُدھر قینچی کی صورت چل رہی ہے وہ زبان فر فر
ادھر یہہ عالم حیرت کہ جنبش تک نہین لب کو

حسین خوش بش وضع خوش پوشاک عالم مین بہت دیکھے
کہان کوئی پہونچتا ہے تری چھب کو تری ڈھب کو

بہی خواہی مری تعبیر بدخواہی سے ہوتی ہے
یہہ کیون وہ نا سمجھ ہے غیر سمجھاتے ہین مطلب کو

کئی دن سے تو کیا کیا خوبیان غیرون کی سُنتا تھا
ابھی کیون ساتھ میرے تم بُرا کہنے لگے سب کو

حفیظ اک ہٹ دھرم معشوق اکثر ہمسے کہتا ہے
اگر ملنا ہو مجھ سے تو بدلیئے اپنے مذہب کو

کچھ خطا ہو جو مری ترک ملاقات کرو
جی کے دشمن نہ بنو سوچ کے یہہ بات کرو

شام سے دل کا تقاضا ہے کہ نالے کھینچو
آنکھ کہتی ہے کہ رو رو کے بسر رات کرو

غیر سے ربط بڑھانا ہو تو ہم سے نہ ملو
بات رکھنا ہے ہماری تو یہی بات کرو

قید مسجد کی نہ کچھ شرط ہے بتخانے کی
بیٹھکر چاہو جہان دل سے مناجات کرو

شاخ ہر وقت نکالو نہ مری باتون مین
ہر گھڑی جرح کے مجھ سے نہ سوالات کرو

بھیڑ چھنٹ جائیگی پھر رات گزر جانے دو
شیخ صاحب نہ ابھی قصد خرابات کرو

آج یہہ علم کی ترقی کے ہین اسباب حفیظ
گزری باتون کو نہ تم صرف خیالات کرو

خدا ہو آپ ہون ہم ہون عدو ہو
کھلے عقدہ جو باہم گفتگو ہو

بشر تو کیا فرشتے اُس کو چاہین
اگر معشوق تجھ سا خوبرو ہو

کسی کو منہ دکھانے مین بھی عذر ہے
کسی سے بے محابا گفتگو ہو

ہمین بھی اُس گھڑی تم یاد کرنا
اگر پوری کسی کی آرزو ہو

جفا کا شکوہ سُنکر جلکے بولے
اُسے ڈھونڈھو وفا کی جسمین خو ہو

رہے کچھ سلسلہ وحشت کا جاری
گریبان چاک ہو دامن رفو ہو

بتا کعبے کی پھر کیا قید زاہد
خدائی مین خدا جب چارسو ہو

پیو تم غیر کے ہاتھون سے ساغر
تمھین کیا دل ہمارا غم سے لہو ہو

خموشی مین بھی تیری اک ادا ہے
اشارون ہی مین ہم سے گفتگو ہو

جہان اچھے بُرے کی ہو نہ تمیز
حفیظ اپنی وہان کیا آبرو ہو

حسینوں مین جو پایا پیار کے قابل ہزارونکو
حفیظ اُنہین سی جنکو ہم نے چاہا وضعدارونکو

تو اپنے زہد کی باتین سُنا پرہیزگارون کو
ترے جھگڑون سی ای زاہد غرض ہم بادہ خوارونکو

ہوے رسوای عالم راز دل اک ایک سی کہکر
بنایا بدگمان خود ہم نے اپنے رازدارونکو

کمی کیا آجکل کچھ پڑگئی ہے مرنے والونکی
جواب گور غریبان مین وہ گنتے ہین مزارونکو

خبر اپنی نہین کرتی ہین لیکن غیب کی باتین
زرا سی پی کے کیا کیا سوجھتی ہی بادہ خوارونکو

رُولاتے ہین اُنھین میری وفائین یاد دلواکر
مری ماتم مین یہہ کیا دل لگی سوجھی ہی یارونکو

اُدھر تاکید ہی راز محبت کے چھپانے کی
اِدھر تفتیش وجہہ غم کی میرے غمگسارونکو

کوئی اسکے سوا ابھی انکے جینے کا سہارا ہے
سمجھ کیجیے گا نا اُمید امیدوارونکو

جو ہم رندون پہ منھ آتی ہین اس سی تو یہہ ظاہر ہی
قبالے ملگئے جنت کے ان پرہیزگارونکو

نہ تھمتی ہی نظر اُن کی نہ میرا دل ٹھہرتا ہے
تڑپنے سے کبھی فرصت نہین ان بیقرارونکو

صف محشر مین تم اپنی نگاہون مین انھین رکھنا
کہین حورین نہ لے بھاگین تمہارے جان نثارونکو

کوئی رونے سے جی اُٹھتی تو ہم بھی بیٹھکر روئین
یہہ سمجھاتے ہین ہنس ہنس کر وہ میری سوگوارونکو

بھلا ناز و کرشمہ - حور کا یہہ خاک سمجھینگے
سلیقہ بات کرنے کا نہین پرہیزگارونکو

فلک نے کیا سلوک اُن سے کیا جو مرٹی تم پر
کبھی تکیون مین آکر دیکھ لو اُن کے مزارونکو

حفیظ ان شاہدان ناز پیشہ کی محبت مین
ہزارون مشکلون کے سامنے ہین وضعدارونکو

بتاؤن کیا کسی کو مین کہ تم کیا چیز ہو کیا ہو
مری حسرت مرے ارمان ہو میری تمنا ہو

محبت مین قلق ہو رنج ہو صدمہ ہو ایذا ہو
یہہ سب کچھ ہو کوئی پردہ نشین لیکن نہ رسوا ہو

تم اپنے حسن کی کیا بوالہوس سے داد پاؤ گے
اسے پوچھو مری دل سے کہ تم کیا چیز ہو کیا ہو

مری دلکو نہ مل تلوؤن سی اپنے مین یہہ ڈرتا ہون
کہین ایسا نہو اس مین کوئی خارِ تمنا ہو

نہ دیکھون کسطرح حسن خداداد ان حسینون کا
بھلا ان زاہدونکی طرح کون آنکھونکا اندھا ہو

تری تصویر بھی ہے باعث دلبستگی لیکن
اُسے تسکین کیا ہو جو تری باتون پہ مرتا ہو

حفیظ آنا ہوا ہے پھر عظیم آباد مین اپنا
پھر اُٹھے گلے ولولے پیدا ہوئے اب دیکھئے کیا ہو

مفت دیدون تجھین ایسا نہین دو پھر مجکو
یہہ وہ دل ہے کہ بڑا ناز ہے اس پر مجکو

پیٹھ پیچھے مجھے سب جو کچھ نہ کہو تھوڑا ہے
گالیان دیتے ہو جب تم مرے منھ پر مجکو

دست نازک سے گلا بھی تو مرا کٹ نہ سکا
دیجئے دیجئے اب دیجئے خنجر مجکو

منھ لگائے کبھی وہ مست یہہ امید کسے
اپنا جھوٹا بھی جو دیتا نہین ساغر مجکو

آنکھ ہر روزن در ہجر مین دکھلاتا ہے
کاٹے کھاتا ہے جدائی مین مرا گھر مجکو

اس سی بہتر ہے اُٹھا دیجئے محفل ہی سے
کیون جگہ دیجئے دشمن کے برابر مجکو

یہہ سناتے ہوے وہ صبح شب وصل چلے
آج سے پھر نہ خدا لائے ترے گھر مجکو

عشوہ و غمزہ و شوخی و ادا سے فریاد
مار ڈالا انھین جلادون نے ملکر مجکو

بجھ گیا دل ہی کرون فکر سخن خاک حفیظ
وہ طبیعت نہ رہی ناز تھا جس پر مجکو

ملنے والون سے ملو حسن پہ غرا نہ کرو
جانے والی ہے جوانی کا بھروسا نہ کرو

پاس جو کچھ ہے ہمارے وہ تمھارا ہی تو ہے
لو دیئے دیتے ہین دل اپنا پرایا نہ کرو

ہم کہے دیتے ہین باتون کی ہمین تاب نہین
تم ہمین چھیڑ کے ہر وقت ستایا نہ کرو

اب تو ہم ترک تمنا کی دعا مانگین گے
کہہ چکے وہ مرے ملنے کی تمنا نہ کرو

دیکھنے والون سے پردہ ہی اگر ہے منظور
اپنی شکل آپ بھی آئینے مین دیکھا نہ کرو
اُن کا یہہ شغل کہ ہر دم ہے عدو کا چرچا
مجھکو یہہ حکم کہ تم ذکر کسی کا نہ کرو

کس لگاوٹ سے شب وصل وہ کہتے ہین حفیظ
آؤ ملجاؤ گلے ہجر کا شکوا نہ کرو

سنکے میرے عشق کی روداد کو
لوگ بھولے قیس کو فرہاد کو
اے نگاہ یاس ہو تیرا بُرا
تو نے تڑپا ہی دیا جلاد کو
بعد میرے اُٹھ گئی قدر ستم
اب ترستے ہین حسین بیداد کو
اک ذرا جھوٹی تسلی ہی سہی
کچھ تو سمجھا دو دل ناشاد کو
ہائے یہہ درد جگر کس سے کہون
کون سنتا ہے مری فریاد کو
جائینگے دنیا سے سب کچھ چھوڑکر
ہان مگر لے کر کسیکی یاد کو

اب مجھے مانین نہ مانین اے حفیظ
مانتے ہین سب مرے اُستاد کو

وہ آئے میرے گھر مین بخت یاور ہو تو ایسا ہو
جو قسمت ہو تو ایسی ہو مقدر ہو تو ایسا ہو
جبین پر بل نظر خونریز چتون قہر آلودہ
ادا سے بانکپن ٹپکے ستمگر ہو تو ایسا ہو
محبت مین تری نالے تو کیا اُف تک نہ کی مین نے
اگر قابو کسی کو اپنے دل پر ہو تو ایسا ہو
وہی آج اے خدا مجکو ملے جو میرا قاتل ہے
اگر انصاف میرا روز محشر ہو تو ایسا ہو
مقدر دیکھئے کس اوج پر ہے سنگ اسود کا
جگہہ پائی خدا کے گھر مین پتھر ہو تو ایسا ہو
تری چین جبین اور ابرو پرخم کا کیا کہنا
جو چھُریان ہون تو ایسی ہون جو خنجر ہو تو ایسا ہو

حفیظ خوش بیان کیا بات تیری خوش بیانی کی

سخن کو ناز ہے تجھ پر سخنور ہو تو ایسا ہو

مناؤں کیوں تمھیں یہہ تو بتاؤ ایسے کیا تم ہو
بگڑ کے کیا کروگے اسسے تو میرے خدا تم ہو

خدا کو درمیان دیکر کرو جو عہد کرنا ہے
یہاں شاہد نہیں کوئی فقط اک ہم ہیں یا تم ہو

بنا رکھا ہے اک جان و دو قالب اس محبت نے
تمھاری آرزو ہم ہیں ہمارے مدعا تم ہو

خبر لیتے نہیں جب اپنے بیمارِ محبت کی
مجھے یہہ تو بتاؤ کس مرض کی پھر دوا تم ہو

مری آنکھوں میں پھرتے ہو مگر پنہاں ہو نظروں سے
مرے ہی دل میں رہتے ہو مگر سب سے جدا تم ہو

حسین ہو کر تمھاری پڑ گئی ہے جان جھگڑوں میں
کسی کی آرزو تم ہو کسی کا مدعا تم ہو

مزا دیتا ہے میری لاش پر ان کا یہہ فرمانا
پڑے ہو منھ لپیٹے کیوں کسی سے کیا خفا تم ہو

کسی کو دیکے دل پھر ظلم کا شکوہ ہی بیجا ہے
جفا پر صبر کرنا تھا یہہ فرماتے بجا تم ہو

حفیظ اتنا مے و معشوق سے پرہیز کیا کہنا
بڑے ہی پاک طینت ہو بڑے ہی پارسا تم ہو

ہمارے سامنے پھر ان ہماری ہی شکایت ہو
سنیں چپکے تو ملزم ہوں جو کچھ بولیں تو حجت ہو

برائی آسمان کی ہو مقدر کی شکایت ہو
مگر نام ان کا آجائے زبان پر تو قیامت ہو

جہاں بلبل کا ذکر آتا ہے چرچا گل کا ہوتا ہے
اگر عاشق ہو معشوقی کی ہرگز نہ شہرت ہو

پرستش ہو مری مٹی کی سجدے سب کریں آکر
تری دہلیز کا پتھر جو میرا سنگ تربت ہو

مرے لاشے کے ٹکڑے جابجا کوچوں میں پھکوادے
مجھے تشہیر یوں کر دیکھنے والوں کو عبرت ہو

نہ میری میکشی کا صرف مجھسے پوچھ ای زاہد
اڑا دوں اس کو دو دن میں اگر قاروں کی دولت ہو

بڑی آنکھیں کسی کی ہیں تو ہوں تعریف کیا اسکی
تمنا ہم انکی کرتے ہیں جن آنکھوں میں مروت ہو

مرے ساقی کی مستانہ ادائیں دیکھکر زاہد
مرا فتنہ اگر تیری نہ ڈانواڈول نیت ہو

وہ کہتے ہین کہ یہ چوری نہین تو پھر کہو کیا ہے
تعجب ہے ترا دل اور اسمین میری حسرت ہو

عیادت کو کبھی آئے نہ بعد مرگ مٹی دی
گھڑی بھر کیلیے اب میری پہلو مین تو شرکت ہو

پڑے یارب ہماری بیکسی کا صبر ناصح پر
کہ اسکی بھی کسی بیدرد پر مائل طبیعت ہو

ملاؤ خاک مین مجکو مگر تم صاف ہو جاؤ
نکالو وہ جو دلمین میری جانب سے کدورت ہو

تسلی دیکے جاتے ہو تو یہ بھی کہتے جاؤ تم
تڑپکر جان دینا درد دل کی پھر جو شدت ہو

عیادت کو مری آئے مگر کس وقت تم آئے
مری دنیا سے رخصت ہے اٹھو اب جاؤ رخصت ہو

نہ عیش جاودانکا دھیان رکھو اس دار فانی مین
طلبگار مصیبت ہو طلبگار مصیبت ہو

زبان کا لطف بندش چست مضمون صاف و پاکیزہ
حفیظ ایسا سخن جسکا ہو اسکی کیون نہ شہرت ہو

رقیبون سے تمھین ملنا اگر ہو
کرم اب سے ہمارے حال پر ہو

ہمارے یا عدو کے ہو رہو تم
یہ جھگڑا کیا ادھر ہو یا ادھر ہو

چھکا دے مجکو اے ساقی چھکا دے
پلا دے آج خم مین جس قدر ہو

نہ ہمکو دیکھکر دیکھو عدو کو
نہ یکسان دوست دشمن پر نظر ہو

ہوئی تاثیر نالون مین تو پھر کیا
مزہ جب ہے کہ باتون مین اثر ہو

پشیمان وہ ہون محشر مین یارب
ہر اک الزام انکا میرے سر ہو

کسی کی کچھ خبر پوچھینگے قاصد
ہمین پہلے کچھ اپنی تو خبر ہو

کہے دیتی ہین خواب آلودہ آنکھین
کہین تم آج جاگے رات بھر ہو

وہ کہتے ہین دعائے وصل سنکر
مزہ آئے اگر الٹا اثر ہو

مقدر کا لکھا تھا یہ بھی ورنہ
مرا دشمن مرا ہی نامہ بر ہو

حفیظ اُٹھو کہین اب بتکدے سے
چلو اے یار کعبے کا سفر ہو

اُنکو سمجھائیے آتے ہین جو سمجھانے کو
یون ستانا نہین اچھا کسی دیوانے کو

بس یہی رٹ ہے کہ بھر دے مری پیمانے کو
مست ہین سر پہ اُٹھائی ہوے میخانے کو

دھیان سے جاتی نہین زلف تری آنکھ تری
گھیری ہی رہتی ہین پریان تری دیوانے کو

محتسب ہو نہ کہین یہ کسی مئینوش کا دل
توڑ کمبخت ذرا دیکھ کے پیمانے کو

مغبچے چلتے ہین جب شیشۂ مے طاق پر
اک پری خانہ بنا دیتے ہین میخانے کو

ایک عالم سے جو وحشت مین الگ ہو بیٹھا
ملگیا دوسرا عالم ترے دیوانے کو

ہنس پڑے ناز سے وہ ہو گیا غصہ ٹھنڈھا
مستعد ہین جو ہوا جی سے گزر جانے کو

چھیڑنے بیٹھے ہو کیا اگلی ملاقات کا ذکر
یاد دلواؤ نہ بھولے ہوئے افسانے کو

دل جلانا کسی بیکس کا بُرا ہوتا ہے
عمر بھر شمع جلی پھونک کے پروانے کو

جشن نوروز کا سامان ہے بہار آئی ہے
مغبچے بھرتے ہین خم سجتے ہین میخانے کو

آپکی بزم سے ہم دولت دل کھو کے چلے
ہائے تقدیر کہان لائی تھی لُٹوانے کو

بات پر حضرت ناصح کی ہنسی آتی ہے
یہ سمجھ اور ہمین آئے ہین سمجھانے کو

مجکو گستاخ سمجھ کر وہ اُٹھے محفل سے
شمع پر دیکھکے گرتے ہوی پروانے کو

شام غربت مین ہمین صبح وطن یاد آئی
باغ کی قدر ہوئی دیکھکے ویرانے کو

کیا کہون اُن سے ہوا قطع تعلق کیونکر
پوچھ ہمدم نہ مقدر کے بگڑ جانے کو

بیخودی اب تو ذرا آپ مین آنے دے ہمین
آج سنتے ہین وہ خود آئینگے سمجھانے کو

جھوٹ یا سچ ہے یہ انصاف تو پھر کیجیو گا
سُنئے سُنئے ابھی سُنئے مرے افسانے کو

نیند کا اگر یہ بہانا تری آنکھوں کے نثار
رات بھر وصل میں گردش رہی پیمانے کو

ہو گیا معتقد پیر خرابات حفیظ
اب وہ جاتا ہی کہاں چھوڑ کے میخانے کو

یہ قفس ہو یہ ترے صیاد ہو
آشیاں اجڑے چمن برباد ہو

یہ نگاہ شوق ہے جدت پسند
ہر ادا میں کچھ نہ کچھ ایجاد ہو

مجھکو تو سب یاد ہیں وعدے ترے
بھولنا بھی تجھکو شاید یاد ہو

لڑکھڑا کر پائے ساقی پر گروں
اپنی لغزش کی نئی افتاد ہو

آدمی کے ساتھ ہے قید حیات
جیتے جی کیونکر کوئی آزاد ہو

خاک حسرت خانۂ دل میں اڑے
آپ کا گھر اور یوں برباد ہو

ہو گئے کیوں چپ سوال وصل پر
ہاں نہیں کچھ تو بھلا ارشاد ہو

تم کو اور الفت مری اچھی کہی
وہ کہو جس بات کی بنیاد ہو

اگلے لوگوں کا تو کیا کہنا حفیظ
تم بھی اپنے وقت کے استاد ہو

ردیف ہ

پی ہم نے بہت شراب توبہ
اے گرمی آفتاب توبہ

عالم کا یہ انقلاب توبہ
ذرے ہوئے آفتاب توبہ

جس وقت تسلیاں کوئی دے
اس وقت کا اضطراب توبہ

آنکھیں جنھیں دیکھکر ہوں بیمار
وہ نرگس نیم خواب توبہ

کیا مستانہ ہوا ہے
کس جوش پہ ہے شباب توبہ

کرون گا ہزار مین اُنھین بند
باتون کا مری جواب توبہ

ہر روز ہی اک نیا ستم ہے
ہر وقت ہے اک عتاب توبہ

ساقی ترے دور مین کسی کی
ہوتی بھی ہے مستجاب توبہ

آنکھین شب وصل بھی جھکی ہین
خلوت مین بھی یہہ حجاب توبہ

کرتا ہے شراب سب بند
یہہ بھی ہے کوئی ثواب توبہ

پیری مین حفیظ - مے پرستی
اب کیجئے اسے جناب توبہ

عارضِ حسن پہ کیون ناز ہی یہہ
نہ رہے گا کہ دغا باز ہے یہہ

جبہہ سائی ہے ترے در کی نصیب
اپنی قسمت پہ مجھے ناز ہے یہہ

کون نرگس کو چمن مین دیکھے
کیا تری چشم فسون ساز ہے یہہ

شمع کا نام نہ کیون ہو روشن
تیری محفل مین سرافراز ہے یہہ

صدر مین اس کو جگہ ملتی ہے
اب وہان غیر کا اعزاز ہے یہہ

چھپ سکے گی نہ محبت تیری
دل مین رکھنے کا نہین راز ہے یہہ

زندہ ہے نام سخن تجھ سے حفیظ
شاعری کا ہیکو اعجاز ہے یہہ

بنائیں کیا چمن مین آشیانہ
گھڑی بھر مین بدلتا ہے زمانہ

یہہ باتین اور مجھ سا کہنے والا
فسانہ اور پھر تیرا فسانہ

مری تشہیر کا دیکھا نتیجہ
ہوا اب کون رسوائے زمانہ

ہماری بندگی کعبے کو زاہد — نہ چھوٹے گا بتون کا آستانہ
کرے گا خود رہا صیاد ہمکو — اُٹھے گا جب قفس سے آب و دانہ
اُسی پر گرتی ہے ہر بار کے بجلی — مرا جس نخل پر ہے آشیانہ
اگر سوئے لحد مین چین سے ہم — تو کیا کیا کروٹین لے گا زمانہ
ق
تری مسجد مین بھی ہو حق ہے زاہد — مگر بعدِ نماز پنجگانہ
مرے میخانے مین ہر دم ہے یہ ذکر — نہین اس کے لیئے کوئی زمانہ
تفاوت دوسرا یہ ہے کہ ہو حق — وہ مُلاّیانہ ہے یہ عارفانہ

حفیظ اُس شخص کا شاگرد ہون مین
جو ہے اس وقت یکتائے زمانہ

کس قدر ہے صاف دل پاکیزہ طینت آئنہ — اک ذرا دل مین نہین رکھتا کدورت آئنہ
لے چکے دل ہاتھ مین جب وہ تو مین نے یہ کہا — اس مین منھ دیکھو یہ ہے کیا خوبصورت آئنہ
ہون وہ بسمل دیکھتا ہون مین بھی شکل مآل — تیغ دکھلاتی ہے ہنگام شہادت آئنہ
شکل وحشت کی مری مجکو دکھانیکے لیئے — بن گیا ہر ذرۂ صحرائے وحشت آئنہ
دیکھتا ہے پیار سے اسکو جو وہ آئینہ رو — آئنے مین دیکھتا ہے اپنی صورت آئنہ
دیکھ لی ہے کس سراپا ناز کی تصویر حسن — ہو گیا ہے جو سراپا چشم حیرت آئنہ

دیکھیے قسمت مرے سوا اپنے گھر بیٹھے حفیظ
لوٹتا ہے اُس کے نظارے کی دولت آئنہ

جان جاتی ہے کہ یہ رات بسر ہوتی ہے
دیکھیں کیونکر شب فرقت کی سحر ہوتی ہے

شمع کی رات تو رو رو کے سحر ہوتی ہے
اپنی کچھ اور خرابی سے بسر ہوتی ہے

آجتک کیوں وہ مرے حال سے واقف نہ ہوئے
دل کی دل کو یہ سُنا ہے کہ خبر ہوتی ہے

یاد بیساختہ آتی ہیں ادائیں تیری
اچھی صورت جو کہیں پیش نظر ہوتی ہے

رائیگان ہو نہیں سکتی کبھی آہ مظلوم
بے اثر یہ نہیں ہان دیر اثر ہوتی ہے

ہم بھی اک روز ترے دل میں جگہ کرلیں گے
کچھ بھی تاثیر محبت میں اگر ہوتی ہے

تجکو ناصح ہے محبت میں عبث فکر مآل
کس کو انجام کی دنیا میں خبر ہوتی ہے

رشک کرتے ہیں مرے حال پہ جنت والے
عمر جب سے کسی کوچے میں بسر ہوتی ہے

وصل جبتک تھا شب و روز کا عالم تھا کچھ اور
شام ہوتی ہے اب ایسی نہ سحر ہوتی ہے

کھل چکا راز محبت کا تو پردہ کیسا
کہیں چھپتی ہے جو مشہور خبر ہوتی ہے

جب اُنھیں کو نہ پسند آئی غزل اپنی حفیظ
کچھ نہیں خلق میں تعریف اگر ہوتی ہے

اُن کو دل دے کے پشیمانی ہے
یہ بھی اک طرح کی نادانی ہے

وصل سے آج نیا ہے انکار
تم نے کب بات مری مانی ہے

آپ دیتے ہیں تسلی کس کو
ہم نے اب اور ہی کچھ ٹھانی ہے

حال بے پوچھے کہے جاتا ہوں
اپنے مطلب کی یہ نادانی ہے

کس قدر بار ہوں غمخواروں پر
کیا سبک میری گران جانی ہے

گھر بُلاکر وہ مجھے لوٹتے ہیں
یہ نئی طرح کی مہمانی ہے

ہم سے وحشت کی نہ لے او مجنون
ہم نے بھی خاک بہت چھانی ہے

خاک اُڑتی ہے جدھر جاتا ہوں
کیا مصیبت کی پریشانی ہے
گھر بھی ویرانہ نظر آتا ہے
ہائے کیا بے سروسامانی ہے
آئی کیوں اُنکی شکایت لب تک
ہم کو خود اس کی پشیمانی ہے

کہیں دو دن نہ رہا جم کے حفیظ
ایک آوارہ ہے سیلانی ہے

بعد توبہ بھی وہی یاد ہے میخانے کی
گردش آنکھوں میں پھرا کرتی ہے پیمانے کی

اُن کو کیا ایسی پڑی ہے مرے گھر آنے کی
خوب سوجھی مرے غمخوار کو سمجھانے کی

اس لئے وعدے پہ وعدے ہیں کہ بیچین رہوں
ایک ترکیب ہے یہ بھی مرے تڑپانے کی

برسوں دیکھا ہے ان آنکھوں سے بتوں کو لیکن
مدتوں سیر ہوئی کعبے میں بتخانے کی

دن رہے آج جو بیٹھے ہو سنورنے کیلئے
کیا سرِ شام ہی ٹھہری ہے کہیں جانے کی

دین و دنیا ہو فراموش ابھی زاہد کو
ایک دو گھونٹ جو پی لو مری پیمانے کی

ہائے رے موت جوانی کی کوئی میت پہ
روکے کہتا ہے کہ یہ عمر تھی مر جانے کی

آدمی سے جو محبت ہی نہ ہو تھوڑا سا
اتنی سی جان پہ ہمت ہے یہ پروانے کی

شام ہوتے ہی تری یاد نے بیچین کیا
رات بھر آج ہمیں نیند نہیں آنے کی

ہر گھڑی حضرتِ ناصح یہ نصیحت کیسی
یوں سمجھئے کوئی حد ہوتی ہے سمجھانے کی

محتسب آئے جو آتا ہے پلا او ساقی
بہت اونچی نہیں دیوار بھی میخانے کی

حال دل روز نئے ڈھنگ سے کہنا ہم کو
اُنکی فرمائشیں ہر شب نئے افسانے کی

یاس و امید میں دن جس کے بسر ہوتے ہوں
پوچھئے اُس سے حقیقت مرے گھبرانے کی

شیخ جی اور ملا لیجئے تھوڑا پانی
ہلکی ہو جائے کڑی ہے مرے پیمانے کی

ایک عالم نظر آتا ہی ہر اک ذرے مین
محتسب کے قدم آتے ہی یہہ دیکھا ہم نے
ولولے تازہ ہوے جاتی ہین صبح شب وصل
شمع سر دھنتی ہی روتی ہی کھڑی بالین پر

کتنی آباد زمین ہے مرے ویرانے کی
لے گیا لوٹ کے رونق کوئی میخانے کی
کتنی بیچین ادا ہے ترے شرمانے کی
زندگی سے کہین موت اچھی ہی پروانے کی

آبرو ہاتھ سے جائے نہ محبت مین حفیظ
آدمی کے لیئے یہہ بات ہے مرجانے کی

ٹکڑے جگر کے ہونگے مرے دلکی آہ سے
حسرت ہمارے دلکی عیان ہی نگاہ سے
بے شبہہ ڈر گئے وہ جلے دل کی آہ سے
کیون نا امید عفو ہون کیا جانتے نہین
پلٹے پر اپنے داور محشر کو جان کر
کیا پھر وصل تم نے عدو کو زبان دی
مے پی ہے شیخ نے کہ یہہ نشہ ہے زہد کا
محتاج خلق مین نہوا بعد مرگ بھی
زلفین ہٹین تو رخ پہ نظر دوڑنے لگی
ہم پر ستم بھی کیجیے غصہ بھی کیجیے
ہر موے تن زبان ہو تو کچھ شکر ہو ادا
اچھون کا سن چکے ہین طرفدار ہے خدا
مستو نکو ہے تو خدمت پیر مغان سے کام

یہہ تیر کم نہین ہے تمھاری نگاہ سے
کامل ثبوت عشق کا ہے اس گواہ سے
اب دیکھتے ہین مجھے کڑوی نگاہ سے
رحمت تری بڑی ہے ہمارے گناہ سے
وہ لڑ رہے ہین حشر مین ہر دادخواہ سے
ملتی نہین نگاہ جو میری نگاہ سے
نکلے ہین جھومتے جو ابھی خانقاہ سے
میت زمین مین گڑ گئی شرم گناہ سے
بیڑی اُتر گئی مرے پاسے نگاہ سے
سب کچھ سہی حضور مگر راہ راہ سے
کیا کچھ ملا نہ ہم کو تری بارگاہ سے
پھر عذر کیون کرین وہ کسی دادخواہ سے
مطلب فقیر سے نہ غرض بادشاہ سے

ہر نیک و بد مین کاتب اعمال ہین شریک
حصہ انھین ملے گا ہمارے گناہ سے

بیخود بنا کے حضرت موسےٰ کو کھو دیا
ٹلتے نہ حشر تک وہ تری جلوہ گاہ سے

کرتا ہے حشر مین کوئی دل سے لگاؤ مین
دیکھو یہہ ساز باز ہمارے گواہ سے

ملتے ہی آنکھ جان سے گئے آرزو مری
کیا دل کی بات تاڑ گئے تم نگاہ سے

ناصح خدا کے واسطے تو اپنی راہ لے
کیون پھیرتا ہے مجکو محبت کی راہ سے

دن ہجر کا گھٹا نہ بڑھی رات وصل کی
کچھ بھی نہو سکا مرے بخت سیاہ سے

کوچے مین ان بتون کے مجھے ہے خدا کی یاد
یہہ راہ بھی ملی نہو کعبے کی راہ سے

تھوڑی سی داد اہل سخن کی ہے بس حفیظ
نفرت ہے ناسمجھ کی ہمین واہ واہ سے

رفعت یہہ کہہ رہی ہے ہمارے غبار کی
اب آسمان بنے گی زمین کوئے یار کی

مرکر بھی یہہ تڑپ ہے دل بیقرار کی
سیماب ہے زمین ہمارے مزار کی

پرچھائین پڑ گئی ہے جو رخسار یار کی
دونی ہے روشنی مری شمع مزار کی

کمبخت اُنکے وصل کے وعدے پہ شاد ہے
اُمید دیکھیئے دل اُمیدوار کی

احباب مین بھی نام کو بوئے وفا نہین
بدلی ہے کیا ہوا چمن روزگار کی

چھیڑا ہے اُنسے وصل مین فرقت کا تذکرہ
کرتے ہین ہم سرور مین باتین خمار کی

یہہ کس بلا نصیب کے وعدے کی رات ہے
جو شام ہی سے تم کو پڑی ہے سنگار کی

جانون کہ جان دیکے مجھے سلطنت ملی
پاؤن جو اُس گلی مین جگہہ اک مزار کی

دام فریب یہہ ہے کہ پگڑی ہے شیخ کی
ریش دراز یہہ ہے کہ ٹٹی شکار کی

بیچین ہو کے وہ جو گلے سے لپٹ گئے
تاثیر تھی یہہ گریۂ بے اختیار کی

ساغر گرا جو چھوٹ کے ساقی کے ہاتھ سے
شاید نظر لگی کسی پرہیزگار کی
چپ لگ گئی ہے وہ پرسان حال ہین
کھلتی نہین زبان مرے رازدار کی
میرا ہی دل ہے مجھ سے محبت مین بدگمان
کیا ساکھ اٹھ گئی ہے مرے اعتبار کی
وعدہ کیا جو مجھ سے رقیبون سے یہہ کہا
کیون آس توڑیئے کسی اُمیدوار کی
پھولوں نہین میرے آئی تو سوجھی انھین یہہ چال
صورت بنا کے بیٹھ گئے سوگوار کی

توبہ کرو شراب سے نادار ہو حفیظ
آخر ہوگے یار کہان تک اُدھار کی

ان لوگون کے مشرب ہین زمانے سے نرالے
دنیا مین ہین دنیا سے الگ میکدے والے
تاثیر دکھا دین یہہ کسی دن مرے نالے
خود دوڑ کے مجکو کوئی سینے سے لگا لے
تجھپر جو نظر ڈالتے ہی ہوتے ہین بیخود
کیا جانیئے کیا دیکھتے ہین دیکھنے والے
چھپنا کرون مین اور کسی کو نہ خبر ہو
ایسے گئے گزرے بھی نہین ہین مرے نالے
وہ یاد وطن کی ہے یہہ غربت کی نشانی
کچھ داغ کلیجے مین ہین کچھ پاؤن مین چھالے
بیخود کیے دیتا ہے مزہ تیری طلب کا
خود گم ہوئے جاتے ہین تجھے ڈھونڈھنے والے
کیون شام سے ہی فکر صبوحی مرے ساقی
تھوڑی سی پلا دے مجھے تھوڑی سی بچا لے
ہنسنے سے زیادہ مرے رونے مین مزہ ہے
دل جب سے پڑا ہے کسی بیدرد کے پالے
شانے سے کوئی پیچ جو اُس زلف کا نکلا
اُسکو بھی کیا میرے مقدر کے حوالے
آغاز سے بدتر ہوا انجام محبت
ہم دل ہی کو روتے تھے پڑے جان کو لالے
پھیکا نہین ایسا بھی مرا خون تمنا
جب چاہے اسے اپنی حنا سے وہ ملا لے
رندون کو ہے یارب تری رحمت کا بھروسا
واعظ تو کیے دیتا ہے دوزخ کے حوالے

کہتے ہین حفیظ اب وہ گلہ رشک کا سنکر
کیا ایک ہو دنیا مین تمھین چاہنے والے

دشمن سے تو کہو مری چتون بلا کی ہے
پھر مجھ سے داد چاہو یہہ قدرت خدا کی ہے

ہردم جو سنکے پرسش و زجزا کی ہے
واعظ مجھے بتا یہہ سزا کس خطا کی ہے

شرما کے بن گئی ہی دلھن ملتے ہی نگاہ
آنکہہ اُس حسین کی ہی کہ پتلی حیا کی ہے

ادنی سا ہے یہہ صحبت پیر مغان کا فیض
دل بادشاہ کا ہے تو صورت گدا کی ہے

روتا ہے وہ حسین جو مری بزم سوگ مین
پھولون مین میری پھیلی ہوئی بو وفا کی ہے

دشمن ترے چرانے لگے یون عدو کا دل
ہم جانتے ہین چال یہہ دزد حنا کی ہے

دو رنگ کا کلام جو دیوان مین ہے حفیظ
کچھ ابتدا کی فکر ہے کچھ انتہا کی ہے

یہہ چتون یہہ ادا یہہ آنکھ یہہ سج دھج نرالی ہے
ترے آگے کسی کی شکل و صورت جچنے والی ہے

دوائے درد دل یہہ ڈھونڈھکر اچھی نکالی ہے
منگا کر سنکھیا تھوڑی سی ہمنے آج کھالی ہے

بسر ہوتی ہے کیونکر دیکھین اب کے موسم گل مین
بھری ہین ولولے دل مین ہزارون ہاتھ خالی ہے

محبت کی نظر چتون غضب کی چھپ نہین سکتی
تمھاری جو ادا ہے وہ ہماری دیکھی بھالی ہے

شرارت چھیڑ ضد شوخی بھری ہے انکی رگ رگ مین
بظاہر دیکھیے تو کیا ہی صورت بھولی بھالی ہے

یہہ بدلی دیکھکر کیا کیا مری نیت بدلتی ہے
مری توبہ ترا برسات مین اللہ والی ہے

چھپا کر رات رکھ آئی تھے مے زاہد کے حجرے مین
جو دیکھا صبح کو جا کر صراحی نصف خالی ہے

پڑی ہے میکدے مین آج کل جتی خانقاہون مین
بڑی آوارہ توبہ ہے بڑی ہی لاابالی ہے

ہوا نقصان کیا پیر مغان کا یہہ جو کھنچ بیٹھے
جگہ کیا حضرت زاہد کی میخانے مین خالی ہے

بیان واعظ جہانتک کر گیا ہی حال جنت کا
گھٹا سر ہاتھ مین تسبیح ڈاڑھی ناف سے نیچی
زبان شمع ہے ہم دل جلو نکلا ایک اک مصرع

وہ ہم سے بیخود و نکلا ایک مضمون خیالی ہے
جناب شیخ کی بھی وضع دنیا سے نرالی ہے
یہان جو بیت ہی وہ نور کی سانچے مین ڈھالی ہے

گل مضمون حفیظ اسمین بھری اُستاد نے چُن کر
یہہ صفحہ دامن گلچین کا ہی پھولونکی ڈالی ہے

کچھ گلہ اُس کا نہ شکوا چاہیے
موسم گل مین سبھے کیا چاہیے
کچھ کشش تجھ مین جو ہو اے جذب عشق
آجتک تو آن بان اپنی رہی
حال دل ہم سے چھپانا کیا ضرور
خود بخود ہوگی خریدارون کی بھیڑ
کیا مزہ ہے لذت بیداد مین
دیجیے مجھکو تسلی وقت نزع
بیکسی مین کیا تڑپنے کا مزہ
کچھ عجب دولت ہی ترک آرزو

جو کھچے اُس سے نہ ملنا چاہیے
کوئی ساغر کوئی مینا چاہیے
دامن دل اُس کا کھینچا چاہیے
آگے کیا ہوتا ہے دیکھا چاہیے
رازدارون سے نہ پردا چاہیے
نرخ سستا مال اچھا چاہیے
یہہ ہمارے دل سے پوچھا چاہیے
ڈوبتے کو کچھ سہارا چاہیے
کوئی سرگرم تماشا چاہیے
دل پہ قابو ہو تو پھر کیا چاہیے

کیا گھٹا چھائی ہوئی ہی اے حفیظ
آج تو تھوڑی سی پینا چاہیے

نہو نامراد مجھسا کہ جیون تو کل نہ آئے
مجھے یاد کر نہ ظالم کہ بہت ہون غم رسیدہ

کرون آرزو اجل کی تو کبھی اجل نہ آئے
تری بزم عیش مین بھی کہین کچھ خلل نہ آئے

وہ نہال سوختہ ہون اگر ابر روز برسے — مری شاخ آرزو مین کوئی پھول پھل نہ آئے
مری جذب دل مین یارب شب ہجر یہہ اثر دے — کہ ادھر ہو بیقراری تو اُدھر بھی کل نہ آئے
اسی رونی پر ابھی تو وہ دکھا چکے ہین آنکھین — مری چشم تر سے آنسو کہین پھر نکل نہ آئے
دم نزع یون بلک کر فقط اس لیئے ہے رونا — کہ لحد مین بھی کوئی دم مری جی کو کل نہ آئے

بہت اے حفیظ اُن سے نہ کرو ستم کا شکوہ
وہ خفا ہین تیورون پر کہین اُنکے بل نہ آئے

ہائے وہ دن جب سرور وصل حاصل تھا مجھے — بے پیے رہتا تھا نشہ ایک بوتل کا مجھے
بار ہا نفرت سے مین نے اپنے دلبر کی نگاہ — وصل مین وصل عدو کا دہیان جب آیا مجھے
دل جب افسردہ ہوا پھر ایک سے ہے ہجر و وصال — آپ ملئے یا نہ ملئے اب نہین پروا مجھے
کس کی رسوائی ہے در پردہ سمجھ لو سوچ لو — بعد اس کے جتنا جی چاہے کرو رسوا مجھے
کیجیے قطع تعلق جائیے یونہین سہی — ہان بدل منظور ہے اب آپکا کہنا مجھے
وہ بھلا ہو یا برا جو کچھ ہے لیکن ایک ہے — دوسرا ڈھونڈھے سے بھی ملتا نہین ایسا مجھے
غیر کا نقش قدم اُس کی گلی مین دیکھکر — بدگمانی کا برا ہو وہم ہین کیا کیا مجھے
اب جو کہیئے بیوفا دینا ہے اسکا کیا جواب — بار ہا تو آزما کر آپ نے دیکھا مجھے

اے حفیظ اُن سے کرو ترک تعلق یا ملو
یہہ پسند آتا نہین ہر روز کا جھگڑا مجھے

ادا پریونکی صورت حور کی آنکھین غزالونکی — غرض مانگے کی ہر اک چیز ہے ان حسن والونکی
بجائے رقص میخانے مین ہے گردش پیالونکی — تکلف برطرف یہہ بزم ہے اللہ والونکی
نشان جب مٹ گیا تربت کا آئے فاتحہ پڑھنے — انھین کب یاد آئی ہین وفائین مرنیوالونکی

ہوا دو گز کفن منعم کو حاصل مال دُنیا سے
بندھی رکھی ہی آخر رہگئی گٹھری دوشالونکی

دُکھا کر دل مرا پھر آپ ہی عذر جفا کرنا
اری کافر تری اک چال ہے یہہ لاکھ چالونکی

ابھی تمکو بہت کچھ ناز ہے ترچھی نگاہون پر
مگر دیکھی نہین تاثیر تم نے میرے نالونکی

ترے ہوتی ہوئے یہہ بات غیرتکی ہی او ظالم
اُڑائے آسمان یون خاک تیری پائمالونکی

بھلے ہین یا بُرے جو کچھ ہین بندے تو خدا کے ہین
مذمت اسقدر واعظ نہ کر میخانے والونکی

ہوئی بوچھار مجھ پر شکوۂ بیجا کی پھر کیا کیا
جہان چھیڑا اُنھین بس کھل گئی گٹھری ملالونکی

گنہگارِ محبت ہین جدھر گزرینگے محشر مین
ہماری ساتھ ساتھ اک بھیڑ ہوگی خوش جمالونکی

فرشتون سے حفیظ اکدن لحد مین گفتگو ہوگی
ابھی سے فکر لازم ہے تمھین اُنکے سوالونکی

بگڑ جاتے تھے سنکر یاد ہے کچھ وہ زمانہ بھی
کوئی کرتا تھا جب میری شکایت غائبانہ بھی

وہ جس پر مہربان ہوتے ہین دنیا اُسکی ہوتی ہے
نظر اُن کی پلٹتے ہی پلٹتا ہے زمانہ بھی

سُنا کرتا ہون طعنے ہجر مین کیا کیا رقیبونکے
بنا ہون اس محبت مین ملامت کا نشانہ بھی

یہان بھی فرض ہے زاہد ادب سے سر جھکا لینا
مرے نزدیک کعبہ ہے کسی کا آستانہ بھی

فریب دام مین لائی ہے کچھ صیاد کی خاطر
قفس مین کھینچکر لایا ہمین کچھ آب و دانہ بھی

جلا کر دل مرا صیاد کا ٹھنڈا کلیجا کر
کہین اے برق جلدی پھونک میرا آشیانہ بھی

بگڑتے دیر ہوتی ہے نہ بنتے دیر ہوتی ہے
مزاج یار سے کچھ ملتا جلتا ہے زمانہ بھی

حسین پڑھکر غزل میری مری مشتاق ہوتے ہین
مسخر دل کو کرتا ہے کلام عاشقانہ بھی

نہ بھولیگی حفیظ احباب کو یہہ سرگذشت اپنی
جہان مین یاد رہجائے گا کچھ اپنا فسانہ بھی

شوخ ہے چتون نظر چالاک ہے ... ہر گھڑی دونو کو دل کی تاک ہے

آدمی کیا ایک مشت خاک ہے ... جان نکلی - اور قصہ پاک ہے

ہر کس و ناکس سے ملتی ہے نگاہ ... آنکھ تیری ڈھیٹ ہے بیباک ہے

فصل گل مین دیکھیے کیا رنگ ہو ... جیب تا دامن ابھی سے چاک ہے

اپنے ہاتھون سے پہنا دین وہ کفن ... یہہ ہماری آخری پوشاک ہے

دور مجنون کا کہان اب اسے جنون ... ہم ہین اور صحرای وحشت ناک ہے

آسمان پر یون نہین اپنا دماغ ... اس جبین پر کس کے در کی خاک ہے

زاہدون کا میکشون مین کام کیا ... ایسے لوگون سے یہہ صحبت پاک ہے

کوئی آنکھون مین سماتا ہی نہین ... اس دل خودبین کو کسکی تاک ہے

باغ مین جس پھول کا دیکھا لباس ... وہ تری اُتری ہوئی پوشاک ہے

مجمع رندان مین واعظ ہیچ ہے ... کیا سمجھ تیری ہے کیا ادراک ہے

میری وحشت نے دکھایا یہہ اثر ... آج ناصح کا گریبان چاک ہے

غم قیامت کا اُسے کیا اے حفیظ
جو غلام صاحب لولاک ہے

غیر اچھے ہم بُرے یونہین سہی ... آپ اب تو خوش ہوے یونہین سہی

آپ بر ہم ہون نہ ذکر غیر پر ... جھوٹ ہین میرے گلے یونہین سہی

وہ نباہین گے عدو سے دوستی ... چار دن کے ولولے یونہین سہی

تم سے ملکر ہم کو یہہ عزت ملی ... اس سے پہلے کچھ نہ تھے یونہین سہی

یا عدو سے یار ہے ہم سے ملاپ ... اب ہمارے آپ کے یونہین سہی

تجکو زاہد سے نفرت ہے تو ہو
بے مزہ ہین یہ مزے یونہین سہی

خوبیان اُن مین ہین دنیا کی حفیظ
ہم ہین دنیا سے بُرے یونہین سہی

اب انکی تذکرے جانے بھی دو کیا اس سے حاصل ہے
نہ وہ ہم ہین نہ وہ تم ہو نہ وہ حسرت نہ وہ دل ہے

ادا اسکی قیامت اس کا ہر انداز قاتل ہے
کوئی کافر حسین ہے یہ کہ پہلو مین مرے دل ہے

جہان جس بزم مین دیکھو الگ سب سے مرا دل ہے
یہ دیوانو مین آتا ہے یہ ہشیارون مین شامل ہے

جفاؤن پہ وفا کرنا وفاؤن پہ جفا کرنا
یہ میری خو مین شامل ہے وہ تیری خو مین داخل ہے

نظر ہو طاق لڑنے مین یہان چلنے مین ہو شاطر
یہ اپنے فن مین کامل ہے وہ اپنے فن مین کامل ہے

ازل ہی سے چلی ہے عشق و حسن کی صورت
یہان اک داغ ہے دل پر وہان رخسار پر تل ہے

یہ انکو پیار کرتا ہے مین اسکو پیار کرتا ہون
جو اپنی جان دیتا ہے مرے پہلو مین وہ دل ہے

نہ تم آنکھین لڑاؤ آئینے مین عکس سے دیکھو
خدا جانے پڑے کیسی غضب مد مقابل ہے

گل و بلبل کا افسانہ نہین یہ سرگذشت اپنی
سنو تم یہ ہماری داستان سننے کے قابل ہے

جو لیتے ہو تو لیجاؤ مگر یہ سوچ لو پہلے
اٹھیگا ناز بھی اسکا بڑا نازک مرا دل ہے

اسے تو دیکھ لے پہلے نصیحت کر پھر اے ناصح
خدا شاہد وہ صورت پیار ہی کرنیکے قابل ہے

کیا آخر نگاہ یاس نے بھی کام خنجر کا
ادھر بسمل تڑپتا ہے ادھر بیتاب قاتل ہے

ملو تلوؤن سے اسکو یا کلیجے سے لگا رکھو
تمہاری آرزو رہتی ہے جسمین یہ وہی دل ہے

نہ راضی وصل پر ہین وہ نہ صاف انکار کرتے ہین
ہمین جینا بھی مشکل ہے ہمین مرنا بھی مشکل ہے

ہجوم یاس و غم اس دل مین ہے ہم جسمین رہتے تھے
جگہ جو خاص خلوت کی تھی اب وہ عام محفل ہے

محبت کرنے والون سے کوئی پوچھے وفا میری
مجھے مانتا ہے مجنون مرا فرہاد قائل ہے

اُٹھا جسدم قدم اپنا تو پھر اتنی مسافت کیا
نہ ہم ہیں دور منزل سے نہ ہم سے دور منزل ہے

نئی صورت کے قیدی قیدی دام محبت ہیں
گلے میں طوق ہے انکے نہ پاؤں میں سلاسل ہے

یہ گھبرائے ہوئے سہمے ہوئے پھرتے ہیں محشر میں
کہیں ایسا نہ ہو کوئی پکار اُٹھے یہ قاتل ہے

بڑا احسان ہے مجھ پر مری چشم تصور کا
مزے سے اپنے گھر بیٹھے ترا دیدار حاصل ہے

عبث یہ قسمیں کھاتے ہو عبث یہ وعدے کرتے ہو
تمہارا قول جھوٹا ہے تمہارا عہد باطل ہے

نہ توڑا ے محتسب للہ تو مینا و ساغر کو
ارے بیدرد یہ میرا جگر ہے یہ مرا دل ہے

تری بانکی ادا یہ ترچھی چتون چھپ نہیں سکتی
جو دیکھے گا وہ فوراً تاڑ جائیگا یہ قاتل ہے

زبان دیکر عدو کو قول سے وہ پھر نہیں سکتے
بُرا ہو اس نزاکت کا شکست عہد مشکل ہے

بُرا نا فہم کہتا ہے تو کہنے دے حفیظ اُس کو
تجھے کامل سمجھتا ہے جو خود اس فن میں کامل ہے

کوئی پردہ نشین نکلے نہ گھر سے
بپا ہے حشر نالوں کے اثر سے

وہ گھر جائینگے کچھ پہلے سحر سے
تردد ہے یہی پچھلے پہر سے

نکلتا ہو کوئی دشمن کے گھر سے
ہمارا ہو گذر اُس رہگذر سے

خدا جانے ارادے اُسکے کیا ہیں
لپٹ کر رو رہا ہے دل جگر سے

ہمیں تو دیکھنا ہے آنکھ اُن کی
وہ دیکھیں دیکھتے ہیں کس نظر سے

کہیں یہ بھی نہ دشمن سے ملا ہو
کھٹکتا ہے مرا دل چارہ گر سے

عیادت کا تو ہے صرف اک بہانا
وہ سنکے آئے ہیں کچھ چارہ گر سے

کبھی تکنا شب غم موت کی راہ
کبھی سر پھوڑنا دیوار و در سے

دل ویران کا اب بھی ہے یہ عالم
بنیں سو اور گھر اُس اُجڑے گھر سے

بڑھی ہی حد سے زلفونکی درازی
بھلا یہ بوجھ اُٹھے گا کمر سے

مرے آغوش مین آئے وہ چھپکر
دعا کا بھر گیا دامن اثر سے

یہ نالے نارسا ہر چند ہین پھر
گئے گذرے ہین کیا تیرِ نظر سے

چلا ہے تو چلے کچھ دیر ساغر
برستا ہو تو واعظ اور بر سے

عدو کا ذکر پہلے کس نے چھیڑا
ہوئی ہے ابتدا اِسکی کدھر سے

کسی سے گرم ہے پہلو کسی کا
تڑپتا ہے کوئی درد جگر سے

کیا کیا مین نے کعبے جا کے زاہد
فقط اک بوجھ اُتار آیا ہون سر سے

کہانتک خط مین لکھون حالت غم
زبانی پوچھ لینا نامہ بر سے

حفیظ آنکھون مین اک صورت کھبی ہے
حسین یون تو بہت گذرے نظر سے

حشر ہے وعدۂ دیدار وفا ہوتا ہے
بے نقاب آج وہ ہین دیکھیے کیا ہوتا ہے

کیون بگڑتے ہو اگر مین نے کیا ذکر ستم
دوستون ہی سے مری جان گلا ہوتا ہے

راس آتی نہین تدبیر طبیبون کی مجھے
جب دوا ہوتی ہے درد اور سوا ہوتا ہے

یہ بھی اک چال ہی مجھ پر جو انھین رحم آیا
یہ بھی اک گھات ہے جو عذر جفا ہوتا ہے

ان حسینون کی نظر کچھ مری قسمت تو نہین
آنکھ یہ پھیر لین سو مرتبہ کیا ہوتا ہے

رند مے نوش بھی بندے ہین خدا کے واعظ
کیون برا کہکے انھین مفت برا ہوتا ہے

تیری چالون سے تو فتنے ہی اُٹھا کرتے ہین
میرے نالون سے مگر حشر بپا ہوتا ہے

دل کا آغاز محبت مین تو یہ عالم ہے
حال اب دیکھیے انجام مین کیا ہوتا ہے

بیکسی پر تری رونا مجھے آتا ہے حفیظ

کس برے وقت مین وہ تجھ سے جدا ہوتا ہے

یون تو حسین اکثر ہوتے ہین شان والے
لیکن کچھ اور ہے تو او آن بان والے

ناقوس پر پھونکون کعبے مین یا اذان دون
تجھکو کہان پکارون او لامکان والے

منبر پہ بیٹھ کر تو اتنا بہک نہ واعظ
کیسی یہ نیچی باتین اونچی دکان والے

یہ حسن یہ جوانی مہمان ہے چند روزہ
اس پر نہ کر یہ غرہ او آن بان والے

کعبے کو شیخ جائے بتخانے کو برہمن
ہم یونہین ڈٹے رہینگے اس آستان والے

ابرو پہ ڈال کر بل ترچھی نظر نہ کر تو
یہ تیر کج پڑے گا بانکی کمان والے

غیرون پہ تو نظر ہے میری بھی کچھ خبر ہے
ہم بھی مٹا ہوا ہون او آن بان والے

تلوار کھینچکر کیا بازو کو دیکھتا ہے
دو ہاتھ بس لگا دے اب امتحان والے

قائل ترا جہان ہے ہان فرق درمیان ہے
کچھ ہین یقین والے کچھ ہین گمان والے

فرہاد و قیس دونون دے بیٹھے جان آخر
مرتے ہین بات ہی پر جیتے ہین آن والے

وہ کس لیے بلا مین جائین حفیظ ہم کیون
وہ بھی ہین شان والے ہم بھی ہین آن والے

عدو کی شکل محفل مین بہ غیرت دیکھنے والے
ادھر بھی اک نظر او بے مروت دیکھنے والے

زمانے مین بہت ہین شکل و صورت دیکھنے والے
مگر دیکھا تو کم ہین سیرت دیکھنے والے

محبت نے سراپا درد کا پتلا بنایا ہے
کہ رو دیتے ہین اکثر میری صورت دیکھنے والے

حسینون کی جفا کو بھی وفا ہم تو سمجھتے ہین
عداوت دیکھتے ہین کب محبت دیکھنے والے

دکھا تو اپنی نیلی پیلی آنکھین غیر کو ظالم
کہ ہم تو ہین ان آنکھون کی مروت دیکھنے والے

پڑھو تم اسکو آنکھون پر دھرو ہم کو ہے کیا مطلب
نہین ہم غیر کے خط کی عبارت دیکھنے والے

جو نکلے جان تن سے رات کٹجائے جدائی کی
اجل کی راہ دیکھین شام فرقت دیکھنے والے

مری حیرت سے اُسکے حسن کا اندازہ کرتے ہین
کہان پہونچے کہان سے میری حالت دیکھنے والے

کمال ظاہری کو اک نہ اک دن ہے زوال آخر
ذرا پستی بھی دیکھین اوج و رفعت دیکھنے والے

کہین ہنگامۂ محشر بپا ہو میرے نالون سے
کہ دیکھین تیرے قامت کے قیامت دیکھنے والے

ہماری لاغری اُنکی نگاہون مین کھٹکتی ہے
ہمین کیا دیکھتے اُنکی نزاکت دیکھنے والے

حفیظ اچھے سخن کا اک جہان ہی قدردان ابتک
بہت ہین آج بھی رنگ طبیعت دیکھنے والے

حسینون سے فقط صاحب سلامت دور کی اچھی
نہ اُنکی دوستی اچھی نہ ان کی دشمنی اچھی

زمانہ فصل گل کا اور آغاز شباب اپنا
ابھی سے توڑنے توبہ کی بھی اے زاہد کہی اچھی

جفا دوست اُسکو کہتا ہی کوئی۔ کوئی وفادشمن
ہمارے ساتھ تو اُسنے نباہی دوستی اچھی

تری خاطر سے زاہد ہم نے توبہ آج کی ورنہ
گھڑی بھر غم غلط کرنے کو بس وہ چیز تھی اچھی

زیادہ اے فلک دے رنج و راحت ہمکو جو کچھ دے
نہ وہ دن کا یہ غم اچھا نہ وہ دن کی خوشی اچھی

کبھی جب ہاتھ ملکر اُنسے کہتا ہون کہ بیبس ہون
تو وہ ہنسکر یہ کہتے ہین تمہاری بیبسی اچھی

جو سچ پوچھو حسینون کا حیا نے رکھ لیا پردہ
نکل چلتے گھرون سے تو ہوتی دل لگی اچھی

ہم آئین آپ مین یارب وہ جسدم آئین بالین پر
ہجوم رنج تنہائی سے ہے یہ بیخودی اچھی

محبت کے مزے سے دل نہین ہے آشنا جسکا
نہ اُسکی زندگی اچھی نہ اُسکی موت ہی اچھی

وہ میکش ہون کہ دیکر دونی قیمت اسکی سب سے لی
کسی سے جب سنا مینے کہ بھٹی مین کھنچی اچھی

اُسے دنیا کی سو فکرین ہین اک رنج ناداری
کہین منعم کی دولت سے ہماری مفلسی اچھی

خوشی کے بعد غم کا سامنا ہونا قیامت ہے
جو غم کے بعد حاصل ہو وہ البتہ خوشی اچھی

نہ چھوٹیگی محبت غیر کی ہم سے نہ چھوٹے گی
ابھی یہ بات تمنے آج تو کھل کر کہی اچھی

ہمارے دیدۂ و دل مین ہزارون عیب نکلین گے
تمہارا آئینہ اچھا تمہاری آرسی اچھی

ترے اس جبّہ و دستار سے رندونکو کیا مطلب
جسے جو وضع ہو مرغوب لے زاہد وہی اچھی

کہے سو شعر تمنے سست تو حاصل حفیظ اسکا
غزل ہو چیت چھوٹی سی تو بیتون کی کمی اچھی

آدمی مست خواب ہوتا ہے
خواب غفلت شباب ہوتا ہے

دل کو کرتی ہے چشم مست تباہ
ہائے کیا گھر خراب ہوتا ہے

جب تسلی وہ مجکو دیتے ہین
اور بھی اضطراب ہوتا ہے

پھر رہے ہو ہماری آنکھون مین
پھر بھی ہم سے حجاب ہوتا ہے

حشر پر کیا ہے تیرے گھر زاہد
روز روز حساب ہوتا ہے

مے فروشون سے یہ بڑھا بیوپار
سال بھر پر حساب ہوتا ہے

ہائے ان بھولی شکل والون کا
کتنا پیارا شباب ہوتا ہے

تم نے دیکھا ہے حضرت موسیٰ
کیا وہ رخ بے نقاب ہوتا ہے

بیکسی رو نہ میری تربت پر
دیکھ مجھ پر عذاب ہوتا ہے

ساقیا مے پلا کہ پیاسون کو
پانی دینا ثواب ہوتا ہے

حرمت مے کو سنکے واعظ سے
اور بھی دل کباب ہوتا ہے

اور کو کیا وہ منہ دکھائینگے
آئنے سے حجاب ہوتا ہے

جتنی بڑھتی ہے عمر گھٹتی ہے
خوب الٹا حساب ہوتا ہے

قطعہ ۲ شعر کا

مین برا ہون تو مجھسے اے واعظ
تجکو صرف اجتناب ہوتا ہے

تو جو گمراہ ہے تو تیرے ساتھ	ایک عالم خراب ہوتا ہے

میکدے سے چل حفیظ مسجد مین
بیٹھ کر کیون خراب ہوتا ہے

جو دیوانون نے پیمایش کی میدان قیامت کی — فقط دو گز زمین ٹھہری وہ میری وسعت وحشت کی
نکالی بات اُنکے سامنے ترک محبت کی — کہان یہ ناصح کمبخت کو سوجھی نصیحت کی
لُبھا لیتی ہے دلکو سادگی بھی اچھی صورت کی — سنا ہے یون ہی کہ عالم ضرورت تکو زینت کی
چمن مین پھول دیکھا بزم مین تاکا حسینونکو — جہان پہنچے ہین تم جستجو تھی اپنی صورت کی
غضب ہے غیر کے مذکور پر اُن کا یہ کہدینا — ابھی ہم سُن چکے ہین تمکو عادت ہے شکایت کی
کبھی یاس اُنکے ملنے سے کبھی امید ہے کچھ کچھ — مرے غم مین جھلک ہے تھوڑی تھوڑی سی مسرت کی
نکلی تھی میان سے کوئی نہ کوئی وار کرنا تھا — کہان جی ہار بیٹھے اور ابھی تھوڑی سی ہمت کی
پس مردن جنھون نے مٹایا یون نشان میرا — اُڑا دی چٹکی چٹکی خاک لیکر میری تربت کی
پڑھیگی جتنی بدنامی مری نام اُنکا نکلے گا — یہ رسوائی مری ہوگی منادی اُنکی شہرت کی
لیا کیون ہاتھ مین خنجر کہ موچ آئی کلائی مین — ادا سے کام لیتے بات رہجاتی نزاکت کی
جو بگڑی غیر سے اسکی خوشی کیا مجھکو یہ غم ہے — کہین عادت نہ پڑجائے اُنھین ترک محبت کی
جناب شیخ لیکر محتسب کو آج آئے ہین — بھلے کو پہلے ہی سے پی پلا کر مین نے فرصت کی
کیا کرتے ہین وعدہ مدتون سے وہ فردا کا — اُنھین تو رفتہ رفتہ آگئین باتین قیامت کی
کدورت آسمان کو مُردون کی خاک سے بھی ہے — تم اپنے پانون سے مٹی دبا دو میری تربت کی
تمہین بیتاب کردین یہ اثر ہے میرے نالون مین — جو تم بیچین رہتے ہو یہ شوخی ہے طبیعت کی
یہ دیکھین حشر مین ہو کس طرف اُسکا کرم زاہد — تجھے ہے زہد کا غرہ ہمین امید رحمت کی

دکھاتا اک جھلک پھر اسپر اتنی دور کا وعدہ
دل مشتاق اور امید فردائے قیامت کی

ابھی بیٹھو ذرا ٹھہرو مرا دم تو نکلنے دو
مجھے رخصت تو کر لو اتنی جلدی کیا ہے رخصت کی

کوئی کہدے نہ وہ گور غریبان کیطرف آئین
نہ دیکھی جائیگی اُنسے اُداسی میری تربت کی

حفیظ اول تو کس طرح کھنچتے ہین حسینون سے
جہان آنکھین ملین نیت بدلجاتی ہے حضرت کی

کب ایسے ویسے مرے دل کے خواستگار رہے
ملے وہ مجھ سے جو معشوق وضعدار رہے

کبھی نہ تیرے کرم کے امیدوار رہے
یہ بے گناہ تو خاصے گناہگار رہے

وہ دیکھے آپ کی صورت جو دل نہ رکھتا ہو
جو بے زبان ہو میرا وہ رازدار رہے

وہ آرزو تری دل مین چھپائین ہم کیونکر
جو پاس بیٹھنے نگاہون سے آشکار رہے

ہماری بزم عزا سے اُٹھے وہ یہ کہکر
کسی کے غم مین بلا میری سوگوار رہے

برائی ہو گی کسی کی امید دنیا مین
تمام عمر یہان تو امیدوار رہے

شراب پی کے حفیظ آب فاقہ مستی مین
ہمیشہ بادہ فروشون کے قرضدار رہے

دنیا وہ نہین ٹال دو جو قول و قسم سے
محشر مین کہو تم چلے کہان جاؤ گے ہم سے

جب ہو نہ سکی شیخ و برہمن کی مدارات
ہم کھنچ کے الگ بیٹھ رہے دیر و حرم سے

انجان بنے بیٹھے ہین دل لے کے ہمارا
اب دیکھیے وہ آنکھ ملاتے نہین ہم سے

واعظ نہ گرا ہو کہین منبر سے لڑھک کر
مسجد مین کوئی چیز گری ہے ابھی دھم سے

مے پینے سے مطلب ہے تکلف سے غرض کیا
چلو مرا بھرا دے کہین ساغر جم سے

آ جلد دم نزع کہ امید نہ ٹوٹے
نازک ہے یہ رشتہ مرے اُکھڑے ہوے دم سے

وہ اور حفیظ آپ سے اقرار محبت
بس بس نہ تعلی کی بہت لیجیے ہم سے

عجب زمانے کی گردشین ہین خدا ہی بس یاد آ رہا ہے
نظر نہ جس سے ملاتے تھے ہم وہی اب آنکھین دکھا رہا ہے

بڑھی ہے آپس مین بدگمانی مزہ محبت کا آ رہا ہے
ہم اس کے دل کو ٹٹولتے ہین تو ہم کو وہ آزما رہا ہے

گھر اپنا کرتی ہے ناامیدی ہمارے دلمین غضب ہی دیکھو
یہ وہ مکان ہے کہ جسمین برسون امیدون کا جمگھٹا رہا ہے

بدل گیا ہے مزاج ان کا مین اپنے اس جذب دل کے صدقے
وہی شکایت ہے اب ادھر سے ادھر جو پہلے گلا رہا ہے

کسی کی جب آس ٹوٹ جائے تو خاک وہ آسرا لگائے
شکستہ دل کر کے مجکو ظالم نگاہ اب کیا ملا رہا ہے

یہان تو ترک شراب سے خود دل و جگر پھنک رہے ہین واعظ
سنا کے دوزخ کا ذکر ناحق جلے کو تو بھی جلا رہا ہے

کرون نہ کیون حسن کا نظارہ سنون نہ کیون عشق کا فسانہ
اسی کا تو مشغلہ تھا برسون اسی کا تو ولولا رہا ہے

امید جب حد سے بڑھ گئی ہو تو حاصل اسکا ہے ناامیدی
بھلا نہ کیون یاس دفعتہً ہو کہ مدتون آسرا رہا ہے

مجھے توقع ہو کیا خبر کی زبان سے ہے قاصد کی ہاتھ بھر کی

لگی ہوا تک نہین ادھر کی ابھی سے باتین بنا رہا ہے
ذرا یہان جس نے سر اُٹھایا کہ اس نے نیچا اُسے دکھایا
کوئی بتائے تو یہ زمانہ کسی کا بھی آشنا رہا ہے
حفیظ اپنا کمال تھا یہ کہ جس کے ہاتھون زوال دیکھا
فلک نے جتنا ہمین بڑھایا زیادہ اس سے گھٹا رہا ہے

وصل مین آپس کی محبت اور ہے
کچھ نہین وعدہ خلافی کا گلہ
صبح ہوتے ہی بدل جائیگی آنکھ
وعظ کہتا ہے جو میخانے کے پاس
سانس اُکھڑی سے ترے بیمار کی
حورین بھی اچھی ہین اے زاہد مگر

اس شکر رنجی مین لذت اور ہے
آپ سے ہمکو شکایت اور ہے
رات بھر اُن کی عنایت اور ہے
میکشو واعظ کی نیت اور ہے
اب کوئی دم کی مصیبت اور ہے
ان پری زادون کی صورت اور ہے

علم جوہر ہے حفیظ انسان کا
سچ ہے لیکن آدمیت اور ہے

بلا اُنکی کرے ختم کام کیا اُنکو مرے غم سے
اُٹھین وہ میری بالین سے مجھے وسواس آتا ہے
اُدھر قاتل ہمارا ہی سخت جانی سے پشیمان ہے
دبا کر سینہ زانو سے ابھی جو ذبح کرتے ہین
منا لیتے کے ہمکو بھی ہزارون ڈھنگ آتے ہین
لگا تا ہی کوئی یون طرف سے کو ہاتھ اے زاہد

جو آئے ہین ہمنشین بولین وہ مرے اہل ماتم سے
اٹکتی ہے نظر اُنکی مرے اُکھڑے اُکھڑے دم سے
ادھر کٹتا نہین سر ہم کٹے جاتے ہین اس غم سے
انھین کو دیکھنا شرمائینگے جب اہل ماتم سے
شب وعدہ اگر بیٹھے تو کوئی روٹھ کر ہم سے
وضو کرنا تجھے لازم ہے پہلے آب زمزم سے

ہمارے سامنے محفل مین غیرون سے اشارے ہون
تمہین انصاف سے کہدو یہ کیا جائیگا ہم سے

حفیظ ایسا جہان مین کون ناکام تمنا ہے
غضب ہے منہ چھپاتی ہے ہماری آرزو ہم سے

مژگان ہین غضب ابروِ خمدار کے آگے
یہ تیر برس پڑتے ہین تلوار کے آگے

خیر اس مین ہے واعظ کہ کبھی مے کی مذمت
کرنا نہ کسی رند خوش اطوار کے آگے

کہنا مری بالین پہ کہ آثار برے ہین
کرتا ہے یہ باتین کوئی بیمار کے آگے

شکوے تھے بہت اسنے شکایت تھی بہت کچھ
سب بھول گئے وصل کی شب یار کے آگے

خلوت مین جو پوچھو تو کہون دل کی حقیقت
تجھ سے نہ مرا حال سنو چار کے آگے

آئینہ ابھی دیکھ کے خود بین تو وہ ہولین
خود آئینگے پھر طالب دیدار کے آگے

قارون کا خزانہ ہو کہ حاتم کی سخاوت
سب کچھ ہے مگر کچھ نہین مے خوار کے آگے

کیا مجھکو ڈرائینگی تری تیز نگاہین
یہ آنکھ جھپک سکتی نہین تلوار کے آگے

دیوانون مین دیوانے حفیظ آپ ہین ورنہ
ہشیار سے ہشیار ہین ہشیار کے آگے

ذرا تھمتی نہین چنچل نگاہ یار کیسی ہے
کوئی دیکھے تو یہ چلتی ہوئی تلوار کیسی ہے

بتا تو صلح کی باتون مین یہ تکرار کیسی ہے
مری تقریر کیسی ہے تری گفتار کیسی ہے

مرے دل مین ظہور اسکا مری آنکھون مین نور اسکا
مگر ملتی نہین یہ حسرت دیدار کیسی ہے

مری بالین پہ کہتے ہو کوئی دم کے یہ مہمان ہین
شگون بد نہین تو اور یہ گفتار کیسی ہے

گنہ اور اسپہ یہ دو دو فرشتے میرے کاندھون پر
الہی میرے سر پہ مفت کی بیگار کیسی ہے

قیامت کا تو کیا کہنا مگر یہ تو بتا زاہد
زمانے کا پسیجے دل جس سے وہ رفتار کیسی ہے

وہ جی اُٹھا ذرا بھی تمنے جسکو پیار سے دیکھا / مسیحا ہے تمہاری آنکھ یہ بیمار کیسی ہے

مجھے ایسے سخت جان کا ذبح کرنا کھیل ہے قاتل / ذرا دیکھون تو کس بل مین تری تلوار کیسی ہے

نہ آئے تھے عیادت کو تو میرے ہمنشینون سے / کبھی پوچھا تو ہوتا حالت بیمار کیسی ہے

حفیظ اک عمر گذری خاک اُڑاتے دشت غربت مین / خبر کس کو ہوا سے کوچۂ دلدار کیسی ہے

شب وصال یہ کہتے ہین وہ سُنا کے مجھے / کسی نے لوٹ لیا اپنے گھر بلا کے مجھے

پکارتا نہین کوئی لحد پر آ کے مجھے / مرے نصیب بھی کیا سو رہے سلا کے مجھے

وہ بولے وصل کی شب آپ مین نہ پا کے مجھے / چلے گئے ہین کہان اپنے گھر بلا کے مجھے

گرا دیا ہے کچھ اس طرح اُسنے آنکھون سے / کہ دیکھتا نہین کوئی نظر اُٹھا کے مجھے

پری تھی کوئی چھلاوا تھی یا جوانی تھی / کہان یہ ہو گئی چنپت جھلک دکھا کے مجھے

تمہاری بزم مین آئے تو جام سے مجھ تک / بلا سے دیدے کوئی زہر ہی ملا کے مجھے

اُٹھا جو بزم سے اُنکی تو روک کر یہ کہا / کہو لیے چلے ہو کہان دل مین تم چھپا کے مجھے

یہ تیرے ہجر کا غم تھا وہ تیرے عشق کا داغ / گیا جو کھا کے مجھے جو مٹا مٹا کے مجھے

جہان پہ جاتے ہوئے میرے ہوش اُڑتے ہین / ترا خیال وہان لے چلا لگا کے مجھے

مجھے ہے عشق اُنھین حیرت عجیب عالم ہے / مین کھو گیا ہون اُنھین دیکھکر وہ پا کے مجھے

مری نگاہ مین پھرتی ہے میری موت کی شکل / جب آپ دیکھتے ہین تیوریان چڑھا کے مجھے

نہ دیکھو آئنہ دیکھو مرا کہا مانو / دکھاؤ غیر کو صورت نہ منہ دکھا کے مجھے

تڑپ نے دل کی یہ کہکے کوئی آتا ہے / بٹھا دیا ہے لحد مین اُٹھا اُٹھا کے مجھے

گلے لگا دے کرون پیار تیری تیغ کو مین / کہ یاد آئے کرشمے تری ادا کے مجھے

یہ میرے رونے پہ ہنستی ہی کیون مری تقدیر
وہ اپنے دلمین تو کڑھتے نہین رُلا کے مجھے

جو مٹ چکی ہے تو اب فاتحہ بھی پڑھتے جاؤ
کچھ اب ثواب بھی لو خاک مین ملا کے مجھے

حفیظ حشر مین کر ہی چکا تھا مین فریاد
کہ اُسنے ڈانٹ دیا سامنے سے آ کے مجھے

وہ بیٹھے آج جو سُننے کو داستان میری
بُرا ہو ضعف کا کھلتی نہین زبان میری

اسی پہ رہتی ہے ہر پھر کے باغبان کی نظر
غضب ہے پھولی پھلی شاخ آشیان میری

ملیگا مجھ سا ستم کش نہ کوئی میرے بعد
ابھی تو قدر نہین تجھکو آسمان میری

مین کہہ رہا ہون کہ بیتاب و بیقرار ہے دل
وہ کہہ رہے ہین اُڑائی ہین شوخیان میری

کہین نہ آنکھون سے یارب عیان ہو حسرتِ دل
نگاہین دیکھ رہا ہے وہ بدگمان میری

ترا مزاج نہین یہ تری نگاہ نہین
گھڑی گھڑی جو بدلتی رہے زبان میری

وہ آج جانچنے والے ہین جان نثارون کو
مدد خدا ہی کرے وقت امتحان میری

نہ تاب ضبط رہیگی اگر سنوگے اسے
کہ مرثیہ ہے محبت کا داستان میری

حفیظ خواب مین باتین ہوئین جو اُنسے رات
سحر سے آج طبیعت ہے شادمان میری

تری یاد گو دل مسلتی رہی
مگر کچھ طبیعت بہلتی رہی

کبھی میرے پہلو مین بھی ہونگے وہ
جو تقدیر کروٹ بدلتی رہی

نہ آیا اُسے رحم گو ایک خلق
مرے حال پر ہاتھ ملتی رہی

شبِ وصل کیا شوخی و شرم مین
بہم رات بھر چوٹ چلتی رہی

نہ بدلا مرا دل نہ اُسکی نگاہ
زمانے کی حالت بدلتی رہی

یہ پگڑی وہی ہے سرِ شیخ پر ‏— جو کل میکدے مین اچھلتی رہی

شبِ ہجر تھا کون دلسوز اور ‏— مرے ساتھ اک شمع جلتی رہی

جدائی مین کیا دل کو آتا قرار ‏— کلیجا تڑپی یا دہلتی رہی

کہے دیتی ہین تیری آنکھین حفیظ

کہین رات بھر آج ڈھلتی رہی

دیا جب جام مے ساقی نے بھر کے ‏— تو پچھتاتے بہت ہم توبہ کر کے

لپٹ جاؤ گلے سے وقت آخر ‏— کہ پھر جیتا نہین ہے کوئی مر کے

وہان سے آکے اسکی بھی پھری آنکھ ‏— وہ تیور رہی نہین اب نامہ بر کے

کوئی جب پوچھتا ہے حال دل کا ‏— تو رو دیتے ہین ہم اک آہ بھر کے

گلون سے عشق مین دے جان بلبل ‏— ارے یہ حوصلے اک مشت پر کے

خدا محفوظ رکھے اُن کی ضد سے ‏— جو کہتے ہین دکھا دیتے ہین کر کے

رہین گے خاک مین ہم کو ملا کر ‏— ترے انداز اس نیچی نظر کے

دماغ اپنا نہ کیونکر عرش پر ہو ‏— یہ سمجھو تو گدا ہین کسکے در کے

ہوئی ہے قید سے بدتر رہائی ‏— کیا آزاد اُس نے پر کتر کے

اُٹھے جاتے ہین لو دنیا سے ہم آج ‏— مٹے جاتے ہین جھگڑے عمر بھر کے

حفیظ اب نالہ و فریاد چھوڑو

کوئی دن یون بھی دیکھو صبر کر کے

جنت کی آرزو ہے نہ حورون کی چاہ ہے ‏— محشر مین بھی لمتین یہ ہماری نگاہ ہے

اب اُن سے دور دور کی کچھ رسم و راہ ہے ‏— یہ دوستی نہین ہے فقط اک نباہ ہے

صبح شب وصال ہے غصہ بھی شرم بھی
ترچھی نگاہ ہے کبھی نیچی نگاہ ہے

عاشق کی بیکسی کا تو عالم نہ پوچھیے
مجنون پہ جو گذر گئی صحرا گواہ ہے

تو یہ خدا نخواستہ وہ اور عشق غیر
میرا غلط گمان غلط اشتباہ ہے

واعظ اگر صراط کا کرنا تھا تذکرہ
پہ کیون نہ کہدیا کہ محبت کی راہ ہے

آتا ہے مجکو یاد بہت نامہ بر مرا
جب دیکھتا ہون کوئی کبوتر تباہ ہے

ہم اپنی آن مین ہین تو وہ اپنی شان مین
دو ضدیون کے بیچ مین مشکل نباہ ہے

لو دل بھی کہہ رہا ہے انھین کی سی حشر مین
خاصا یہ مدعی ہے کہ میرا گواہ ہے

مین نے کیا جو جرم کا اقرار حشر مین
رحمت پکار اٹھی یہ کوئی بیگناہ ہے

اے رہروان کوچۂ جانان جواب دو
تمکو پکارتا کوئی گم کردہ راہ ہے

بلوائین وہ تو گھٹتی ہے شان انکی اے حفیظ
جاتے ہین خود تو وضع یہان سد راہ ہے

انکی یہ ضد کہ مرے گھر مین نہ آئے کوئی
اپنی یہ ہٹ کہ مجھے خود ہی بلائے کوئی

وصل مین ہائے بگڑ کر یہ کسی کا کہنا
ہاتھ ٹوٹین جو ہمین ہاتھ لگائے کوئی

حشر مین دیکھ کے آمادۂ فریاد مجھے
کہتے ہین طنز سے اب انکو منائے کوئی

اصل او رنقل مین کیا فرق ہے کھلجائے ابھی
تیری تصویر جو یوسف سے ملائے کوئی

کیون فلک ہمکو مٹائے جو تم اتنا کہدو
غمزدون کو نہ محبت کے ستائے کوئی

انکی رگ رگ مین زمانے کی بھری ہین گھاتین
بھولی صورت پہ حسینون کی نہ جائے کوئی

ہائے جھنجھلا کے شب وصل کسی کا کہنا
نیند آتی ہے ہمین اب نہ جگائے کوئی

بتکدے مین تو یہ شکلین بھی نظر آتی ہین
شیخ کعبے مین دھرا کیا ہے کہ جائے کوئی

پارسائی مین بھی نفرت ہے رکھائی سے حفیظ
تھوڑی سی پی لین جو محبت سے پلائے کوئی

صبح کو آئے ہو نکلے شام کے
جاؤ بھی اب تم مرے کس کام کے

ہاتھا پائی سے یہی مطلب بھی تھا
کوئی منھ چومے کلائی تھام کے

تم اگر چاہو تو کچھ مشکل نہین
ڈھنگ سو ہین نامہ و پیغام کے

چھیڑ واعظ ہر گھڑی اچھی نہین
رند بھی ہین ایک اپنے نام کے

تھرتھرا اٹھیگی اسیرون کی تڑپ
اور بھی الجھین گے حلقے دام کے

محتسب چن لینے دے اک اک مجھے
دل کے ٹکڑے ہین ٹکڑے جام کے

لاکھون دھڑکے ابتدائے عشق مین
دھیان ہین آغاز مین انجام کے

مے کا فتوی تو بھی قاضی سے لون
ٹوک کر رستے مین دامن تھام کے

دور دور محتسب ہے آج کل
اب کہان وہ دور دورے جام کے

نام جب اُس کا زبان پر آگیا
رہ گیا ناصح کلیجا تھام کے

دور سے نالے مرے سنکر کہا
آگئے دشمن مرے آرام کے

ہاے وہ اب پیار کی باتین کہان
ابتو لالے ہین مجھے دشنام کے

وہ لگائین قہقہے سُن کر حفیظ
آپ نالے کیجیے دل تھام کے

زمانے کا بھروسہ کیا ابھی کچھ ہے ابھی کچھ ہے
یہی ہے رنگ دنیا کا ابھی کچھ ہے ابھی کچھ ہے

جوانی کی ہے آمد حسن کی ہر دم ترقی ہے
تری صورت کا نقشا ابھی کچھ ہے ابھی کچھ ہے

نہ آئیگا قرار اسکو نہ ممکن ہے قیام اسکو
ہمارا دل ترا وعدہ ابھی کچھ ہے ابھی کچھ ہے

کبھی تو جستجو اسکی کبھی گم آپ ہو جانا — مری وحشت مرا سودا ابھی کچھ ہے ابھی کچھ ہے
غرور حسن سے ہے سر میں خیال دلبری دل میں — دماغ انکا مزاج انکا ابھی کچھ ہے ابھی کچھ ہے
ذرا میں مہربان ہونا ذرا میں جان کے دشمن — عجب دل ہے حسینوں کا ابھی کچھ ہے ابھی کچھ ہے

تمہیں کیوں اسقدر غم ہے حفیظ اپنی تباہی کا
یہی دنیا کا ہے نقشا ابھی کچھ ہے ابھی کچھ ہے

جب سے کہ محبت ہے ہمیں ایک حسین سے — کس ناز سے کہتے ہیں اگر ہے تو ہمیں سے
ہوتے ہیں وہی پھیل کے آشوب زمانہ — اٹھتے ہیں جو فتنے ترے کوچے کی زمین سے
آئینہ اسی وقت حسینوں کو دکھائے — جب بوند پسینے کی ٹپکتی ہو جبین سے
ہم محرم اسرار محبت تمہیں سمجھیں — تم راز کی باتوں کو چھپاتے ہو ہمیں سے
غیروں سے چھپا سے مرا جھگڑا نہ چکیگا — کچھ ہوگا تو اس بات کا انصاف ہمیں سے
کیا چور ہی چھپے شب کو بھی ملتا نہیں کوئی — اس بات کو پوچھو تو کسی پردہ نشین سے

مسجد سے جو میخانے کو جاتے ہیں حفیظ آپ
یہ خاک تو سجدے کی چھڑا لیتے جبین سے

سنو جو تم سے شکایت کرے عدو میری — برا کسی کو کہوں یہ نہیں ہے خو میری
ذلیل میں جو ہوا تم بھی تو سبک ہو گئے — کہ آبرو ہے تمہاری یہ آبرو میری
زبان بند ہوئی جب وہ آئے بالین پر — کہاں پہ ختم ہوئی ہائے گفتگو میری
وہاں سے آکے کچھ ایسی سنائی قاصد نے — تڑپ کے رہ گئی سینے میں آرزو میری
کہیں تو دیر و حرم میں وہ مل ہی جائیگا — یہی تلاش یہی ہے جو جستجو میری
نگاہ اٹھتی نہیں میرے سامنے انکی — زبان کھلتی نہیں انکے روبرو میری

پکارتا ہے ترا حسن لاکھ پردون سے
چھپاے سے نہین چھپتی ہے آرزو میری

مرے بیان سے کھنچتی ہے حسن کی تصویر
حفیظ کیون نہ کرین قدر خوبرو میری

کون صورت ہی غرض مطلب کی
بات سنتے نہین وہ اس ڈھب کی

دیکھ لی ہم نے دوستی سب کی
ساری دنیا ہی اپنے مطلب کی

خوبرو اور بھی تو بزم مین ہین
کیون اُٹھین پر نگاہ ہی سب کی

اُسکے وعدے پہ کیا بندھے امید
بات بھولے جو صبح کو شب کی

دینے والا ہے ایک سائل لاکھ
پوری کیونکر ہون حاجتین سب کی

کیا ہی شرماے وہ جو مین نے کہا
آج پھیکی سے کچھ مسی لب کی

خاک میری جو تو نے کی برباد
یہ کدورت تھی اے فلک کب کی

ہم جو بولین تو خود غرض ٹھہرین
سب کہین اپنے اپنے مطلب کی

اسقدر کیون اُپج کی لین نہ حفیظ
شاعری اُنکی ہے نئے ڈھب کی

اسیری مین صبا نے جب خبر دی موسم گل کی
تڑپ کر رہ گئی کنج قفس مین جان بلبل کی

یہ باعث ہی جو مین بخت سیہ پر اپنے نازان ہون
کچھ اس سے ملتی جلتی ہی سیاہی تیری کاکل کی

کبھی تھوڑی سی پیتا ہون کبھی یونہی گذرتی ہی
یہ حالت ہی قناعت کی یہ صورت ہی توکل کی

گل و بلبل کی صحبت ہجر مین دیکھی نہین جاتی
چمن کو پھونک دیتی کاش گرمی نالۂ دل کی

جھلک ہے دختر رز کی یا ہے برق طور کا جلوہ
صدا ہے لن ترانی سے کہ ہے آواز قلقل کی

گلون کا باغ مین ہر صبح شبنم منھہ دھلاتی ہے
صبا مشاطہ بنکر زلف سلجھاتی ہی سنبل کی

ترے دیوانے زندان میں تڑپ کر مر گئے شاید
کہ راتوں کو صدا آتی نہیں زنجیر کے غل کی
دم بادہ کشی اپنی نگاہ مست دکھلا کر
مرے ساقی نے کیفیت بڑھا دی نشۂ مُل کی

محبت میں ہوئی باہم حفیظ اچھی یہ ضد پیدا
ہمیں ہے دید کا لپکا انھیں عادت تغافل کی

ہمیں حاصل بتوں کی التجا سے
جو کہنا ہے کہیں گے ہم خدا سے
انکھیوں سے کسی کا دیکھنا ہے
وہ پھر انکھیں جھکا لینا حیا سے
اثر دامن بچائیگا کہان تک
مری فریاد سے مری دعا سے
بگڑ کر وہ اُٹھے پہلو سے میرے
ہوا حاصل یہ عرض مدعا سے
کیا مجھ سے یہ پھر عذر جفا کیون
جو تم واقف نہیں رسم وفا سے
محبت میں غضب ناکامیاں ہیں
اثر بھی منہ چھپاتا ہے دعا سے
اشارہ نین یہ دشمن نے کہا کیا
جو انکھیں جھک گئیں تیری حیا سے
وہ میری حسرتون کو جانتے ہین
وہ ہین آگاہ میرے مدعا سے

حفیظ اُسکی محبت حشر کے دن
نہ کہنے دے گی کچھ تجکو خدا سے

نظر ملاتے ہی دل کا سوال کر بیٹھے
یہ لاکھ چال کی وہ ایک چال کر بیٹھے
گلہ فلک کا نہ شکوہ کسی کے ظلم کا ہے
ہم اپنے ہاتھ سے اپنا یہ حال کر بیٹھے
یہ کہہ رہا ہے سر بزم جلوۂ محبوب
یہاں جو آئے وہ دل کو سنبھال کر بیٹھے
ہم اور آپ کا شکوہ کریں خدا کی شان
حضور خیر ہے یہ کیا خیال کر بیٹھے
شب وصال تو یہ روٹھنا نہیں اچھا
ہنسی خوشی میں عبث تم ملال کر بیٹھے

بیٹھے ہی خوف پھری ہین جو نزع مین آنکھین
کہین کچھ اور نہ کوئی خیال کر بیٹھے

حفیظ پہلی ملاقات مین یہ بیتابی
کہ اُن سے آج ہی اظہار حال کر بیٹھے

ہر گھڑی غم گذشتہ کا نہ کیونکر غم رہے
آرزوئین ہین بہت دن زندگی کے کم رہے

سامنے آنکھوں کے وہ صورت جو مرتے دم رہے
کچھ خوشی ہو اپنے مرنے کی مجھے کچھ غم رہے

ہائے اس حسن و دروزہ پر حسینوں کا دماغ
کیا ہوا انکے حسن کا جو ایک ہی عالم رہے

رنجش بیجا مین ساری رات گذری وصل کی
وہ کبھی روٹھے کبھی بگڑے کبھی برہم رہے

ایک گالی جس نے دی چار اُسکے بوسے لیلیے
چھیڑ مین کیا ان حسینوں سے کبھی ہم کم رہے

دونون گھر اچھے ہین زاہد اپنی اپنی ہے پسند
تو رہا کعبے مین جاکر بتکدے مین ہم رہے

دوست ہون شیخ و برہمن کا عجب کیا بعد مرگ
بتکدے مین غم تو کعبے مین مرا ماتم رہے

حسرت دیدار مرنے پر بھی مٹنے نہ پائے
انتظار اُسکا رہے آنکھون مین جب تک دم رہے

نیند مین اکثر ہمارے جاگ اُٹھے ہین نصیب
خواب مین اکثر ترے پہلو مین شب بھر ہم رہے

مین نے اپنی جان دیدی اے فلک جسکے لیے
کوئی دن تو اُس کی محفل مین مرا ماتم رہے

اب وہ دل ہی ہے نہ وہ مشق سخن اپنی حفیظ
لکھنؤ کے چھوٹ جانے سے یہ چرچے کم رہے

اب اتنے ظالمون مین کیا بچیگی جان بسمل کی
مژہ قاتل نگہ قاتل ادا قاتل ہے قاتل کی

جدھر وہ ہین اُسی جانب نظر ہے اہل محفل کی
جبھی تو بدگمانی بڑھتی جاتی ہے مرے دل کی

جلا کر مجکو اُٹھے جب وہ دم بھر کے لیے آئے
جلانیوالے دل سے کیا بجھائینگے لگی دل کی

کلیجے سے لگا رکھون نہ کیونکر داغ حسرت کو
بہت کچھ کھو کے الفت مین یہ دولت مین نے حاصل کی

مجھے غش میں بھی اُن کی ہوا تمکو نہ دینی تھی — بھڑک اُٹھی نہ آخر آتشِ حسرت مرے دل کی
شبِ فرقت ہمارے گھر بڑے سامان سے آئی — جلو میں اپنے لائی ہے سیاسی چاہِ بابل کی
شبِ وصل آ کے میرے پاس کیا خاموش بیٹھے ہو — کچھ اپنے دل کی کہتے ہو نہ سنتے ہو مرے دل کی
ترقی ان بتوں کے حسن کی چودہ برس تک ہے — بگڑ جاتی ہے صورت ایک شب میں ماہِ کامل کی
کسی کے جھوٹ سچ کا حشر کے دن فیصلہ ہوگا — خدا کے سامنے ہوگی صفائی حق و باطل کی
کبھی کہتی نہیں اُس نے کسی دلسوز کا قصہ — زبان ہے ہاتھ بھر کی دیکھنے کو شمعِ محفل کی

حفیظ افسردہ خاطر ہوں غزل کیونکر شگفتہ ہو
یہ نالے ہیں مرے دل کے یہ آہیں ہیں بجھے دل کی

جب تک کہ طبیعت سے طبیعت نہیں ملتی — ہوں پیار کی باتیں بھی تو لذت نہیں ملتی
آرام گھڑی بھر کسی کروٹ نہیں ملتا — راحت کسی پہلو شبِ فرقت نہیں ملتی
جبتک وہ کھنچے بیٹھے ہیں دل اُنسے رکا ہے — جب تک نہیں ملتے وہ طبیعت نہیں ملتی
جیتے ہیں تو ہوتی ہے اُن آنکھوں سے ندامت — مرتے ہیں تو اس لب سے اجازت نہیں ملتی
اس ہد پہ نازاں نہو زاہد سے یہ کہدو — تسبیح پھرانے ہی سے جنت نہیں ملتی
کیا ڈھونڈھتے ہیں گورِ غریباں میں وہ آکر — کس کشتۂ رفتار کی تربت نہیں ملتی

کس طرح مرے گھر وہ حفیظ آئیں کہ اُنکو
غیروں کی مدارات سے فرصت نہیں ملتی

اُسکو آزادی نہ ملنے کا ہمیں مقدور ہے — ہم ادھر مجبور ہیں اور وہ اُدھر مجبور ہے
شب کو چھپکر آئیے آنا اگر منظور ہے — آپ کے گھر سے ہمارا گھر ہی کتنی دور ہے
لاکھ منت کی مگر اک بات بھی منھ سے نہ کی — آپکی تصویر بھی کتنی بڑی مغرور ہے

اس اندھیری رات مین اے شیخ پہچانیگا کون
بند ہے مسجد کا در تو میکدہ کیا دور ہے

ایک رشک غیر کا صدمہ تو اُٹھ سکتا نہین
اور جو فرمائیے سب کچھ ہمین منظور ہے

مرگیا دشمن تو اُس کا سوگ تم کو کیا ضرور
کون سی یہ رسم ہے یہ کون سا دستور ہے

زاہد اس امید پر ملنا حسینون سے نہ چھوڑ
خلد مین نادان تیرے ہی لیے کیا حور ہے

حشر کے دن کیا کہین گے یہ اگر آیا خیال
شکوہ کرنا یار کا پاس وفا سے دور ہے

کچھ حفیظ ایسا نہین جس سے کہ تم واقف نہو
آدمی وہ تو بہت معروف ہے مشہور ہے

گو یہ رکھتی نہین انسان کی حالت اچھی
پھر بھی سو کام سے دنیا کے محبت اچھی

کیا وہ اچھا ہے اگر صرف ہو صورت اچھی
صورت اچھی جو خدا دے تو ہو سیرت اچھی

وصل مین یہ جو ہون بیباک تو نکلے مطلب
ایسے موقع پہ حسینون کی شرارت اچھی

جسمین شوخی نہ شرارت نہ کرشمہ نہ ادا
ایسے معشوق سے مٹی کی ہے مورت اچھی

دوست انکا جو ہے برباد تو دشمن ہو خراب
لطف اچھا نہ حسینون کی عداوت اچھی

شکوہ وہ خوب ہے جس سے ہو لگاوٹ ظاہر
شکر کا جسمین ہو پہلو وہ شکایت اچھی

نہ ہوئی قدر معقد کی برائی سے حفیظ
کیا ہوا آپ نے پائی جو طبیعت اچھی

ختم ہے اک نگہ ناز پہ قیمت دل کی
اب اگر لین نہ حسین مول تو قسمت دل کی

کنگھی چوٹی مین شب وصل کٹی جاتی ہے
آج بھی دل مین رہی جاتی ہے حسرت دل کی

بیوفائی ہے وہی ہٹ ہے وہی ضد ہے وہی
ملتی جلتی تری عادت سے ہے عادت دل کی

مدتون تیری نگاہون مین رہا ہے ظالم
کچھ تو ہوگی تری آنکھون مین مروت دل کی

آبنی جی پہ مگر راہ وفا سے نہ ٹلا
اُف رے پامردی دل واہ رے ہمت دل کی

جان کر نقش قدم کوئی مٹا دے نہ کہین
اُنکے کوچے مین بنا آئے ہین تربت دل کی

آپ سے اپنا بھرم تمکو نہ کھونا تھا حفیظ
ان حسینون سے نہ کرنا تھا شکایت دل کی

وہ ہمکنار ہے جام شراب ہاتھ مین ہے
بغل مین چاند ہے اور آفتاب ہاتھ مین ہے

پلا کے پیر کو ساغر جوان بناتا ہے
مزہ ہے پیر مغان کے شباب ہاتھ مین ہے

بر آئی آج مرے دل کی آرزو صد شکر
کہ دامن آپ کا روز حساب ہاتھ مین ہے

یہ آسے کسکے قدم دست موج سے دریا
لیے ہوے جو کلاہ حباب ہاتھ مین ہے

عرق وصال مین پونچھا ہے گل سے گالون کا
یہی ہے وجہ کہ ٹوٹے گلاب ہاتھ مین ہے

بن آئی ہے مرے دست ہوس کی وصل کی شب
حنا لگا کے جو وہ مست خواب ہاتھ مین ہے

ہوا سے تیز وہ آتا ہے نامہ بر میرا
نیاز نامے کا میرے جواب ہاتھ مین ہے

کھلے ہین گل گل عارض کے وصف مین سر دست
قلم مرا ہے کہ شاخ گلاب ہاتھ مین ہے

حفیظ آپ کا دیوان یہ ہوا مقبول
کہ جس کو دیکھو لیے یہ کتاب ہاتھ مین ہے

بسر کرنے نہ پایا عیش کے دن شادمانی سے
محبت نے سلوک اچھا کیا میری جوانی سے

قفس خود ہاتھ مین لیکر چمن مین لے اُڑ جاتا ہے
بہت صیاد خوش رہتا ہے میری خوش بیانی سے

عدو کا چھیڑتے ہین ذکر میرا جی جلانے کو
اُچٹ جاتی ہے اُنکی نیند جب میری کہانی سے

کمال عشق نے پیدا کیا یہ رنگ حسن آخر
نزاکت اُنکی شرماتی ہے میری ناتوانی سے

ترس اُنکو کسی کے حال پر آیا نہ آئے گا
نہ باز آئے نہ باز آئینگے وہ ایذا رسانی سے

حسین بات اسکی سنتے ہین نہ ساقی مے پلاتا ہے
جو سچ پوچھو تو موت اچھی ہے مفلس کی جوانی سے

خیالی شکل آنکھون مین پھری آواز سنتے ہی
مرا مطلب نکل آیا تمہاری لنترانی سے

بڑھا کر ولولے بیچین کرنا سیکھ لے کوئی
مرے دلکی امنگون تری اٹھتی جوانی سے

حفیظ اکثر غزل کہنے کی کرتا ہے وہ فرمایش
ہماری شاعری ہے اک حسین کی قدردانی سے

عرصۂ حشر مین نہ سر یاد تری کیا کرتے
مجمع عام مین کیون کہتے رسوا کرتے

ملتے تم غیر سے اور ہم اسے دیکھا کرتے
چھوڑ دیتے نہ اگر شہر تو پھر کیا کرتے

ہائے تسکین پہ کوئی ایسا مین گیا گذرا تھا
کہ مرے سامنے وہ غیر کا چرچا کرتے

ہم بھی کیا چاہنے والون مین گنے جاتے ہین
چار مین بیٹھ کے ہم آپ کا شکوا کرتے

اپنی محرومی قسمت سے کچھ آگاہ نہ تھے
ورنہ ہم آپ سے ملنے کی تمنا کرتے

مختصر وصل کی شب اور وہ کچھ اتنی ضد ہین
غنچہ چین کرتے کہ اظہار تمنا کرتے

غیر سے خود ہی ملے جاتے یہی آن رہی
کہین معشوق یہ ذلت ہین گوارا کرتے

ہائے ہنسکر شب وعدہ وہ کسی کا کہنا
آج بھی ہم جو نہ آتے تو کہو کیا کرتے

دیکھئے دست حنائی سے مرے دل کی تڑپ
کاش یون ہی وہ کلیجا مرا ٹھنڈا کرتے

حشر کے روز بھی تکرار پہ آمادہ ہین
آچکے دن بھی نہین خوف خدا کا کرتے

کس مقدر پہ کرون خواہش وصل اُنسے حفیظ
شرم آتی ہے مجھے کوئی تمنا کرتے

یہی مسئلہ ہے جو زاہدو تو نے مجھے کچھ اس مین کلام ہے
وہی شے حلال ہے خلد مین وہی میکدے مین حرام ہے

مری آنکھ مین جو سما گیا مرے دل مین جسکا مقام ہے

ابھی مجھ سے ہے وہ الگ تھلگ نہ پیام ہے نہ سلام ہے

یہی کہنا اُس سے پیامبر کہ بس آخری یہ پیام ہے

جو ذرا بھی جانے مین دیر کی تو کسی کا کام تمام ہے

کبھی قطع کی مری گفتگو کبھی کہدیا مجھے کیا ہے تو

یہ بتا تو او بت جنگجو کوئی یہ بھی طرز کلام ہے

کوئی ذکر غیر کا یہ نہ تھا جسے آپ سُن کے ہوے خفا

مجھے اپنے بخت سے ہے گلہ مجھے اپنے دل سے کلام ہے

جو چلا تو بزم سرور مین جو رہا تو عالم نور مین

مرے دل مین کیف مدام ہے مرے سر مین گردش جام ہے

وہی شکوہ تجھکو رقیب کا وہی رونا اپنے نصیب کا

یہ بتا تو او دل مبتلا تجھے اور بھی کوئی کام ہے

مرا نام لے کے نہ کوسیے یہ کہا تو ہنسکے وہ بول اُٹھے

مجھے کیا خبر تھی زمانے مین فقط آپ ہی کا یہ نام ہے

مجھے کفر و دین سے غرض نہین کہ مین ایک بندۂ عشق ہون

کوئی شیخ ہو کہ ہو برہمن مرا دو رہی سے سلام ہے

وہی آسمان ہے وہی زمین مگر آنکھ اُسکی جو پھر گئی

نہ وہ دن ہے اب نہ وہ رات ہے نہ وہ صبح ہے نہ وہ شام ہے

بہت اور ماہر فن ہین یون بہت اور اہل سخن ہین یون

مل آگیا جو پسند انھین وہ حفیظ ہی کا کلام ہے

دنیا مری نگاہ مین صحرائے یاس ہے
تا اون کو بھی کسی کی نزاکت کا پاس ہے

جسدن سے جی اداس ہو عالم اداس ہے
اے صبر المدد فقط اب تیری آس ہے

گھیرے ہی مجھکو نزع مین اک دوسرا خیال
وہ جانتے ہین موت سے اسکو ہراس ہے

شکوؤن کا یہ جواب ہے اچھا وہین سہی
ہمکو قسم کا پاس نہ وعدے کا پاس ہے

چھایا ہے بزم مین مری افسردگی کا رنگ
کہتے ہین لوگ آجکی صحبت اداس ہے

دنیا مین جس کے درد کی کوئی دوا نہ ہو
ایسے مریض کے لیے مرنا ہی راس ہے

کیونکر ہو ختم لذت بیداد کا بیان
آخر مرے دہن مین زبان سپاس ہے

فرقت ہی اک سزا ہے محبت کے جرم کی
انصاف چاہتا ہون کہ تو حق شناس ہے

بڑھتا ہے اور آکے یہان اختلاج قلب
کیونکر کہین ہوا ترے کوچے کی راس ہے

اُس بزم مین ہزار اداؤن کا سامنا
لے دیکھے ایک دل ہی یہان اپنے پاس ہے

اک مشغلہ ہے ہجر مین آہون کا کھینچنا
قسمت کو رو رہا ہون اثر سے تو یاس ہے

آیا جو مین تو بیٹھو نہ منھ پھیر کر ادھر
دیکھو ادھر تمھین سے مری التماس ہے

بس مختصر یہ ہے مری حسرت کی داستان
جبتک کہ سانس ہو ترے ملنے کی آس ہے

اس نظم کو حفیظ تغزل سے بحث کیا
تیرے کلام مین تو فقط درد و یاس ہے

محشر کی باز پرس سے جی بے ہراس ہے
مجھ روسیاہ کو تری رحمت کی آس ہے

غربت مین بیکسی کا سمان آس پاس ہے
اے موت لے خبر کہ بہت جی اداس ہے

امید وہ عدو کی جو پوری ہی ہو رہے
بندھکر جو ٹوٹ جائے ہماری وہ آس ہے

ساغر پہ ہے وہ روپ نہ وہ مے کی تاب
ساقی جو اٹھ گیا ہے تو محفل اداس ہے

دیکھا تو رنگ و بو کا یونہین سا ہی کچھ بناؤ
غنچے کی کچھ گرہ مین نہ کچھ گل کے پاس ہے

اچھی نہو تو خم بھی چڑھا کر نہ سیر ہون
جو کھی اگر ملے تو بہت اک گلاس ہے

اک چھیڑ سے ہے یہ مرے کڑھانے کی واسطے
بشاش ہو کے پوچھتا تو کیون اداس ہے

مضمون جو چست ہو کے بندھے غیر کا نہین
ٹھیک آ گئے جسم پر تو وہ اپنا لباس ہے

جنس وفا خرید کے نازان ہے بوالہوس
اسکی خبر نہین کہ وہ جوہر شناس ہے

جام جہان نما ہے کہ ساغر ہی سامنے
دنیا کی سلطنت ہے کہ مے اپنے پاس ہے

جتنے حسین حفیظ ہین پتلے طمع کے ہین
یہ آشنا اسی کے ہین زر جسکے پاس ہے

تری جس مین حسرت ہو وہ دل یہی ہے
ارے پیار کرنے کے قابل یہی ہے

تڑپ مین جو بجلی سے ہے وہ دل یہی ہے
لٹا دے جو قاتل کو بسمل یہی ہے

محبت مین ہر کام آسان سے ہے لیکن
جسے صبر کہتے ہین مشکل یہی ہے

ذرا غور سے غیر کی شکل دیکھو
تمہین پیار کرنے کے قابل یہی ہے

تری سادگی کی پھبن جان لے گی
کہ ہم وضعدارون کی قاتل یہی ہے

محبت کی ہے انتہا جی سے جانا
جہان لٹ کے پہونچین وہ منزل یہی ہے

تری بزم کا لطف جنت مین تو یہ
وہ محفل وہی ہے یہ محفل یہی ہے

پشیمان ہوے جھوٹے وعدون سے کسدن
مکر جاتے ہین آپ مشکل یہی ہے

ستایا ہوا چوٹ کھایا ہوا دل
اگر ڈھونڈھتے ہو تو وہ دل یہی ہے

کہان تو کہان یہ رقیبون کا جمگھٹ
وہ اگلی سی تہذیب محفل یہی ہے

گرہ دے لی آنچل مین کرتے ہی وعدہ	ادا یا ورکھنے کے قابل یہی ہے

حفیظ اب اسے کوئی پوچھے نہ پوچھے
حسین جسکے گاہک تھے وہ دل یہی ہے

دن رات بھگوئین دامن کو اور اشکون سے کیا ہوتا ہے
ہر شام و سحر شبنم کی طرح بیکار ہمارا رونا ہے
باتین جو بڑھین کر بیٹھین گے اقرار عدو سے ملنے کا
اب چھیڑنا انکو گویا اپنے حق مین کانٹے بونا ہے
سب بھولے تھے وہ چمن ہی تک جسدن سے چمن چھوٹا ہمسے
سب نغمہ سرائی بھول گئی یاد ایک قفس کا کونا ہے
صرف آب وضو سے دل کی سیاہی دور نہو گی اے زاہد
کچھ آنکھون سے بھی اشک بہا یہ داغ جو تجھکو دھونا ہے
اک مدت پر تو آئے ہو کچھ اپنی کہو کچھ میری سنو
سونے کو ساری رات پڑی ہے شام ہی سے کیا سونا ہے
مجھ سے کچھ احباب نہ پوچھین حاصل اُس کی محبت کا
یون سمجھین اک شور زمین مین تخم وفا کا بونا ہے
برپا ہو گی بزم طرب دن رات وہان تو اور یہان
تنہا بیٹھے آٹھ پہر بس آٹھ آٹھ آنسو رونا ہے
ناصح مجھکو تو ہی بتا دے اور حضر اب کیا ہوگا
اک دل تھا اُسکو کھو ہی چکے اک جان ہے وہ بھی کھونا ہے

آجاے جہان کچھ ذکر مرا کیون وہ نہ وہان سے اُٹھ جائین
کس طرح مخاطب ہو کے سنین بدنام اُنھین کیا ہونا ہے
یہ حسن و جوانی جب تک ہے مل اپنے چاہنے والے سے
نادان یہ ہے بہتا دریا تو دھو لے ہاتھ جو دھونا ہے
کیا تم مین دھرا ہے جسکے لیے سب اپنے پرائے چھوڑ دین وہ
جو چاہتے تم ہو حفیظ کبھی ممکن نہین ایسا ہونا ہے

ہر شب جو مشورے ہین یہی پاسبان سے
وہ منفعل ہوے ہین مرے امتحان سے
اُٹھنا نہ مجھے قبول ترے آستان سے
آئندہ کیا ہو اسکی ہے اللہ کو خبر
لب بند ہو گئے جو ہوا اُن کا سامنا
ناصح نگاہ کم سے ہمین دیکھتا ہی کیون
اچھا ہے سوے غیر نہ اُن کا خیال ہو
اُسکی گلی سے مجکو اُٹھانا تھا بعد مرگ
جسکو کچھ آ گیا ترے وعدے کا اعتبار
دشمن کی دوستی کا بھروسا ہے آپ کو
دشوار کیا تھا ناقۂ لیلے کا روکنا
اکثر ہوا اُسی کا محبت مین سامنا
دروازہ بند کر کے کوئی گھر مین سو رہا

کیا ہو اگر وہ سُن لین کہین اپنے کان سے
اے صبر تیرا شکر کرون کس زبان سے
لیکن دماغ بحث کہان پاسبان سے
ابتک تو بندھ گئی ہے بڑی آن بان سے
نکلی نہ کوئی بات ہماری زبان سے
واقف مگر ہوا نہ محبت کی شان سے
فرصت کبھی ملے نہ مرے امتحان سے
شکوہ اسیقدر ہے نہ مجھے پاسبان سے
یہ جان وہ غریب گیا اپنی جان سے
امید رحم کی ہے مجھے آسمان سے
روتا لپٹ کے قیس ذرا ساربان سے
کوسون جو بات دور تھی اپنے گمان سے
اُلجھا تمام رات کوئی پاسبان سے

برسون لگی رہی ہے وہان میکشون کی بھیڑ
مے ہم نے چار روز بھی پی جس دکان سے

دیکھون اُسے جو روح سے اُٹھے حجاب جسم
پردہ یہ کاش دور بھی ہو درمیان سے

اس ہائی ستم کو جلا کر کیا نہ خاک
اے آہ تو بھی مل ہی گئی آسمان سے

باتون مین آگیا جو کسی کی وفا کا ذکر
کہتے ہین ہمکو چڑھ ہے اسی داستان سے

تم ہاتھ رکھ کے دیکھ نہ لو اضطراب دل
کچھ اور ہم کہین گے نہ اپنی زبان سے

انصاف اے حفیظ زمانے کے ہاتھ سے
اپنی ثنا نہ چاہیے اپنی زبان سے

صدمے جو کچھ ہون دل پہ سہیے
پوچھے بھی کوئی تو چپ ہی رہیے

بے صبر ہی کہکے رک گئے کیون
کہیے کہیے کچھ اور کہیے

آخر کب تک یہ بے نیازی
انصاف سے آپ ہی نہ کہیے

مر ہی جانے کی بات ہے یہ
میرے لیے آپ ظلم سہیے

آنکھون مین غرور ہے کسی کا
کس طرح کسی سے دب کے رہیے

سننے کی جو بات ہو وہ سُنیے
کہنے کی جو بات ہو وہ کہیے

رونے کو پڑی ہے عمر ساری
چھالون کی طرح نہ پھوٹ بہیے

سنیے جو حفیظ کی مصیبت
رو دیجیے آپ مین نہ رہیے

ہائے اب کون لگی دل کی بجھانے آئے
جن سے امید تھی اور آگ لگانے آئے

دردمندون کی یہ تہین کرتے ہین ہمدردی لوگ
خوب ہنس ہنس کے ہمین آپ رُلانے آئے

خط مین لکھتے ہین کہ فرصت نہین آنے کی ہمین
اسکا مطلب تو یہ ہے کوئی منانے آئے

آنکھ نیچی نہ ہوئی بزم عدو مین جاکر
یہ ڈھٹائی کہ نظر ہم سے ملانے آئے

طعنے بے صبریون کے ہائے تشنگی کے عوض
اور دکھتے ہوئے دل کو وہ دکھانے آئے

اور تو سب کے لیے ہے تری محفل مین جگہ
ہم جو بیٹھین ابھی دربان اٹھانے آئے

چٹکیان لینے کو پہلو مین رہا ایک نہ ایک
تو نہین تو ترے ارمان ستانے آئے

بیکسی کا تو جلا دل مری تربت پہ حفیظ
کیا ہوا وہ نہ اگر شمع جلانے آئے

مرے عیبون کی اصلاحین ہوا کین بحث دشمن سے
لیا ہے راہبر کا کام اکثر مین نے رہزن سے

وہ موتی ہون جو کھو جاتا ہی ساحل ہی مین سمندر کے
وہ دانہ ہون بکھر کے دور ہوتا ہے جو خرمن سے

فضا صحرا کی آنکھون سے جو دیکھے ہین وہ کہدینگے
گل خودرو کا عالم کم نہین گلہائے گلشن سے

کسیکی دوستی یون خاک مین کوئی ملاتا ہی
مرے بارے مین تم اور مشورے لیتے ہو دشمن سے

تماشا دیکھیے محشر مین قاتل مجھ سے لڑتا ہے
کہ اپنے خون کا دھبا چھڑا دے میرے دامن سے

زمین سے آسمان تک چھا رہی جو یہ اداسی ہے
بگولہ کوئی اٹھا ہے کسی بیکس کے مدفن سے

قریب در پہونچکر یون غش آنیکا سبب آخر
یہ ممکن ہے جھلک اسکی نظر آئی ہو چلمن سے

ہر آفت سے چمن محفوظ ہے اب تو یہ سنتا ہون
عداوت برق و صرصر کو تھی میرے ہی نشیمن سے

غرض کیا بحث و حجت سے ہمارا تو یہ مشرب ہے
جہانتک ہو کنارے ہی رہے شیخ و برہمن سے

حفیظ اسکو سمجھ لے خوب ہین یہ کام کی باتین
اگر رفعت طلب ہے جھک کے مل ہر دوست دشمن سے

داور حشر سے کیا ہوگی شکایت ان کی
منہ پر اک مہر لگا دے گی محبت ان کی

آئے گی اپنی زبان پر نہ شکایت ان کی
وہ برا ہم کو جو کہتے ہین عنایت ان کی

سامنے آنکھ کے کل تک رہی صورت انکی ✦ آج اک داغ کلیجے کا ہے حسرت اُن کی

خواہش خلد کرون اُنکی گلی مین رہ کر ✦ حُور کا وصف سنون دیکھ کے صورت اُن کی

بات کی بات مین برہم وہ ہوے جاتے ہین ✦ آنکھ کی طرح بدلتی ہے طبیعت اُن کی

تو نے اے دوست گرایا ہے جنھین نظرون سے ✦ دیکھی جاتی نہین دشمن سے مصیبت اُن کی

کل جو کھاتے تھے ہوا باغ کی ہر شام و سحر ✦ آج وہ پھول کو محتاج ہے تربت اُن کی

توڑ کر پانون جو بیٹھے ہین ترے کوچے مین ✦ بعد تحقیق کے ثابت ہوئی لعنت اُن کی

وہ مکدر ہین مٹے جاتے ہین ہم اس غم سے ✦ خاک مین ہمکو ملاتی ہے کدورت اُن کی

دوست اُن کا ہے گلہ کیجیے کیا دشمن کا ✦ یہ بھی اک طرح کی ہوتی ہے شکایت اُن کی

جسم و جان مین جو پڑے پھوٹ تو کچھ تو نہین ✦ ایک ہی تفرقہ پرداز ہے فرقت اُن کی

چھایا آنکھون مین اندھیرا یہ بھر آئے آنسو ✦ ہاے صورت بھی نہ دیکھی دم رخصت اُن کی

داور حشر تو اُلٹا ہی مرا کر انصاف ✦ مجکو منظور ہے ہر طرح رعایت اُن کی

پھر تو جو کچھ کہے ناصح وہی منظور ہمین ✦ پہلے ہان ایک نظر دیکھلے صورت اُن کی

دل کے مٹنے کا نہین غم مگر افسوس یہ ہے ✦ ساتھ ہی اسکے مٹی جاتی ہے حسرت اُن کی

سامنے آنکھ کے کرنا ہے بُرائی ہمون کی ✦ مجھ سے احباب جو کرتے ہین شکایت اُن کی

دھیان آیا جو کبھی ترک وفا کا دل مین ✦ کیسی آزردہ ہوئی مجھسے محبت اُن کی

جان دینا تو جدائی مین بہت آسان ہے ✦ فکر اتنی ہے کہ یہ شے ہے امانت اُن کی

کچھ صلہ مل ہی رہیگا کسی خدمت کا حفیظ
اور کچھ روز کیے جاؤ اطاعت اُن کی

ٹپکون سر اسقدر کہ جبین خون چکان رہے ✦ چھوٹے جو در کسی کا تو یاد آستان رہے

سینے مین دل رہے نہ دہن مین زبان رہے
ایسا جو ہو تو راز محبت نہان رہے

یون مجکو آزما کے نہ تیرا بھرم کھلے
اپنا بھی کچھ خیال دم امتحان رہے

کوثر کی مجکو آج پلائی ہے خوب سی
واعظ خدا کرے تری اونچی دکان رہے

دربان کے ہو وہ زیر قدم واہ رے نصیب
میری جبین سے دور ترا آستان رہے

کیا تیرے دور مین یہی انصاف ہے فلک
اسکی گلی مین ہم نہ رہین پاسبان رہے

پست و بلند دہر کی یون ہم نے سیر کی
بن کر کہین زمین کہین آسمان رہے

بچھڑے ہوؤن کو راحت منزل کہان نصیب
ہم تو تمام عمر پس کاروان رہے

کچھ چہچہون کا لطف اٹھاؤن بہار مین
چھایا ہوا گلون سے اگر آشیان رہے

رونق ہے میکدے کی اسی دم قدم کے ساتھ
جب تک کہ دور جام ہے پیر مغان رہے

چھانٹون گا شاخ وہ جو چمن بھر کی جان ہو
اونچا ہر آشیان سے مرا آشیان رہے

تقلید لکھنؤ کی جو کرتا ہون اے حفیظ
غیرت پکارتی ہے کہ اپنی زبان رہے

طاقت ضبط نہ یارائے شکیبائی ہے
نالے رکتے نہین وہ چوٹ کڑی کھائی ہے

آزمالون کوئی دن دیر و حرم مین قسمت
پھر یہ سر اور کسی در کی جبین سائی ہے

جان جاتی ہے کہ رخصت ہے جوانی کی بہار
جو کلی جان چمن تھی وہی مرجھائی ہے

چھیڑنے سے چھیڑ تو دون تذکرہ غیر مگر
یہ سنے کون کہ شامت تو نہین آئی ہے

قبر مین بحث کو موجود نکیرین ہوے
گھر لڑائی کا مگر گوشۂ تنہائی ہے

ٹر گئی جان سی ہر پھول مین گلدستون کے
آپ آئے ہین مرے گھر کہ بہار آئی ہے

اسکی کیفیتین دنیا سے نرالی دیکھین
دونون عالم سے الگ عالم تنہائی ہے

یاس ہے موت کے آنے سے شب غم پھر بھی | مردنی شام ہی سے منھ پہ مرے چھائی ہے

قاصد آیا جو وہان سے تو ہوئی عید حفیظ
آج برسون مین مرے لب پہ ہنسی آئی ہے

جس روز درد دل مین ذرا بھی کمی ہوئی | کہنا پڑے گا آج ہے جی پر بنی ہوئی
کنٹر مین دیکھتا ہون ابھی کچھ بچی ہوئی | ساقی پلا پھر آئی گھٹا جھومتی ہوئی
او آگیا قریب زمانہ وصال کا | آثار موت دیکھ کے جی کو خوشی ہوئی
کس در کا جبہ سا ہون کہان ٹک گئی جبین | مقبول وہ جہان جو مری بندگی ہوئی
اُنکے گلے کے ہار کی اللہ رے لپٹ | خوشبو سے آستین ہے ابتک بسی ہوئی
رکھا ہے یون بھی ہاے کسی نے کسیکا سوگ | کھولی گئی نہ آپ سے چوٹی گندھی ہوئی
اللہ رے مریض محبت کی بیکسی | بالین پہ ایک شمع ہے وہ بھی بجھی ہوئی
اس کے سوا نہ تھی کوئی صورت نباہ کی | یہ ترک دوستی نہ ہوئی دوستی ہوئی
دون گا دعائین چھوٹے مقدر کو عمر بھر | پوری کوئی مراد اگر جیتے جی ہوئی
سنتے ہین پوچھکر وہ پرائے دلون کا درد | کہدے گا اب کوئی مرے دل کی لگی ہوئی
آنکھ اُٹھ گئی جدھر وہ تڑپنے لگا غریب | یہ چوٹ تو غضب ہے کسیکی بندھی ہوئی
پہلے یہ سوچ لو تو کرو چار مین سباک | اتنی یہ آبرو ہے تمہاری ہی دی ہوئی
چھیڑا کہ دشمنون کا مکدر ہوا مزاج | رہنے دو میرے دلمین کدورت بنی ہوئی

کمبخت دم کے ساتھ بھی نکلی نہ اے حفیظ
وہ پھانس تھی ہمارے جگر مین چبھی ہوئی

کچھ کم نہین تلوار سے دنیا مین ہنر بھی | پڑتی ہے مصیبت تو یہ ہوتا ہے سپر بھی

ڈوبے ہوئے پسینے مین پریشان ہے نظر بھی
آتے ہو کہان سے کہ دھڑکتا ہے جگر بھی

ہے ایک ہی شاطر تری دزدیدہ نظر بھی
کب دل کو اُچک لیتی ہے ہوتی ہی خبر بھی

کیا تاڑ نہ لے گا کوئی پہچان نہ لے گا
چھپتی ہے کہا چھپائے سے محبت کی نظر بھی

واعظ ہے کہے دوزخ و جنت کی حقیقت
رکھتا ہے کوئی عالم بالا کی خبر بھی

کینہ نہ مٹا تیر مرے دل پہ لگا کر
پھر دیکھیے بیدرد نے تاکا ہے جگر بھی

واعظ تری باتین بھی عجب بے سروپا ہین
جس چیز کی تعریف اُسی شے سے خبر بھی

ہمت مرے نالون کی کہین مجھسے بڑھی ہے
کہتے ہین کہ کچھ دور نہین باب اثر بھی

یاد اُنکی ہمین ہے تو اُنھین دھیان ہمارا
تاثیر محبت مین ادھر بھی ہے ادھر بھی

تاثیر مین ڈوبے ہین اثر مین بھی بھرے ہین
لیکن مرے نالون کا وہانتک ہو گذر بھی

کچھ ضعف نے کچھ یاس نے مایوس کیا ہے
اُٹھتی نہین گردن کی طرح آج نظر بھی

گذری جو ہے اک عمر مری قید قفس مین
کیا خواہش پرواز کہ کھلتے نہین پر بھی

تاثیر سے کیون یاس ہو آہین جو رسا ہون
پھولین جو شجر ہوتی ہے امید ثمر بھی

اُس بزم مین آتے ہی یہ واعظ نے صدا دی
اے ساقی توبہ شکن اک جام ادھر بھی

کوچ اپنا ہوا صبح کو وہ شام کو نکھرے
رکھا نہ گیا سوگ مرا آٹھ پہر بھی

محفل مین تو سب دیکھنے والے ہین اُنھین کے
دیکھو تو کسی سے وہ ملاتے ہین نظر بھی

جو داغ معاصی ہے وہ رحمت کی سند ہے
جنت کا قبالہ ہے مرا دامن تر بھی

جب آئے عیادت کو تو ایسی ہی سنائی
کبتک کوئی دوڑا کرے ظالم کہین مر بھی

کمبخت حفیظ آ گئی یہ تجھ مین برائی
کہتے ہین کہ ہوگا کہین ایسون کا گذر بھی

اچھا نہین ہے روز کا قول و قرار بھی
یہ کیون کہ اک مرض ہے غم انتظار بھی

اُس کوچے کی زمین پہ ذرا بیٹھنے تو پائین
ہم کیا کہ پھر اُٹھے نہ ہمارا غبار بھی

دنیا ہے جسکا نام ہے اک خانۂ طلسم
دیوانے ہو رہے ہین یہان ہوشیار بھی

اُٹھتی نہین ہے آنکھ بھی اب سوے در کبھی
مایوس ہو گئی نگہ انتظار بھی

ٹکڑے ہے ہر ایک گل کا گریبان دیکھیے
دیوانی ہو رہی ہے چمن مین بہار بھی

بدلا یہ رنگ بزم کا ساقی کے اُٹھتے ہی
بے کیف ہو رہی ہے مے خوشگوار بھی

کوچے مین آپکے ہے کس افسردہ دل کی قبر
ٹھنڈا پڑا ہوا ہے چراغ مزار بھی

آنسو کہان یہ غم سے لہو خشک ہو گیا
کانٹا ہین سوکھ کر مژۂ اشکبار بھی

رغبت دلا نہ ترک وطن کی پھر اے جنون
بھولی نہین ابھی خلش نوک خار بھی

اُن کا جگر سراہیے جو توڑتے ہین دل
ہم سے تو ٹوٹتا نہین اشکون کا تار بھی

احسان اُس مژہ کا کہ جسنے ہین دُکھ ائے
صحرا ہین ہمسے نوک کی لیتے ہین خار بھی

کہتے ہین بڑھ چلا ہے تو تسکین ہے اضطراب
تمکو کسی کی بات کا ہے اعتبار بھی

پھر مے پیے حفیظ تو اپنا لہو پیے
ساقی گذر گئی اگر اسکے بہار بھی

ہوئی زار فرقت مین حالت کچھ ایسی
بنی جی پہ بگڑی طبیعت کچھ ایسی

دم نزع پھرون چلی سانس اُلٹی
رہی دل مین گھٹ گھٹ کے حسرت کچھ ایسی

ہنسی مین بھی رونے کو جی چاہتا ہے
ہوئی خوگر غم طبیعت کچھ ایسی

پڑی آنکھ جس کی پڑھا اُس نے کلمہ
نگہ مین بنی تھی وہ صورت کچھ ایسی

رہا رات بھر ہاتھ سینے پہ اپنا
شب غم تھی دل کو اذیت کچھ ایسی

بجا ہے اگر کہیے اک جان دو قالب
کہ ہے دونون جانب محبت کچھ ایسی
ہوا وصل کا عیش غم سے مبدل
ہوئی باتون باتون مین حجت کچھ ایسی
بُری ہوتی ہے وہ بھی کہیے جو اچھی
بُرائی یہ ہے اپنی قسمت کچھ ایسی

حفیظ اک زمانہ ہوا تم سے واقف
ہوئی اُنکے ملنے سے شہرت کچھ ایسی

یا تو بگڑے ہوے تیور مرے پہچان گئے
یا وہ کچھ بات ہی ایسی تھی کہ جھٹ مان گئے
آنکھ ملنا تھا کہ ارمان دلون کے نہ چھپے
ہم اُنھین تاڑ گئے وہ ہمین پہچان گئے
ہو بُرا رسم عیادت کا وہ رو کر اُٹھے
گھر سے ہنستے ہوے آئے تھے پریشان گئے
رشک ہے ایک ہی سر مین نہین سودا تیرا
لیکے دنیا سے ہزارون ہی ارمان گئے
شکوہ عہد وفا تھا کوئی گالی تو نہ تھی
بات اچھی تھی مگر آپ بُرا مان گئے
اور ہوتی مرے نالون مین کہان تک تاثیر
چیخ اُٹھے وہ بھی کہ اللہ مرے کان گئے
چھیڑ دینا تھا کہ بھرمار تھی دشنامون کی
ایک صیغہ تھا کہ فوراً اُسے گردان گئے
لیے کے انگڑائی دوپٹہ جو سنبھالا تم نے
کیا بتاؤن مرے اسوقت کہان تک اوسان گئے
گھر سے نکلے وہ جہان لٹ گیا جوبن اُنکا
آئے پنچ چھٹکے وہ جسدن کہین مہمان گئے
رنجش غیر چھپائے سے کہین چھپتی ہے
جاننے والے جو اس بات کے ہین جان گئے
ابھی آئے تھے کہ رخصت کی زبان پر لائے
دیکھیے پھر مرے آئے ہوے اوسان گئے
ہم نے آواز بدل کر جو کیے تھے نالے
قہقہون نے یہ خبر دی کہ وہ پہچان گئے

شعر ہر رنگ مین کہنا ہے ترا کام حفیظ
آج ہم مان گئے مان گئے مان گئے

وصل آسان ہے کیا مشکل ہے
تجکو یہ دھیان ہے کیا مشکل ہے

وضع کا دھیان ہے کیا مشکل ہے
دوست نادان ہے کیا مشکل ہے

ہونٹھ پر جان ہے کیا مشکل ہے
مشکل آسان ہے کیا مشکل ہے

ہاے دیوانہ بنا کر سٹا
پھر بھی اک شان ہے کیا مشکل ہے

اب جگہ چاہیے وحشت کو مری
تنگ میدان ہے کیا مشکل ہے

جسکو مر مٹ کے مٹایا تھا ابھی
پھر وہی دھیان ہے کیا مشکل ہے

بے بلا سے کہین جانیکے نہین
آپڑی آن ہے کیا مشکل ہے

ہم نہ اُٹھتے ہین نہ وہ بیٹھتے ہین
ہاتھہ مین پان ہے کیا مشکل ہے

ہمکو سمجھائے سمجھ ناصح کی
پھر یہ احسان ہے کیا مشکل ہے

میرے بد عہد کو اللہ رکھے
موت آسان ہے کیا مشکل ہے

اسنے رکھا ہی وہ دربان جس سے
جان پہچان ہے کیا مشکل ہے

شیخ کرتا ہے بتون کی غیبت
پھر مسلمان ہے کیا مشکل ہے

حسن پر خلق مٹی جاتی ہے
جو ہے قربان ہے کیا مشکل ہے

ہجر مین جان نکلتی نہین آہ
یہ بھی ارمان ہے کیا مشکل ہے

بندگی بت کی خدا اسکے بندے
کفر ایمان ہے کیا مشکل ہے

چارہ گر کو ہے مرے فکر دوا
درد ہی جان ہے کیا مشکل ہے

بزم مین زہر اُگلنے کو عدو
در پہ دربان ہے کیا مشکل ہے

یون تو پہلے بھی محبت تھی حفیظ
اب تو ایمان ہے کیا مشکل ہے

زندگی کی آخری یہ رات ہے
آ کے مل لو صرف اتنی بات ہے

روز شب ڈھلتی ہے برسات ہے
یہ مرے کا دن مرنے کی رات ہے

ہم سے ملنے کی کبھی کوئی رات ہے
یہ کسی سے پوچھنے کی بات ہے

چار دن میں آپ کھل کھیلیں گے وہ
آج شرماتے ہیں پہلی رات ہے

توبہ سے انکار اے زاہد نہیں
ہاں مگر جب تک کہ یہ برسات ہے

خود ہی جھگڑو کا بیان بنا چہ خوش
خود ہی کہنا واہ کیا اوقات ہے

ابر چھایا ہے گھٹی کا دھوان
کوئی موسم ہو یہاں برسات ہے

ایک چپ نے سو بلائیں ٹال دین
میری خاموشی تری کیا بات ہے

لیجئے دل غم سے چھٹکارا تو ہو
مال کیا ہے جان کی خیرات ہے

غیر کی ظالم نے بھیجی ہے شبیہ
دیکھئے کیا بس بھری سوغات ہے

شام ہی سے کچھ بجھا جاتا ہو دل
ہجر کی شاید یہ آخر رات ہے

ہم سے بڑھ کر خود جتاتا اشتیاق
خوب فقرہ ہے یہ اچھی گھات ہے

آگ کے مول آج بکتی ہے شراب
نرخ چڑھ جائے نہ کیوں برسات ہے

وصل میں دیکھی جو بے چینی مری
کہہ اٹھے کیا آج ہی کی رات ہے

بھیجے ہیں پھولوں کے زیور غیر نے
کانٹے بوئے گی یہ وہ سوغات ہے

اور بھی دنیا کا واعظ کوئی کام
وعظ ہی پر یا تری اوقات ہے

سن مری حسن سماعت کو نہ کھو
یہ گرہ میں باندھنے کی بات ہے

تو یہ ساون کے مہینے میں حفیظ
تھم نہیں سکتی بھری برسات ہے

ہم سے بھی مدتون تک عہد وفا رہا ہے
رسوائیون کا غم کیا ہوتی ہے آئی سے یہ
خط لکھتے لکھتے تھک کر اب نالے کھینچتا ہون
ہوتا ہے کوچ اپنا آخر ہے وصل کی شب
ظاہر تھا حال دنیا جام جہان نما سے
میدان امتحان ہے کہتے ہین جسکو دنیا
آخر ہے کون اپنی رسوائیون کا باعث
پہلے ہی سے ہے لازم سامان مےکشی کا
اکدن کیا تھا ان سے برباد یون کا شکوہ
کر سیر بتکدے کی کعبے مین کیا ہے زاہد

کچھ دھیان بھی تمھین لبا اس بات کا رہا ہے
راز محبت آخر کس کا چھپا رہا ہے
وہ مشغلہ جو چھوٹا یہ مشغلہ رہا ہے
یعنی چراغ ہستی اب جھلملا رہا ہے
یہ دل کچھ اور عالم ہم کو دکھا رہا ہے
اللہ اپنے بندون کو آزما رہا ہے
خود سوچیے نہ کس پر الزام آرہا ہے
ساقی پھر آسمان پر آج ابر چھا رہا ہے
اتنی سی بات کا بھی برسون گلا رہا ہے
نزدیک چھوڑکر تو کیون دور جا رہا ہے

خوش ہو حفیظ پلٹا خط کا جواب لیکر
قاصد کو دیکھتے ہو بشاش آرہا ہے

اپنے گذر سے ہوے زمانے
آئے ہین نقش وہ اٹھانے
دینا تھا بتون کو بے نیازی
تھوڑا پچھتاے ہاتھ اٹھاکر
وہ اپنے کیے پہ ہون پشیمان
بس رہ گئی شرم بیکسی کی
آخر کو ملا سکے ہی بنی آنکھ

دنیا کے ہین مختلف فسانے
بارے مٹی لگی ٹھکانے
اللہ کا بھید کون جانے
شرمندہ کیا ہمین دعا نے
کیا کام کیا ہے التجا نے
رکھ لی آج آبرو قضا نے
روکا تو بہت اٹھین حیا نے

جو سانس ہے ہجر کی گھڑی ہے
کیا دیر لگائی ہے قضا نے

اسکو اور اپنے عہد کا پاس
اُس سے یہ کہو کہ جو نہ جانے

شکوؤن کی جگہ رہی نہ باقی
دل مین یہ گھر کیا وفا نے

دنیا سنسان ہو رہی ہے
کس کو چپ کر دیا قضا نے

جاتے ہین یہان سے دل پکڑ کر
آئے تھے جگر پہ چوٹ کھانے

سچ ہے تم اور اُٹھاتے پردہ
احسان کیا مگر ہوا نے

کیا کیا نہین رنگ تو نے بدلے
اُف رے بہروپیے زمانے

آنکھون مین لگانے کو نہین اشک
کون آئے مری لگی بجھانے

مانو نہ حفیظ کی تم اک بات
وہ تم کو ہزار جی سے مانے

آتے آتے ایک مدت ہو گئی
آپ کی آمد قیامت ہو گئی

پہلے یہ غم تھا محبت ہو گئی
اب یہ رونا ہے کہ شہرت ہو گئی

مٹ گئے جھگڑے امید و بیم کے
ہان ٹھکانے اب طبیعت ہو گئی

آسمان کا بھی گلہ کرنا نہ تھا
کس کی در پردہ شکایت ہو گئی

مجھ سے بڑھکر انکو ہین مجبوریان
کہہ نہین سکتے محبت ہو گئی

لب ہلانا بھی یہان اک جرم ہے
بات بھی اب تو شکایت ہو گئی

سارے شکوؤن کا نتیجہ یہ ہوا
تھوڑی دیر انکو ندامت ہو گئی

میرے پہلو مین کسیکو دیکھکر
غیر کو مرنے کی حسرت ہو گئی

کچھ جو کہتے کہتے وہ چپ ہو گئے
ایک الجھن مین طبیعت ہو گئی

ہم وہاں پہونچے تو دربان نے کہا
جائیے برخاست صحبت ہوگئی

رات بھر تھی شمع سے رونق حفیظ
دن ہوا سنسان تربت ہوگئی

سنا کیا جو آنسو نکلنے لگے
ہوا کیا جو تم ہاتھ ملنے لگے

گھٹا آئی ساغر کھنکنے لگے
ترشح ہوا دور چلنے لگے

شب غم بڑھا حد سے جب اضطراب
اُٹھے اور اُٹھ کر ٹہلنے لگے

سنائی یہ قاصد نے کسکی خبر
جو گھبرا کے وہ ہاتھ ملنے لگے

شکایت کا دل کو مزہ آگیا
بگڑ کر وہ آنکھیں بدلنے لگے

محبت ہوئی رشک پیدا ہوا
جلی شمع پروانے جلنے لگے

کسی کی جو سیدھی نظر ہوگئی
مقدر کے سب بل نکلنے لگے

وہ مستی بھری آنکھیں یاد آگئیں
چھلکتے ہوئے جام چلنے لگے

شب غم جو آہوں نے یاد ھی ہوا
وہ سوتے زمیں کروٹ بدلنے لگے

جہاں دل میں اُسکے گرہ پڑ گئی
ہر اک بات میں بل نکلنے لگے

حفیظ آسکے لغزش نے تھاما قدم
جو ہم میکدے سے نکلنے لگے

گھٹ گھٹ کے جان دینا شرط وفا نہیں ہے
اے صبر تجکو یارا اب ضبط کا نہیں ہے

وعدے سے اپنے پھرنا کیا یہ دغا نہیں ہے
اک بات کہہ رہا ہوں شکوہ گلا نہیں ہے

فریاد آہ نالہ اندوہ یاس حسرت
اس مختصر سے دل میں سب کچھ ہوکیا نہیں ہے

دشمن کو بھی نہ یارب آزار درد دل ہو
جز موت اس مرض کی کوئی دوا نہیں ہے

آئینہ اسکے آگے سب بھید ہین دلون کے / وہ آشنا ہے عالم نا آشنا نہین ہے

کے دن یہان پھر رہنا ہے ساکنان دنیا / اُس چیز کی تمنا جس کو بقا نہین ہے

محفل مین کیون بلائین پہلو مین کیون بٹھائین / ظاہر کا ربط کیسا جب دل مین جا نہین ہے

جو لفظ ہے وہ پھر بھی اک شوق کا ہے دفتر / گو خط مین اصل مطلب ہمنے لکھا نہین ہے

اپنے کیے پر اتنی کیون آج ہے ندامت / روز فراق یارب روز جزا نہین ہے

اتنا بھی اب نہ کوئی ناکام جاودان ہو / باب اثر سے واقف میری دعا نہین ہے

قسمت اگر ہو یاور دیکھو پھر اسکے جوہر / قبضے مین آدمی کے سب کچھ ہے کیا نہین ہے

اک آپ سے بچھڑ کر عالم کو ہیچ جانا / ملنے کا اب کسی سے بھی حوصلا نہین ہے

کیا دور کھینچتی ہے تاثیر مجھ سے دامن / کوتاہ اس قدر بھی دست دعا نہین ہے

مانا حفیظ مین یون دنیا کی ہو برائی / اتنا تو ہم کہین گے وہ بیوفا نہین ہے

بیٹھ جاتا ہون جہان چھاؤن گھنی ہوتی ہے / ہائے کیا چیز غریب الوطنی ہوتی ہے

نہین مرتے ہین تو ایذا نہین جھیلی جاتی / اور مرتے ہین تو پیمان شکنی ہوتی ہے

دن کو اک نور برستا ہے مری تربت پر / رات کو چادر مہتاب تنی ہوتی ہے

تم بچھڑتے ہو جو اب کرب نہو وہ کم ہے / دم نکلتا ہے تو اعضا شکنی ہوتی ہے

زندہ درگور ہم ایسے جو ہین مرنے والے / جیتے جی انکے گلے مین کفنی ہوتی ہے

رت بدلتے ہی بدلجاتی ہے نیت میری / جب بہار آتی ہے توبہ شکنی ہوتی ہے

غیر کے بس مین تمہین سنکے یہ کہہ اٹھتا ہون / ایسی تقدیر بھی اللہ غنی ہوتی ہے

نہ بڑھے بات اگر کھل کے کرین وہ باتین / باعث طول سخن کم سخنی ہوتی ہے

لٹ گیا وہ ترے کوچے مین دھرا جس نے قدم
اس طرح کی بھی کہین راہ زنی ہوتی ہے

حسن والون کو ضد آجائے خدا یہ نکرے
کر گذرتے ہین جو کچھ جی مین ٹھنی ہوتی ہے

ہجر مین زہر ہے ساغر کا لگانا منھ سے
مے کی جو بوند ہے ہیرے کی کنی ہوتی ہے

میکشون کو نہ کبھی فکر کم و بیش رہی
ایسے لوگون کی طبیعت بھی غنی ہوتی ہے

ہوک اٹھتی ہے اگر ضبط فغان کرتا ہون
سانس رکتی ہے تو برچھی کی انی ہوتی ہے

عکس کی ان پہ نظر آئنے پر آنکی نگاہ
دو کمان دارون مین ناوک فگنی ہوتی ہے

پی لو دو گھونٹ کہ ساقی کی رہے بات حفیظ
صاف انکار مین خاطر شکنی ہوتی ہے

دور کے نامہ و پیغام مین کیا رکھا ہے
جی کو اک روگ لگاوٹ کا لگا رکھا ہے

اپنی صحت کی بس اب موت سے ہوگی تعبیر
درد کا نام بھی ظالم نے دوا رکھا ہے

ہاتھ رکھ کر وہ مری دل کی تڑپ دیکھتے ہین
آج اس لطف نے کچھ اور لٹا رکھا ہے

لاکھ سمجھاؤ سمجھنے کا نہین سود و زیان
دل کو دیوانہ محبت نے بنا رکھا ہے

وہ بھلے آپ کی باتون کا جو دیتے ہین جواب
ہم جو چپ ہین تو ہمین اور دبا رکھا ہے

حسرتین اسکی دم نزع الگ ہین مجھ سے
کیون یہ مجمع مری بالین پہ لگا رکھا ہے

اپنے گھر بیٹھے سنا کرتے ہین سب بھید انکے
خوب ہی ہمنے ندیمون کو ملا رکھا ہے

مر چکے ہوتے غم ہجر مین لیکن اب تک
تیرے ملنے کی تمنا نے جلا رکھا ہے

نالے اس کوچے مین کرتا ہون تو فرماتے ہین
دیکھنا شور یہان کس نے مچا رکھا ہے

پوچھتے رہتے ہین اک ایک سے وہ حال مرا
انھین چالون نے تو دیوانہ بنا رکھا ہے

ان کے ملنے کی نہ کی کون سی تدبیر حفیظ

آپ نے کوئی دقیقہ بھی اُٹھا رکھا ہے

اللہ کس کے در پہ جبین نیاز ہے
دشمن کی دوستی پہ بھروسا ہی ناز ہے
حُسن عمل ہے صورت زیبا کا دیکھنا
کانٹون کا دھیان چھوڑ دے پھولونکی سیر کر
یارب شراب کی نہ پڑے مفلسون کو چاٹ
تکیہ نہ کر جہان کے پست و بلند پر
مسجد مین وہ تو ہم ہین کسی در پہ جبہہ سا
سچ ہی اس ایک پردے مین چھپتے ہین لاکھ عیب
فرصت کہان کہ بحث ہو توبہ کے باب مین
یہ تو شریف کعبہ سے ہی پوچھنے کی بات
ہم ہین کہین مگر دل اُسی کے ہی ہاتھ مین
ویرانے ہی مین ڈھونڈھ جو ہے جستجوے گنج
کٹتی ہے اک اسی کے سہارے پہ زندگی
رسوا کرے نہ آپ کو ہر دم کی خامشی
ہم میکدے مین جا کے گنہگار ہو گئے
پتھر ہزار طرح کی رکھتا ہو خوبیان

سجدے کو ہے عروج عبادت کو ناز ہے
کیا آپ کی تمیز ہے کیا امتیاز ہے
نیت درست ہو تو حقیقت مجاز ہے
اچھے بُرے مین تجکو اگر امتیاز ہے
سجے ہین مسجدون مین نہ اب جانماز ہے
جو آج پائمال ہے کل سرفراز ہے
زاہد کی وہ نماز یہ اپنی نماز ہے
یعنی جناب شیخ کی داڑھی دراز ہے
واعظ ابھی ٹھہر در میخانہ باز ہے
اُس دل کو کیا کہین کہ جو آگاہ راز ہے
پابند ہین کہ دست محبت دراز ہے
ٹوٹے ہوے دلون مین محبت کا راز ہے
تجھ سے سوا امید تری دلنواز ہے
اس طرح کا سکوت بھی افشاے راز ہے
مسجد مین جو رہا وہ بڑا پاکباز ہے
جوہر کچھ اُس کے اور ہین جو دلگداز ہے

ہوتا ہے عارفانہ کلام آپ کا حفیظ
حضرت کی شاعری ہے کہ راز و نیاز ہے

لفظ میرے جب یا تون پر شکایت آئیگی
آپ کو اپنے کیے پر خود ندامت آئیگی

تاب لائیگا نہ کوئی سنکے میری سرگذشت
دوستون کا ذکر کیا دشمن کو رقت آئیگی

اپنے خدا کیواسطے واعظ نہ کر حورون کا ذکر
یاد مجکو پھر اُسی کافر کی صورت آئیگی

دل ہے اک امید پر دنیا سے کچھ ایسا اُچاٹ
ہر گھڑی یہ دھن بندھی ہے کب قیامت آئیگی

اسقدر ناحق حساب حشر سے ترسان ہین لوگ
میری پرسش ہو چکیگی جب تو نوبت آئیگی

خدمت پیر مغان کا فیض اے زاہد نہ پوچھ
میکدے مین بیٹھنے سے آدمیت آئیگی

میرے آگے غیر کی تعریف اتنی اسقدر
کچھ اگر مین بھی کہون گا تو ندامت آئیگی

بندہ پرور رحم اگر یون ہی لبھانے کا مینا
کام کس دن آپکی صاحب سلامت آئیگی

ذبح کرنا ہے ہمین تو کیجیے منھ پھیر کر
چار آنکھین ہو گئین تو پھر مروت آئیگی

جاتے جاتے جائیگی اے چارہ گر دل کی تڑپ
آتے آتے اپنے قابو مین طبیعت آئیگی

اک ہدایت کا سبق ہے داستان میری حفیظ
جسکے کانون مین پڑیگی اُسکو عبرت آئیگی

شکوے لب تک نہ کبھی سوز نہان سے آئے
جھونکے آنسو بہت باد خزان سے آئے

پینے والے ہین وہی پھر بھی ہے اک سناٹا
اب وہ ہنگامے کہان ماہ رمضان سے آئے

دل کی کچھ قدر جو بازار محبت مین ہوئی
حسن والون کو مزے سود و زیان سے آئے

بیٹھکر غیر کے گھر اپنا پتا کیا لکھتے
خط جو آئے بھی تو بے نام و نشان سے آئے

روز بن بن کے بگڑنا کسی گیسو کی طرح
ہائے یہ بل مری قسمت مین کہان سے آئے

تو ہے جس حور کے اوصاف مین اعدا سرگرم
سامنے تو وہ حسینان جہان سے آئے

لامکان جسکا مکان رگ جان سے ہو قریب
کون حیطے مین بھلا وہم و گمان سے آئے

دوستی خوب مری حضرت ناصح کو چلی
آپ بھی پھیر مین آئین دشمن جان کے آئے

اپنے عنقا بھی جنون مین ہین لہو کے پیاسے
تیز نشتر لیے کانٹے بھی زبان کے آئے

میری جانب سے پیامی کا - کوئی چوم نے منھ
اسکی باتو ہین مزے انکی زبان کے آئے

پھر کچھ آثار جنون کے ہین خدا خیر کرے
فصل گل آئی ہو یا دن خفقان کے آئے

تیس دن خوب رہا فاقہ کشی کا پردہ
ہوگئی عید جو روزے رمضان کے آئے

ہنسکے کہتے ہین شب وصل بھی [illegible]
پارسا آپ بڑے ایسے کہان کے آئے

جب کبھی جا کے خرابات مین ہم بیٹھ گئے
سامنے آنکھ کے سامان جنان کے آئے

بے اثر شور جرس نغمہ بلبل بے لطف
ڈھنگ کسکو مری فریاد و فغان کے آئے

بچ گئے گنہگار محبت تو سر حشر حفیظ
گھر کے جھرمٹ سے حسینان جہان کے لئے

داور حشر سے انصاف طلب ہے کوئی
سر جھکائے ہوئے انگشت بلب ہے کوئی

آسمان آج بھی نالون سے ہلا سکتا ہون
یون جو خاموش ہون اسکا بھی سبب ہے کوئی

خاک اٹھون مین سجدے کہ دبا ہون تہ خاک
سخت مشکل ہے کہ تعظیم طلب ہے کوئی

جان کتنون کی حسینون کی محبت مین گئی
تم سلامت رہو مرنا بھی عجب ہے کوئی

کوستے رہتے ہو مرنے کی دعا کرتے ہو
تم سے بڑھکر بھی مرا خیر طلب ہے کوئی

ایک آفت ہے حسینون کی شکر رنجی بھی
اور غصہ جسے کہتے ہین غضب ہے کوئی

خلد کے لائیے دنیا مین کہان سے سامان
بڑھ کے حورون سے بھی کچھ عیش طلب ہے کوئی

روتی آئے ہو کہ ہنسنے کو مرے پہلو مین
بزم ماتم ہے کہ یہ بزم طرب ہے کوئی

اپنا دیوانہ کہے فخر سے وہ تم کو حفیظ

اس سے بہتر بھی زمانے مین لقب ہے کوئی

بے بلائے ہوئے آئے کہ بلائے آئے
اب جگہ دیجیے محفل مین جو آئے آئے

ڈھونڈھتی ہین جنھین آنکھین وہی بالین پہ نہین
اور آنے کو تو سب اپنے پرائے آئے

خالی آئے نہین دنیا سے ہم اے اہل عدم
داغ حسرت کو کلیجے سے لگائے آئے

ہم سمجھتے تھے کہ ہون گے ہمین فریادی ایک
حشر مین اور بھی لوگ انکے ستائے آئے

اک ہمارے لیے دربان ہین نگہبان ہین حفیظ
اور جو چاہے وہان شوق سے جائے آئے

آج درگاہ جانا ہے کہ تو چندی سے ہے
وہ ملین یا نہ ملین عہد کی پابندی سے ہے

دلفریبی کی بظاہر ہے ادا دنیا مین
اور باطن مین یہ مردار بڑی گندی سے ہے

شمع کو ہم نے ترے سامنے ہنستے دیکھا
غمزدون کو بھی تری بزم مین خرسندی سے ہے

نالہ و آہ مین تاثیر یہ مانا کس نے
اصل کچھ بھی نہین یارون کی ہوا بندی ہے

ہون گے ہم بحث مین مذہب کے طرفدار حفیظ
گو عقیدہ یہ نہین وضع کی پابندی سے ہے

جاتا رہا جب شباب کیا ہے
اس عمر کا پھر حساب کیا ہے

پھونکیگی کسی کے رشک کی آگ
دوزخ مین اور عذاب کیا ہے

جو دوست تھے ہوگئے وہ دشمن
دنیا کا بھی انقلاب کیا ہے

پی کر دو گھونٹ دیکھ زاہد
کیا تجھ سے کہون شراب کیا ہے

کچھ فکر نہین ہے نیک و بد کی
کچھ ہوش نہین شباب کیا ہے

دیکھو سینے پہ ہاتھ رکھ کر
پوچھو نہ یہ اضطراب کیا ہے

ہر وقت حفیظ کیون ہے رونا
کچھ کہیے تو اے جناب کیا ہے

امید وصل ہے تعویذ حفظ جان کے لیے
سپہر پہ خوب ملی عمر جاودان کے لیے

کبھی تو چاہنے والون کا حشر ہوتا ہے
کبھی تو یاد کرینگے وہ امتحان کے لیے

خلش وہی ہے ابھی ذوق جبہہ سائی کی
ہزار مرتبہ بوسے اُس آستان کے لیے

کسے نصیب ہے ذکر حبیب کی لذت
ہزار شکر کہ نعمت ملی زبان کے لیے

ذرا یہ دیکھیے آتا ہے ذبح کرنا بھی
گلے پہ پھیرئیے خنجر تو امتحان کے لیے

چمن مین دھوم مچی ہے بہار آئی ہے
قفس نصیب تڑپتے ہین آشیان کے لیے

زمین پہ چین نہین مجکو تو شکایت کیا
یہ جانتا ہون کہ گردش ہے آسمان کے لیے

بہت ہے ہو جو کسی شاخ گل پہ عمر بسر
چمن مین تنکے چنے کون آشیان کے لیے

تری گلی مین ملے گی کسی کو کیا راحت
نصیب خواب نہین چشم پاسبان کے لیے

ٹپک رہے ہین مژہ سے لہو کے قطرے آج
بہار تازہ ہے یہ چشم خونفشان کے لیے

ہوے نہ آپ پشیمان آزما کے مجھے
کچھ اور حوصلے باقی ہین امتحان کے لیے

قیام روح کا دو دن ہے جسم خاکی مین
بہار آئی ہے گلزار مین خزان کے لیے

سحر کو شمع بھی پہونچے گی اپنی منزل پر
ہمین ہین رونے کو یاران رفتگان کے لیے

خدا کو علم ہے کیا ہو مآل غفلت کا
نہ کچھ یہان کیلیے ہے نہ کچھ وہان کے لیے

جو ناشناس سخن ہین کچھ اُن سے کام نہین
غزل حفیظ کی تحفہ ہے قدردان کے لیے

بخود بخود آنکھ بدل کر یہ سوال اچھا ہے
روز کب تک کوئی پوچھا کرے حال اچھا ہے

ہجر مین عیش گذشتہ کا خیال اچھا ہے
ہو جھلک جسمین خوشی کی وہ ملال اچھا ہے

وصل سے آپکا ارمان وصال اچھا ہے
اِسکا انجام برا اُس کا مآل اچھا ہے

داغ بہتر ہے وہی ہو جو دل عاشق مین
جو رہے عارض خوبان پہ وہ خال اچھا ہے

دیکھ ان خاک کے پتلون کی ادائین زاہد
ان سے کس بات مین حورونکا جمال اچھا ہے

کیجیے اور بھی شکوے کہ مٹے دل کا غبار
باتون باتون مین نکل جاے ملال اچھا ہے

تندرستی سے تو بہتر تھی مری بیماری
وہ کبھی پوچھ تو لیتے تھے کہ حال اچھا ہے

جو نگاہون مین سما جاے وہ صورت اچھی
جو خریدار کو جچ جاے وہ مال اچھا ہے

چارہ گر کو مرے یہ بھی نہین تمیز ابھی
کون سا حال برا کون سا حال اچھا ہے

دے خدا زر تو کوئی میکدہ آباد کرین
اچھے کامون مین جو ہو صرف وہ مال اچھا ہے

ہنسکے کہتے ہین کبھی ہاتھ سے اُڑنیکا نہین
طائر رنگ حنا بے پر و بال اچھا ہے

جو نہ نکلے کبھی دل سے وہ تمنا اچھی
جو نہ آئے کبھی لب تک وہ سوال اچھا ہے

حسرت آتی ہے ہمین حال پر اپنے کیا کیا
سنتے ہین جب کسی بیمار کا حال اچھا ہے

حور کے ذکر پہ آئینہ اٹھا کر دیکھا
اِس سے ایما ہے کہ میرا ہی جمال اچھا ہے

آرزو میری نہ پوری ہو کوئی بات ہے یہ
کاش اتنا وہ سمجھ لین کہ سوال اچھا ہے

مفت ملتا ہے خرابات مین ہر میکش کو
ٹھیکرا پینے کے لیے جام سفال اچھا ہے

سیکڑون برق تجلون کا گذر ہوتا ہے
طور سینا سے مرا بام خیال اچھا ہے

ہون گدا اے درِ میخانہ تکلف سے بری
ٹوٹا پھوٹا یہ مرا جام سفال اچھا ہے

حال سنتے نہین سمجھے ہین یہ مسجد والے
اپنے کچھ میکدے والون ہی کا حال اچھا ہے

دفعتہً ترک محبت مین ضرر ہے جی کا
رفتہ رفتہ جو مٹے دلسے خیال اچھا ہے

اسکے ہر شہر میں پھیلا ہے جو طاعون حفیظ
مرنے والوں کو خوشی ہے کہ یہ سال اچھا ہے

مصیبتیں تو اُٹھا کر بڑی بڑی بھولے
مگر فراق کی ایذا نہ اک گھڑی بھولے

ہوگی اُس لبِ رنگین کی آب تاب نصیب
نہ اپنے رنگ پہ پھولوں کی پنکھڑی بھولے

کسی نے پیار سے بانہیں گلے میں ڈال جو دیں
تمام ہجر کے صدمے ہم اُس گھڑی بھولے

ابھی وہ یاد ہیں سامان ہمیں اسیری کے
ابھی نہ طوق نہ بیڑی نہ ہتکڑی بھولے

ہمیں جو دیکھ لیا غم غلط ہوا اپنا
ہمیں جو پا گئے سب رنج اس گھڑی بھولے

بڑی بلا ہے چشمِ سیاہ کی گردش
اسے جو دیکھ لے آہو تو چوکڑی بھولے

گری تھی شیخ کی تسبیح میکدے میں رات
خبر نہیں کہ کہاں نشے میں چھڑی بھولے

حفیظ وہ دمِ رخصت یہ کہتے جاتے ہیں
کہ میری یاد نہ دل سے کوئی گھڑی بھولے

ہو ترک کسی سے نہ ملاقات کسی کی
یا رب نہ بگڑ جائے بنی بات کسی کی

پاؤں کو جو پھیلا کے سرِ شام سے سوئے
کیا جانے وہ کس طرح کٹی رات کسی کی

فرمائیے کیونکر وہ سہے آپ کی گالی
اُٹھ سکتی نہ ہو جس سے کڑی بات کسی کی

فرمائشیں تم روز کرو شوق سے لیکن
یہ جان لو تھوڑی سی ہے اوقات کسی کی

ممکن ہے کہ تجھ سے نہ حفیظ آپ کی چالیں
شاعر سے بھی چلتی ہے کہیں گھات کسی کی

جب ملا کوئی حسین جان پہ آفت آئی
سو جگہ عہدِ جوانی میں طبیعت آئی

حشر میں اپنے کیے پر جو ندامت آئی
مژدۂ بخشش کا سناتی ہوئی رحمت آئی

پھر جو آنے کا کیا پھر تسلی وعدہ
ابھی ہی لاش پہ منھ ڈھانک کے رونے بیٹھے

ہائے کیا دل میں ترے یہ مرحمت آئی
ذبح کرتے ہوئے کچھ بھی نہ مروت آئی

جی بھر آیا جو سُنا ذکر محبت کا حفیظ
روتے دیکھا جو کسی کو ہمیں رقت آئی

محبت کی ناصح دوا ہو چکی
مرض یہ ہوا تو شفا ہو چکی

اٹھاؤ شب وصل رخ سے نقاب
ملو کھل کے بس اب حیا ہو چکی

جہنم میں تو بھونک یا بخش دے
خطاوار سے تو خطا ہو چکی

منانا کسے ہے یہ کیوں عذر ہے
جو ہونی تھی او بیوفا ہو چکی

ہوئی ان بتوں کی محبت جسے
حفیظ اُس سے یاد خدا ہو چکی

قسم نباہ کی کھائی تھی عمر بھر کے لیے
ابھی سے آنکھ چراتے ہو اک نظر کے لیے

قفس سے ہو کے رہا جائیں باغ تک کیونکر
ابھی تو ہمکو ترستا ہے بال و پر کے لیے

مری زبان میں تاثیر ہی نہیں ورنہ
اثر دعا کے لیے ہے دعا اثر کے لیے

جواب نامہ کبھی یاس اب یہ کہتی ہے
دعاے خیر کریں آپ نامہ بر کے لیے

وہ رکھدیں ہاتھ جبین پر تو ہو ابھی صحت
علاج اور نہیں میرے درد سر کے لیے

وہی ہو تم کہ ہمیں دیکھتے تھے آنکھ بھر
وہی ہیں ہم کہ ترستے ہیں اک نظر کے لیے

حفیظ درد محبت نہ جائے گا دل سے
یہ روگ مجکو لگا اب تو عمر بھر کے لیے

اسی خیال سے ترک اُنکی چاہ کر نہ سکے
کہیں گے لوگ کہ دو دن نباہ کر نہ سکے

ہمین جو دیکھ لیا جھک گئی حیا سے آنکھ
ادھر اُدھر سر محفل نگاہ کر نہ سکے

خدا کے سامنے آیا کچھ اس ادا سے وہ شوخ
کہ منہ سے اُف بھی ذرا داد خواہ کر نہ سکے

ترے کرم کا بھروسا ہی زاہدون کو نہین
اسی لیے تو یہ کھل کر گناہ کر نہ سکے

رہا یہ پاس ہمین آپ کی نزاکت کا
کہ دل کا خون ہوا منہ سے آہ کر نہ سکے

تمہین حفیظ سے نفرت ہی تو یہ فکر ہے کیون
کسی حسین سے وہ رسم و راہ کر نہ سکے

شب وصال لگایا جو اُن کو سینے سے
تو ہنسکے بولے الگ بیٹھیے قرینے سے

ثواب ہو کہ نہو اس سے کیا غرض زاہد
مزہ ملا مجھے تجھکو پلا کے پینے سے

شب فراق یہ احسان ہے تصور کا
کہ سو رہا ہون لگا کر کسی کو سینے سے

فلک مٹائے گا تجکو جو تم مکدر رہو
عداوت اسکی بڑھیگی تمہارے کینے سے

غم فراق مین کیا لطف زندگی ہے حفیظ
ہمین تو موت ہی بہتر ہے ایسے جینے سے

جاؤ بھی جگر کیا ہے جو بیداد کروگے
نالے مرے سن لوگے تو فریاد کروگے

تم بعد مرے غیر کا دل شاد کروگے
کیون یاد مری آئیگی کیا یاد کروگے

پاؤگے غلام ایک وفادار نہ ایسا
پچھتاؤگے ہم کو اگر آزاد کروگے

غصے کا سبب پر سے مین پوچھ رہا ہون
دشنام ہی دوگے کہ کچھ ارشاد کروگے

پچھتاؤ نہ دل دیکے حفیظ ان کو تو کہنا
وہ زک یہ حسین دینگے کہ تم یاد کروگے

کہون کیا درد فرقت کی اذیت ایسی ہوتی ہے
تمنا موت کی ہوتی ہے حالت ایسی ہوتی ہے

عدو کو بھیجتے ہیں حال پرسی کے لیے اکثر
ہمارے حال پر انکی عنایت ایسی ہوتی ہے

کہیں گے حور سے تیرا دکھا کر چاند سا چہرہ
اُسے ہم پیار کرتے ہیں جو صورت ایسی ہوتی ہے

ہماری قبر کو پامال کر کے وہ یہ کہتے ہیں
جو ہم پر مرتے ہیں انکی تربت ایسی ہوتی ہے

لگاؤ دل کسی سے حضرت ناصح تو کھل جائے
محبت اسکو کہتے ہیں محبت ایسی ہوتی ہے

نظر پڑتے ہی جس پر دل ہر اک کا لوٹ ہو جائے
ہزاروں صورتوں میں ایک صورت ایسی ہوتی ہے

ذرا اُنکے بتانے پر ذرا سا چھیڑ دینے پر
حفیظ اُن سے بگڑ بیٹھے بری مت ایسی ہوتی ہے

جو دیکھا مرا دم نکلتے ہوئے
وہ اٹھکر دیے پاؤں چلتے ہوئے

تری بزم یا تیرے گھر کے سوا
نہ دیکھا کہیں جی بہلتے ہوئے

مری بزم ماتم میں آئے ہیں وہ
حنا دست رنگین میں ملتے ہوئے

بہت دور تو کچھ نہیں گھر مرا
چلے آؤ اک دن ٹہلتے ہوئے

رہِ عشق میں ٹھوکریں کھا کے بھی
ہزاروں کو دیکھا سنبھلتے ہوئے

ترا کیا بگڑتا ہے اے آسمان
ہمارا مقدر بدلتے ہوئے

کسی کا بھی ارمان تم نے حفیظ
محبت میں دیکھا نکلتے ہوئے

ہمدست تیرے ادھر بھی دے کوئی جام ساقی
بیٹھا ہوا ہوں کب سے میں تشنہ کام ساقی

جلتے ہیں میکشوں سے رہنا تجھے مبارک
ہر دم ہو گرد تیرے اک اژدہام ساقی

دو چار خم پیوں گا میں وہ حریص ہی ہوں
پھر بھر کے دیجیو کب تک ایک ایک جام ساقی

حاتم کی طرح چرچا تیری عطا کا بھی ہو
مشہور ہو جہاں میں تیرا بھی نام ساقی

محفل مین آج اپنی اسکو بھی دے جگہ تو
میکش حفیظ بھی ہے تیرا غلام ساقی

وہ مرے دل کا درد کیا جانے
جو تجھے جان سے سوا جانے

تو اُسیکی ہے جان کا دشمن
ہو اگر درد آشنا جانے

دے اُسے وہ سمجھ وہ دل یارب
یے کہے میرا مدعا جانے

آنکھ جسکی کہین لگی ہی نہو
میرے دل کی لگی وہ کیا جانے

ہم تو ظاہر پرست ہین زاہد
حال باطن ترا خدا جانے

وہی انجام عشق کو پہونچے
انتہا کو جو ابتدا جانے

اے حفیظ آپ ایک مرشد ہین
کون حضرت کو پارسا جانے

وصل اُس پردہ نشین کا کسقدر دشوار ہے
حشر پر موقوف جسکا وعدۂ دیدار ہے

آپکے لطف و عنایت پر کوئی شادان ہو کیا
وہ گھڑی کی ہے محبت دو گھڑی کا پیار ہے

بدگمانی کیون نہو آئے ہین وہ اس وضع سے
چوڑیان ٹوٹی ہین مرجھایا گلے کا ہار ہے

دیکھکر آزردہ مجکو غیر سے بولے بہ طنز
آج کل اک شخص اپنی جان سے بیزار ہے

چاہنا آسان ہے مشکل ہے چاہت کا نباہ
سہل سے یہ سہل وہ دشوار سے دشوار ہے

عاشق و معشوق کوئی درد سے خالی نہین
دل مرا روگی ہو آنکھ اس شوخ کی بیمار ہے

ہائے کیا تحقیر ہے راز محبت کی حفیظ
جو مرا دشمن ہے اُن کا محرم اسرار ہے

ادھر ہوتے ہوتے اُدھر ہوتے ہوتے
ہوئی دل کی دل کو خبر ہوتے ہوتے

بڑھی چاہ دونون طرف بڑھتے بڑھتے
ترا راستہ شام سے تکتے تکتے
سکھے جا ابھی مشق فریاد بلبل
نہ سنبھلا محبت کا بیمار آخر
سرِ شام ہی جب ہے یہ دل کی حالت

محبت ہوئی اِس قدر ہوتے ہوتے
مری آس ٹوٹی سحر ہوتے ہوتے
کہ ہوتا ہے پیدا اثر ہوتے ہوتے
گئی جان دردِ جگر ہوتے ہوتے
تو کیا کیا نہ ہوگا سحر ہوتے ہوتے

زمانے مین اُنکے سخن کا ہے شہرہ
حفیظ اب ہوے نامور ہوتے ہوتے

پاس تیرے ہے قاتل تو یہ قاتل ہو جاے
ہجر کی رات کے آنے سے الٰہی پہلے
غیر دیتے ہین مجھے ترک محبت کی صلاح
جان ہم دیتے ہین تم پر کہ عدو مرتے ہین

بڑھ کے مجھ سے بھی ستمگار مرا دل ہو جاے
موت آجاے تو آسان مری مشکل ہو جاے
بدگمان میری طرف سے مرا دل ہو جاے
کھینچ لو تیغ تو ظاہر حق و باطل ہو جاے

صحبتِ پیرِ مغان کا ہے عجب فیض حفیظ
آئے میخانے مین ناقص بھی تو کامل ہو جائے

لب پر کبھی فغان ہے کبھی آہِ سرد ہے
کیونکر نہ اُس حسین کو دل دے کے ناز ہو
ہمدم جو ہے تو یہ ہے جو ہمدرد ہے تو یہ
کسکو ملا کے خاک مین آتے ہو خستہ حال

دل مین ہے اک کھٹک تو کلیجے مین درد ہے
جو سیکڑون مین ایک ہزارون مین فرد ہے
دل کو مرا ہے درد مجھے دل کا درد ہے
دیکھو جبھی ہوئی رخ و گیسو پہ گرد ہے

بیشک یقین حفیظ ہے آزارِ عشق کا
آنسو بھرے ہین آنکھ مین چہرہ بھی زرد ہے

وصل مین آنکھ چراتے ہو یہ عادت کیا ہے
اسقدر شرم کی خلوت مین ضرورت کیا ہے

اب یہ مطلب ہے کہ یہین تم لگے بیٹھے مری
نزع مین پوچھ رہے ہین تمہی حسرت کیا ہے

تجھ سے قاتل سے لڑی تجھ سے حسین آئی
دیکھنا میری نظر میری طبیعت کیا ہے

ہاروادون کو سہی پیتا رمضان مین زاہد
رات کو تھوڑی سی پی لے تو قباحت کیا ہے

پیجیے مے کبھی ہو جائے گی توبہ بھی حفیظ
پارسائی کی جوانی مین ضرورت کیا ہے

کیا وہ نادان مدعا سمجھے
نا سمجھ میری بات کیا سمجھے

ان نگاہون کو ہم سمجھتے ہین
ان اداؤن کو غیر کیا سمجھے

تیرے قربان ہنس کے پھر کہنا
تیرا مطلب مری بلا سمجھے

تم ہو یا ہم ہون عہد سے جو پھرے
اُس وفا باز سے خدا سمجھے

بہت اچھی سمجھ ہے اُسکی حفیظ
آپ کو سب سے جو برا سمجھے

جب سے شوخی کا گذران شرگین آنکھون مین ہے
آپ ہی دکھین حیا تل پھر کہین آنکھون مین ہے

راہ تکتے تکتے قاصد کی غبار راہ سے
پھر گئین آنکھین یہانتک کہ زمین آنکھون مین ہے

پھر رہی ہے آج کل چشم تصور مین وہ شکل
ڈھونڈھتا تھا جسکو دل اب وہ حسین آنکھون مین ہے

دیکھ لین ہم سکو نظر بھر کے جو آؤ وقت نزع
تھوڑی تھوڑی سی ابھی جان حزین آنکھون مین ہے

اُسکے جلوے سے کہی دو گھر نظر آئے حفیظ
روشنی اُسکی کہین دل مین کہین آنکھون مین ہے

کبھی تھا وصل کا اقرار ہم سے؟
کرین تو آپ آنکھین چار ہم سے

عدو سے اب وہی وعدہ ہے اُن کا ۔ ہوا تھا پہلے جو اقرار ہم سے
کہا ظالم نے سُن کر حالتِ دل ۔ گلہ ہے بخت کا بیکار ہم سے
لڑائی مین بھلا ہے دشمنون کا ۔ سمجھ کر سب کیجیے تکرار ہم سے

حفیظ اپنی کہان پھر پارسائی
کیا ساقی نے جب اصرار ہم سے

اُسکنے کرتی ہے سفارش جو محبت میری ۔ کیسی آپ سے آپ ہوئی جاتی ہے غیرت میری
پھر سنبھلتی نظر آتی ہے طبیعت میری ۔ دیکھیے بن کے بگڑنے کو ہے قسمت میری
تیر ہی بیداد سے ہے بیداد ترا جور سے ہے جور ۔ غم مرا غم ہے مصیبت ہی مصیبت میری
چشم تر سے جو برستا ہے لہو کہتے ہین ۔ آگ پانی مین لگاتی ہے محبت میری
قیس و فرہاد مری گرد کو پہونچین تو یہ ۔ ایک آندھی ہون سلامت رہے وحشت میری
آنکھ والون کو سناتے ہین وہ یہ مژدہ دید ۔ لاکھ پردون سے عیان ہوتی ہے صورت میری
اسقدر آپ سراہین خدا سے بندہ نواز ۔ کہین دشمن پہ نہ آ جائے طبیعت میری
پھول ہنستے رہے کھل کھل کے لحد پر تا صبح ۔ رات بھر روئی ہے شمع سر تربت میری
حشر مین حال ہر اک عضو بیان کرتا ہے ۔ لکھی بیکار فرشتون نے حقیقت میری
منحرف یون بھی کسی سے نہ زمانہ ہو جائے ۔ تم سنو اور کرے غیر شکایت میری
دل بیتاب کا ہے داغ کہ تربت کا چراغ ۔ حسرتون کا ہے مری ڈھیر کہ تربت میری
قبر کی رات ہوئی شام جدائی کی گھڑی ۔ آج کاٹے نہین کٹتی شب فرقت میری

سامنا ہوگا سر حشر حسینون کا حفیظ
پھر نہ ہاتھون سے نکل جائے طبیعت میری

خطا معاف جو رُسوائیون سے ڈر جاتے
تو آپ بھیس بدلکر عدو کے گھر جاتے

لکھی نصیب مین دوری تھی وصل کیا ہوتا
جو آپ آتے تو ہم آپ سے گزر جاتے

جو روکتا اُنھین سنتے مین تو یہی ہوتا
چھڑا کے مجھ سے وہ دامن عدو کے گھر جاتے

رقیب کے لیے بھیجین گلوریان تو کہا
جو آج صرف نہوتے یہ پان مرجاتے

یہان تو چھوڑ کے دیر و حرم کو آئے تھے
تمہارے در سے جو اُٹھتے تو کس کے گھر جاتے

کسی کے وصل کے وعدے پہ زندگی ہی حفیظ
یہ آسرا جو نہ ہوتا ہم آج مر جاتے

نبھ جائے محبت جو مری طرح نبا ہے
چاہونگا اُسے وہ مجھے چاہے کہ نہ چاہے

سب کرتے ہین تعریف ترے تیر نگہ کی
کہدے کوئی میرے بھی کلیجے کو سراہے

مرتا ہو محبت مین تو مر جائے تڑپ کر
کیون درد کا شکوہ کرے کیون کوئی کراہے

اچھون سے محبت جو نباہی بھی تو پھر کیا
تعریف تو اُسکی ہے بُرون سے بھی جو نباہے

مداح ہوے دوست حفیظ آپ کے تو کیا
تعریف سخن یہ ہے کہ دشمن بھی سراہے

سننے والون کے کلیجون کو ہلا دیتی ہے
اب تو کچھ کچھ مری فریاد مزا دیتی ہے

اُنکے آتے ہی نکلنا تھا تجھے آنکھون سے
ہاے کسوقت تو اے جان دغا دیتی ہے

ہم گذرتے ہین جدھر کوستے ہین لوگ ہمین
وہ جدھر جاتے ہین خلق انکو دعا دیتی ہے

چارہ فرما جو مرے درد کے ہین یہ تو کہین
خط تقدیر کو تدبیر مٹا دیتی ہے

طرفہ مشاطہ جوانی ہے کہ دو دن کے لیے
آدمی کو بھی پری زاد بنا دیتی ہے

شعلہ ہے تیرے دہن مین کہ زبان اے ناصح
دل مین تقریر تری آگ لگا دیتی ہے

جان سے بڑھ کے ہے یہ پھانس محبت کی حفیظ
کیا بتاؤن جو کھٹک اسکی مزا دیتی ہے

حسینون سے جس سے ملاقات ہے
برائی جو غیرون کی کرتے ہو آج
چرا کو نہ آنکھین چھپاؤ نہ منھ
پلاتا ہے رندون کو زاہد شراب
جو پوچھا کہ چہرہ کچھ اترا ہے آج
یہی تو ہے پینے پلانے کا وقت

اُسے مفت کی فکرون رات ہے
کوئی چال ہے ہمین کچھ گھات ہے
ملو کھل کے یہ وصل کی رات ہے
یہ پیر مغان کی کرامات ہے
بگڑنے کی یہ کون سی بات ہے
ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی ہے برسات ہے

خوشی جو ہے وقت مستی حفیظ
یہ تعلیم پیر خرابات ہے

وہ طبیعت جو صلح جو نہ رہی
انتہا ہے یہ نا امیدی کی
لیتے ہی دل بدل گئی چتون
تیری ایسی کوئی جفا ہی نہ تھی

اسے وفا اسکی ہو گئے تو نہ رہی
آرزو کی بھی آرزو نہ رہی
وہ لگاوٹ وہ گفتگو نہ رہی
جسمین کچھ سازش عدو نہ رہی

جان جائے نہ جائے آن حفیظ
پھر رہا کیا جب آبرو نہ رہی

ہمیں عشق مین امتحان کیسے کیسے
رہے دل مین وہم و گمان کیسے کیسے
کھر اپنا غم و درد سمجھے ہین دل کو

پڑے مرحلے درمیان کیسے کیسے
سرا مین ٹکے کاروان کیسے کیسے
بنے میزبان میہمان کیسے کیسے

شب ہجر باتین ہین دیوار و در سے
ملے ہین مجھے رازدان کیسے کیسے

دکھاتا ہے دن رات آنکھون کو میری
سیاہ و سفید آسمان کیسے کیسے

جو کعبے سے نکلے جگہ دیر ہین کی
ملے ان بتون کو مکان کیسے کیسے

فرشتے بھی گھائل ہین تیر ادا کے
نشانہ ہوئے بے نشان کیسے کیسے

جو خنجر رکا چڑھ گئی اُن کی تیوری
وہ بگڑے دم امتحان کیسے کیسے

ادھر موت اُدھر وہ دم نزع آئے
اکٹھا ہوئے مہربان کیسے کیسے

کبھی بجلی تڑپی کبھی آندھی آئی
بڑھے دشمن آشیان کیسے کیسے

مرے جرم محشر مین کرتی ہے افشا
مرے منھ پہ میری زبان کیسے کیسے

محبت کے ہاتھون ہوے ظلم کیا کیا
بگئے جان سے نوجوان کیسے کیسے

نشان مٹ گئے نام پھر بھی ہین باقی
جوان تھے تہ آسمان کیسے کیسے

کرون یاد کس کس کو کس کس کو رووُن
حفیظ اُٹھ گئے مہربان کیسے کیسے

ساز ہے دل کو اُسکی چتون سے
دوست اپنا ملا ہے دشمن سے

خاک لپٹے گی اُڑ کے دامن سے
بچکے چلنا ہمارے مدفن سے

اے فلک اُس سے آگ برسانا
پھول جھڑتے تھے جس نشیمن سے

خون ناحق رہے گا سر چڑھکر
الجھا یہ دھبا چھٹے گا دامن سے

ٹھکرے ہے بزم دوست مین اتنک
آنکھ نیچی ہوئی نہ دشمن سے

جان ہوتی ہے جسم سے رخصت
جا رہی ہے بہار گلشن سے

کاش اتنی ہو جذب دل مین کشش
جھانک کر دیکھ لین وہ روزن سے

جی بھر آیا جو فاتحہ پڑھ کر
خوب روئے پیٹ کے مدفن سے

اثر گریہ اتنا کیا کم ہے
اشک پونچھے کسی نے دامن سے

خوف صیاد و برق کا کھٹکا
قفس اچھا ہے اس نشیمن سے

کس قدر ہین دل و جگر مین زخم
پوچھیے اسکو اپنی چتون سے

ٹھن گئی جب شکست توبہ کی
کاگ بوتل کا اڑ گیا دن سے

مشورہ دل سے راہ الفت مین
راستہ پوچھنا ہے رہزن سے

کیا مخالف ہے اس چمن کی ہوا
برق کو لاگ ہے نشیمن سے

ایک ہل چل ہے اس گلی مین حفیظ
حشر برپا ہے اپنے شیون سے

وہ میرے بس مین ہوے تو بھی بے بسی ہوگی
یہی حیا یہی ان کی جو نازکی ہوگی

پیام میرے جو تقریر چھیڑ گئی ہوگی
شکایتون کے سوا بات کون سی ہوگی

ادھر وہ تیر ستم لین گے اپنی چٹکی مین
ادھر مرے جگر و دل مین گدگدی ہوگی

عبث غرور ہے تصویر اپنی کھینچنے دو
یہ آن بان مین تم سے بڑھی چڑھی ہوگی

وہ دن گئے کہ سناتے تھے پردے پردے مین
ہمارے آپ کے اب تو کھلی کھلی ہوگی

یہان بھی بات حسینون ہی کی رہی بالا
غلط خبر تھی کہ محشر مین منصفی ہوگی

بتا رہے ہین یہ انکے بجھے ہوے تیور
ضرور آج کسی کی لگی بجھی ہوگی

لگے گا حسن مین دھبا جو ہوگی آرائش
کیا بناؤ تو بدنام سادگی ہوگی

ابھی سے اسلیے پیتے ہین حوض ہی کے قریب
کہ ایک روز تو کوثر پہ میکشی ہوگی

پڑے گی شیشہ می پر جو تیری پرچھائین
بدل کے روپ ابھی دخت رز پری ہوگی

تمہین بہتا ؤ نتیجہ مرے رُلانے کا
سنبھل سکیگی نہ گٹھری گنہ کی محشر مین
پئین گے بادۂ کوثر بھی رند ہی زاہد
گواہ کاتب اعمال گھونٹ گے ہین

تمہین خیال کرو کسکی پھر ہنسی ہوگی
کہ میرے ہاتھ مین تو ہل شراب کی ہوگی
پیئے گا خاک وہ جس نے کبھی نہ پی ہوگی
ڈرا اُسکو ہوگا کہ جسنے چھپا کے پی ہوگی

جو کھا چکے ہین محبت کی چوٹ دل پہ حفیظ
اُنھین کو قدر ہمارے کلام کی ہوگی

پہلے ہی موت سے یہ غم مارے ڈالتا ہے
تھوڑی سی چھپکے پینا ہر حال مین ولا ہے
اک عمر سے بظاہر بندہ ہون اک صنم کا
بگڑے تھے وہ کہ مین نے دامن پکڑ کے پوچھا
کیون مغتنم نہ جانین دربان کے ٹوکنے کو
ڈرتا ہون نام لیتے اُس بانیِ ستم کا
بے خود بنا دیا ہے پرسان حال ہوکر
کوئی نہین کسی کا خوب آزما کے دیکھا
اُنکی طرف سے آئے پیغام صلح مجھ کو
صورت نکل چکی جب رفع ملال کی بھی
اشعار میرے سُن کر اک وجد مین ہے عالم
بے التفاتیون کی اُلٹی اُنھین شکایت
تدبیر میرے دکھ کی سوجھی نہ چارہ گر کو

بالین پہ کوئی بیٹھا آنسو بہا رہا ہے
پرہیز کیون ہے آخر یہ بھی تو اک دوا ہے
باطن کا حال زاہد اللہ جانتا ہے
بنجائے جس سے جی پر وہ بھی کوئی ادا ہے
اُس بزم مین ہم ایسون کو کون پوچھتا ہے
شکوہ نصیب کا ہے تقدیر کا گلا ہے
آتا نہین زبان پر جو دل مین مدعا ہے
دنیا مین جو ہے اپنے مطلب کا آشنا ہے
خود کھنچکے بیٹھ رہنے مین بھی عجب مزا ہے
ایسا اُنسے کوئی پوچھے ملنے مین عذر کیا ہے
بلبل کے چہچہون سے گلزار گونجتا ہے
اے جذب دل سُنا کچھ یہ طرفہ ماجرا ہے
کہتے ہین لوگ پھر کیون ہر درد کی دوا ہے

کر رحم مجھ پہ ناصح جانے دے ذکر اس کا
اس وقت پھر کلیجا ہاتھوں اچھل رہا ہے

ذکر وفا بھی میرا ہے ناگوار خاطر
اللہ کس قدر وہ بیگانۂ وفا ہے

نالون سے جسکے ہر سو ہنگامہ اک بپا تھا
ناگفتہ بہ غرض حال اُس غم نصیب کا ہے

مر کر بھی دم نہ لین گے آوارگان وحشت
ابتک غبار مجنون لیلی کو ڈھونڈھتا ہے

رشتہ ہے جسم و جان کا اُس شوخ کا تعلق
ناصح بھلا یہ جیتے جی ساتھ چھوٹتا ہے

اب اے حفیظ کیون ہے رسوائیِ نکار ثنا
دل کا کہا کرے جو اُسکی یہی سزا ہے

آج روکا جو انھین غیر کے گھر جانے سے
بگڑے بیٹھے ہین سمجھتے نہین سمجھانے سے

چلا آجائے جو اٹھون کبھی میخانے سے
گردشین سر مین مرے آرہین پیمانے سے

ٹوٹ کر بھی یہ نکلتی نہین میخانے سے
تو یہ بھی کم نہین ٹوٹے ہوے پیمانے سے

پیکے دو گھونٹ بہکتے ہین وہ ہونگے کوئی اور
خم چڑھا جاؤن تو باہر نہون پیمانے سے

حد بھی ہوتی ہے نصیحت کی کوئی اے ناصح
تاک مین ہم ہے شب و روز کے سمجھانے سے

مرنے والے تیرے کب موت کا رستہ دیکھین
جان کمبخت نکلتی نہین گھبرانے سے

بعد میرے نہ ہوا بادہ پیما کوئی
بیٹھکر گرد نہ اُٹھی کسی ویرانے سے

جو تنک ظرف ہین تھوڑی ہی مین اُبل جاتے ہین
اپنی محفل مین چھلکتی نہین پیمانے سے

آنکھ سے میری ذرا آنکھ ملا او ساقی
تیرے قربان جھکا دے اسی پیمانے سے

کام آئیگی تیمم کے کبھی اے زاہد
پاک مٹی ہے لیے جاؤ مرے میخانے سے

جان نثار ہی مری اس بزم مین ہے قابل دید
دیکھکر شمع جلی جاتی ہے پروانے سے

بھولے چوکے کبھی آ نکلے گا زاہد بھی ادھر
راہ مسجد کی ملی ہے مرے میخانے سے

بخد مین پردہ محمل کو اُٹھا اے لیلے
کوئی پردے کی ضرورت نہین دیوانے سے

میری ایذا ہی عدو کیلیے راحت کا سبب
کیون نکھین چین نہ کرے مرے تڑپانے سے

حُسن کی جان ہے گردن کے جھکانے کی ادا
حور بن جاتی ہین آنکھین تری شرمانے سے

سرگذشت اپنی سُناتا ہون توجہ سے سنو
یہ کہانی نہین ملتی کسی افسانے سے

ہجر ساقی مین بچھونے پہ بچھانے کو حفیظ
ٹکڑے شیشے کے اُٹھا لائے ہین میخانے سے

یہ عیش جبھی تک ہی جبتک یہ جوانی ہے
پھر ہاتھ کو ملنا ہے حسرت کی کہانی ہے

ہر داغ محبت کو چھاتی سے لگائے ہین
جو جان سے پیارا ہو اُسکی یہ نشانی ہے

اطلاق حرام اُسپر واعظ نے کیا ضد سے
کہتے ہین جسے بادہ اک قسم کا پانی ہے

گلشن مین اثر جبتک ہے فصل بہاری کا
گل سرخ ہین سبزے کی پوشاک بھی دھانی ہے

اول تو بہر صورت ہے ضبط ہمین کرنا
پھر اسکے سوا دل مین کچھ اور بھی ٹھانی ہے

ہوتی تھی حسینون مین جب عمر بسر اپنی
وہ عیش گذشتہ بھی اک طرفہ کہانی ہے

اب ساتھ نہ چھوڑیگا یہ موے سفید اپنا
پیری کی نشانی ہے یہ داغ جدائی ہے

عبرت نہ ہوئی تمکو کچھ حال مرا سُنکر
غم کا یہ فسانہ ہے حسرت کی کہانی ہے

بازار محبت مین کیا دام اُٹھین دل کے
ہے جنس وفا ارزان گاہک کی گرانی ہے

تا عمر نباہے گا غیر اس کی سند آخر
تحریر کوئی لکھدی یا عہد زبانی ہے

ہوتی جو شراب اچھی پیتے ہی سرور آتا
سچ مجکو بتا ساقی یہ مے ہے کہ پانی ہے

ہر حال مین لازم ہے تقلید زمانے کی
اے شیخ بدل اسکو یہ وضع پُرانی ہے

اللہ سے نسبت ہے اک طرح محبت کو
دیکھا تو سوا اسکے جو چیز ہے فانی ہے

دنیا مین کوئی کس سے امید وفا رکھے
دل تھا جو رفیق اپنا وہ دشمن جانی ہے

بیجا تو نہین مجکو ناز اپنے مقدر پر
دل مین ہے جگہ جسکی اسکا کوئی ثانی ہے

روتے ہین حفیظ اکثر ہم شعر تر اسنکر
پڑھنا یہ غزل کا ہے یا مرثیہ خوانی ہے

پڑ گئی ہے دونون عالم مین دہائی آپکی
کلمہ گو ہے یا نبی ساری خدائی آپکی

کون اب سنتا ہے دنیا مین برائی آپکی
بھر چکی ہے کان عالم کے بھلائی آپکی

لیچلے تھے سوئے دوزخ کھینچکر اعمال زشت
حشر مین کام آگئی مشکل کشائی آپکی

اور مجھ بیکس کی بالین پر اب آتا کون ہے
جب ہوا غش سے افاقہ یاد آئی آپکی

داور محشر بھلا میری سی کیون سنے لگا
کیا لبھائے گی نہ اس کو دلربائی آپکی

اسطرح بھولے کہ خط لکھنا بھی چھوڑا ایک قلم
مدتون کے بعد یہ تحریر آئی آپکی

خود کرے گا درد فرقت بڑھکے تدبیر وصال
موت سے ملوائیگی اک دن جدائی آپکی

دل کا عالم اور ہے کہہ چھوڑ دیجیے عذر جفا
اب مٹائے دیتی ہے مجھ کو صفائی آپکی

دل سے شکوہ لب پر آتے آتے ہو جاتا ہے شکر
کب محبت کرنے دیتی ہے برائی آپکی

پوچھنا میرا کہ مین کیا لائق محفل نہ تھا
ہنسکے فرمانا کسیکا نارسائی آپکی

پھر مے و معشوق سے پرہیز کرتے ہین حفیظ
دیکھیے رہتی ہے کے دن پارسائی آپکی

زندگی خود موت کا پیغام ہے
اسپہ تکیہ یہ خیال خام ہے

میری شہرت باعث الزام ہے
مانتا ہون رشک اسکا نام ہے

اتنی کیا کم ہے بہار زندگی
تھوڑی ساغر مین مے گلفام ہے

آنکھ کھلتے ہی رُندھا جاتا ہے دل
صبح بھی ہم غمزدون کی شام ہے

پینے والون پر نہین کچھ اعتراض
وعظ کی مجلس مین مے بد نام ہے

یاس مین باقی جو ہے کچھ کچھ امید
زندگی شاید اسی کا نام ہے

وقت آخر ہے جو اُس زانو پہ سر
نزع کی تکلیف بھی آرام ہے

ہو گی اب ہنگامہ محشر کی سیر
آج اُس محفل مین اذن عام ہے

کچھ حقیقت سے رہا دب کر مجاز
طور سے نیچا بتون کا بام ہے

کسقدر بیچین ہے قالب مین روح
ایک طائر ہے کہ زیر دام ہے

مر کے ہم ٹھہرے وہان راحت پسند
اُٹھ نہین سکتا یہ وہ الزام ہے

خط مین کچھ ہے نامہ بر کہتا ہے کچھ
واہ کیا تحریر کیا پیغام ہے

عشق کی ہین کچھ نرالی بخششین
درد اس سرکار کا انعام ہے

دیکھنے سے ہو گیا دل کو سرور
آنکھ ساقی کی چھلکتا جام ہے

دیکھ کر تم کو کسے غش آگیا
ایک ہنگامہ جو زیر بام ہے

نامہ بر بھی اُس طرف روتا گیا
ہائے کیا حسرت بھرا پیغام ہے

دل سے ہم مجبور وہ عصمت سے تنگ
دونون جانب ایک ہی الزام ہے

ہر گھڑی ہی موت کے پنجے مین جان
آشیان بلبل کا زیر دام ہے

جس سے ٹوٹی تھی مری توبہ حفیظ
اب تبرک وہ شکستہ جام ہے

کیا چیز ساتھ لائے ہین کوے حبیب سے
ہاتھ آگئی ہے درد کی دولت نصیب سے

روشن ہے آنکھ جلوہ روے حبیب سے
حسن ازل کو دیکھ چکی ہے قریب سے

جب یہ سمجھ چکے کہ نہین موت سا علاج
پھر اپنے دل کا حال کہین کیون طبیب سے

شہرہی اُنکے دور سے جسکا ہوئے ہین عشق
یہ آنکھ اُس کو دیکھ سکے گی قریب سے

بیکار ایک عمر سے ہوتی ہین گوشہ نشین
مدت سے لڑ رہا ہون لڑائی نصیب سے

آئینے پر نگاہ جو کی دل تڑپ گیا
کیا ہو اگر وہ آنکھ ملا لے رقیب سے

آتی نہین کسی کی شکایت زبان پر
ہمکو اگر گلہ ہے تو اپنے نصیب سے

نالے تو بے اثر تھے گئی چپکی داد بھی
ضبط فغان بھی ہو نہ سکا عندلیب سے

یاد آئین اسکو دیکھ کے اپنی مصیبتین
روئے ہم آج خوب لپٹ کر رقیب سے

مدنظر تو تجھ کو جلانے کی فکر ہے
اس ضد مین بچھ رہی ہے ابھی تک رقیب سے

ایمن ہو کوہ طور ہو کعبہ ہو عرش ہو
کوئی جگہ ہو شکل دکھاؤ قریب سے

دل لے رہا ہے ہجر مین ہی وصل کے مزے
باتین تمام شب ہین خیال حبیب سے

ہان کچھ تو التفات فقیرون کے حال پر
یون دور ہو نہ آنکھ بچا کر قریب سے

یہ کیا اُسی سے ایک زمانہ کو لاگ ہو
ہمکو ذرا لگاؤ ہو جس خوش نصیب سے

جس نے دیا ہے درد دوا اُسکے ہاتھ ہے
یہ وہ مرض نہین کہ شفا ہو طبیب سے

ملنے مین اجتناب ہے کھنچنے مین اتحاد
بہتر ہے دور آپ کا رہنا قریب سے

دنیا کے عاشقون سے ہے اپنا میل جول
پروانے سے جلن نہ کھٹک عندلیب سے

کیا جانیے آج اُٹھ کے گیا کسطرف حفیظ
کیا اُس گلی مین دھوم تھی کل اُس غریب سے

ہم سے کھنچکر غیر سے ملنے کی بھی اچھی کہی
سُن کے تلوون سے لگی یہ انکھی اچھی کہی

پند کر ناصح ذرا موقع محل بھی دیکھکر
فصل گل مین اور ترک میکشی اچھی کہی

کیون نہو درپردہ رکھنا دشمنون سے ساز باز — اور پھر مجھ سے بھی عہد دوستی اچھی کہی

آپ تنہا بام پر سوئین شب مہتاب مین — کس طرح کٹتی ہی میری زندگی اچھی کہی

تذکرہ غیرون کا ہم چپکے سنین چپ بھی ہو — ایسے موقع پر سکوت و خامشی اچھی کہی

مفت مین بدنام ہوتا یہ بھی کوئی بات ہے — آپ سے صاحب سلامت دور کی اچھی کہی

واہ کیا پہچانتے ہو تم محبت کی نگاہ — میری آنکھون سے ہے اچھی آرسی اچھی کہی

اے حفیظ اس بات کے قائل ہین اہل کمال
جس زمین مین جو غزل تو نے کہی اچھی کہی

کیا ہو امید وصل کہ اُن کا یہ حال ہے — ہر وقت اک فریب ہے فقرہ ہی چال ہے

وہ تمکنت سے چپ ہین ادھر یہ خیال ہے — خوش ہین کہ لاجواب ہمارا سوال ہے

پرسان ہو کون میرے دل داغدار کا — تربت کا یہ چراغ ہے مفلس کا مال ہے

ذکر شراب سنتے ہی آنکھین لہو ہوئین — کہیے جناب شیخ یہ غصہ حلال ہے

قاصد وہان پہونچتے ہی جم جائینگے قدم — اُسکی گلی سے پاؤن کا اُٹھانا محال ہے

کیا پوچھتے ہو ہوتے ہین کس طرح دن بسر — خود دیکھ لو چھپا تو نہین دل کا حال ہے

ناصح تری صلاح سے انکار تو نہین — مجبور ہون کہ وضع کا تھوڑا خیال ہے

دشمن سے ہوکے پرسش احوال سے غرض — کہنہ وہ رنجشین تھین یہ تازہ ملال ہے

بیٹھو برآمدہ مین کہ کمرے مین کیا غرض — اگلی سی تاک جھانک نہ اب دیکھ بھال ہے

رکھتا نہین ہے پاؤن کبھی جو زمین پہ — اپنا اُسی کی چال سے دل پائمال ہے

کچھ پوچھیے نہ وادی وحشت کا ماجرا — مجنون کی سرگذشت مرے حسب حال ہے

تم سے جو چار روز بھی کوئی نباہ دے — بے شبہہ اُسکو جبر مین حاصل کمال ہے

سو بار کھا چکا ہون فریب وفا مگر
اک دشمن وفا کا ابھی تک خیال ہے

آنکھو مین اپنی خواب گذشتہ کا ہے خمار
روز فراق - وصل کی شب کا خیال ہے

لیتی نہین ہے ضبط سے رسوائیون کی داد
اپنا سکوت باعث اخفاے حال ہے

کہتے ہین مجکو تیری محبت سے کیا ملا
ہر وقت یہ عجیب طرح کا سوال ہے

بیر ہم سے اے حفیظ نہ کیون ربط خاص ہو
وہ آج شاعرون مین مرا ہمخیال ہے

تراہ کورٹ لگی ہے شراب طہور کی
آیا ہے میکدہ مین تو سوجھی ہے دور کی

ہر شعر مین تڑپ ہے طبیعت سے نور کی
دیوان مین جو غزل ہے وہ چوٹی ہے طور کی

واعظ سنی سنائی ہے تعریف حور کی
کیونکر یقین ہو کہ خبر ہے یہ دور کی

نالون سے میرے کیون نہ قیامت بپا ہوئی
کیا ایسی دردناک ہے آواز صور کی

پیر مغان کے ہاتھ سے ساغر جو مل گیا
باقی ہوس رہی نہ شراب طہور کی

بدلا کسی سے رشک کا لینا ہے حشر مین
اللہ ہے جو آنکھ پڑے مجھ پہ حور کی

دل مانگنے مین بھی نہ گئی شان تمکنت
وقت سوال بھی رہی چتون غرور کی

رکھا ہے اسنے وعدۂ دیدار حشر پر
اچھی سزا ہوئی ہے دل ناصبور کی

دل کا طواف کیجیے کعبے کا ہے جو شوق
اس راہ سے قریب مسافت ہے دور کی

اچھون کی خاک پا کو بھی حاصل فروغ ہے
موسی کے ساتھ کھل گئی تقدیر طور کی

عیش گذشتہ ہجر مین بھولے تو کیا عجب
رہتی نہین خمار مین لذت سرور کی

اس شہر کو حفیظ کیا ہم نے لکھنو
ٹکسال چڑھ گئی ہے زبان جونپور کی

خمسہ برغزل خود

اثر کیونکر مرے نالون مین پیدا ہو نہین سکتا
محبت مین نہو تاثیر ایسا ہو نہین سکتا
کبھی باور مجھے تیرا یہ کہنا ہو نہین سکتا
عبث کہتا ہے ناصح وصل اُسکا ہو نہین سکتا
بشر چاہے جو اے نادان تو کیا ہو نہین سکتا

فقیرون کیطرح ہم اُس گلی مین پھرتے ہین دن بھر
زبان پر خیر کے کلمے نظر رہتی ہے سوے در
رہا کرتی ہے یونہین توسے تاک جھانک اکثر
جہان چلمین اُٹھی اور آنکھ اپنی جا پڑی اُن پر
بجا ہے دیکھنے والون سے پردہ ہو نہین سکتا

ذرا سینے پہ رکھکر ہاتھ اپنے دل ہی سے پوچھو
تمہین منصف بنو اچھا تمہین انصاف سے کہدو
بھلا ان باتون سے کیونکر مرے دلکو تسلی ہو
زبان گو وصل کے اقرار پر دیتے ہو تم مجکو
مگر آنکھین کہے دیتی ہین ایسا ہو نہین سکتا

حسینون کی محبت کا چڑھا ہو جسکے سر پر جن
سمجھ لینا ہے پورے اب اُسکے زندگی کے دن
علاج اسکا اجی کرنیکو تو کرتے ہین سب لیکن
دوا درد محبت کی نہین ممکن نہین ممکن
مسیحا سے ترا بیمار اچھا ہو نہین سکتا

اُٹھاؤ سر ملاؤ آنکھ صاحب ہوش مین آؤ
ادھر دیکھو سنبھالو دل کرو ضبط اب نہ گھبراؤ
یہی موقع ہے اعجاز بیان کچھ اپنا دکھلاؤ
حفیظ آئے ہین وہ باتین بنا کر انکو ٹھہراؤ
اجی شاعر تو ہو کیا تم سے اتنا ہو نہین سکتا

اشعار متفرقات

حشر مین گذرے جدھر آپ کی امت والے
جو مدینے مین شب و روز رہا کرتے ہین
پیشوا ان کو ملا آپ سا محبوب خدا
عمر جو یثرب و بطحیٰ مین بسر کرتے ہین
حبیب خدا ہے پیمبر ہمارا
حفیظ اہل دنیا سے کیا کام ہمکو
اپنی ہی ضد کی کہا ایک نہ مانا میرا
ہجر ساقی مین یہی غم ہے تمنا ہے شراب
کیون مری لاش پہ آکر ہوسے انگشت نما
ہجر مین آس وصل کی بھی ہے
جو چاہین لکھ لین کاتب اعمال شوق سے
بند طائر کوئی قفس مین نہ ہو
میکدہ جان کے ہم مست ٹھہر جاتے ہین
دل لیکے بھی بوسے کی اجازت نہین دیتے
گذرے گی کیا فراق مین اس بدنصیب پر
کون یہ آیا جو دل کو ہوگیا صبر و قرار
ماہ و خورشید سے ہم آنکھ ملاتے بھی نہین
آئین ہم خبر کو ادھر وہ تو ہے احسان اُن کا
کیا مزہ ہجر مین ہے وصل کا وعدہ کرکے

اُنگلیان اُٹھین کہ وہ آتے ہین جنت والے
ہمسے پوچھو تو وہی لوگ ہین قسمت والے
کیون نہ اترائے پھرین آپکی امت والے
اُنکی کیا بات ہے وہ لوگ ہین جنت والے
بڑے اوج پر ہے مقدر ہمارا
خداوند ہے بندہ پرور ہمارا
ہاے بیدرد نے کچھ در د نہ جانا میرا
کہین آنکھون سے ٹپک جائے نہ آنسو ہوکر
اور کچھ دیر طبیعت کو سنبھالا ہوتا
رنج کے ساتھ کچھ خوشی بھی ہے
کچھ دستخط مرے نہین فرد گناہ پر
آدمی آدمی کے بس مین نہ ہو
جب نظر آتی ہے مسجد کوئی آباد کہین
وہ مال بھی لیتے ہین تو قیمت نہین دیتے
جسکا شب وصال ہین ہو بیقرار دل
کسطرف اے بیقراری آج تو جاتی رہی
ایسے ویسے تو نگاہو مین سماتے بھی نہین
بیخودی ہم تو کبھی آپ مین آتے بھی نہین
وہ جو بھولے ہین تو ہم یاد دلاتے بھی نہین

یہ نئی طرح کی ہے شرم یہ پردہ ہے بنا
آپ ہی جب تو جلی جاتی ہے اپنی آگ مین
گھٹا دینا محبت یون بڑھا کر لوٹے دل کے
دل مرا پھانسنے کو تم نے اٹھا رکھا کچھ
راحت فزا حفیظ ہے ایذا اے لکھنو
یون ہی سہی جو مان لو تم میری بات کو
سود و زیان سے عشق کے آگاہ ہو حفیظ
ایک کی ہو کے کب رہی دنیا
بھیجتے ہین وہ خط پہ خط بیرنگ
ہے غفور الرحیم ذات تری
یہ وصل مین دھمکیان ہین اُن کی
ملنا ہے اگر عدو سے تم کو
مجھے دیکھا تو شوخی سے یہ فقرہ تازبان پایا
بیٹھو تو ذرا آکے مری بزم عزا مین
لو اُن سے آج ترک ملاقات ہو گئی
کس منھ سے کہون لذت بیداد کسی کی
سنتے ہین کہ کچھ چھیڑ سی ہے باب اثر پر
ایک ہی چلو مین زاہد آپ سے باہر ہوا
بظاہر ہے حفیظ اک رند مشرب

پھرتے آنکھون مین بھی ہین شکل دکھاتے بھی نہین
حال پروانون کا تجھ سے شمع محفل کیا کہین
یہ طرفہ ظلم ہے ظالم نہ ملنا چارون مل کے
اک نہ اک وزہی کرتے رہے ہے ٹونا جادو
لوٹا ہے رہزنون نے مجھے عیش باغ مین
موقع نہین ہے دن کو تو آؤ نگار رات کو
سنکر گرہ مین باندھ لو تم اُسکی بات کو
ہے یہ ہرجائی اک زمانے کی
روز دستک ہے ایک آنے کی
تیرے بندون کو آسرا یہ ہے
اچھا اچھا ہمین ستاؤ
پہلے مجھے خاک مین ملاؤ
خدا کی مار ہو کمبخت تجھ پر تو کہان آیا
یہ رسم بھی کیا تم سے ادا ہو نہین سکتی
جس بات کا تھا خوف وہی بات ہو گئی
ہوتی ہے شکایت دل ناشاد کسی کی
لڑتی نہ ہو تا تیر سے فریاد کسی کی
حال کیا ہو تا اگر تھوڑی سی پیتا او بجی
مگر یہ شخص باطن مین ولی ہے

جائین نہ آسمان کی بیکار گردشین — انداز تم دکھا دو اسے اپنی چال کے

مرے پہلو مین ٹھنڈی سانس دشمن کے لیے بھرنا — یہ کیسا ظلم ہے ظالم ذرا انصاف تو کرنا

نہ لین ہم سے وہ خوشی اُن کی — دیکھ لی ہم نے دوستی اُن کی

رات بھر جاگے نہین بزم عدو مین تم اگر — کیون جھکی پڑتی ہین آنکھین نیند کے ماتے ہو کیون

سخت مشکل آ پڑی ہے وصل کیا آپہین ہو — ہم پرائے دیس مین ہین تم پرائے بس مین ہو

بے بسی کیا چیز ہے کہتے ہین کس کو بیکسی — پوچھیے اس سے کہ دل جسکا کسیکے بس مین ہو

غیر کی تم سے طبیعت پھر گئی — عقل زائل ہو گئی مت پھر گئی

توبہ ہم نے کی تھی اسے زاہد مگر — دیکھکر برسات نیت پھر گئی

اقربا تاڑ گئے عطر کی بو پھیل گئی — راہ مین کھل گئے نامے جو وہان سے آئے

روز پڑھ پڑھکے جو کیسے مین دھرے جاتے ہین — ہم بھی دیکھین تو یہ نامے ہین کہان سے لائے

اُنکو ڈر اپنے پرائے کا مجھے وضع کا پاس — خود مین کیون جانے لگا اور وہ بلائین کیونکر

چارہ ہمارے درد کا کیا چارہ گر کرے — دل پہ نظر کرے کہ جگر پہ نظر کرے

بجا کہتے ہو سچ کہتے ہو ہان پھر بھی یہی کہنا — جفا کی جسکو خو ہو وہ کسی پر مہربان کیون ہو

ذکر عدو پہ واہ جو منھ سے نکل گئی — کیا مین نے اُسکی شان مین بٹا لگا دیا

چولی دامن کی طرح ساتھ رہا ہے تیرا — تو ہی اسے درد بتا مجھکو ٹھکانا دل کا

مجھے جہان سے یارب نہ روسیاہ اُٹھا — اُٹھا تو اپنی گلی سے بے گناہ اُٹھا

روتے ہین غمگسار کسے غم مین — عمر کٹتی ہے دل کے ماتم مین

حوض کوثر پہ ترا کام ہے کیا اے زاہد — تجھکو کمبخت نہ پینا نہ پلانا آئے

یہ کون کہے اور بھی دنیا مین حسین ہین — پھر اس سے کہ دعوی ہو جسے ایک ہمین ہین

پھر اعتراض کیجیے ترتیب بزم پر
پہلے یہ دیکھیے کہ کسی مین حواس ہین

ہنگام نزع بھی یہ خدا جانے کیا بنے
آؤ تو دیکھ لین کہ ابھی کچھ حواس ہین

یونہین نکال حسرت پابوس بعد مرگ
چل پھر سکے تو تربت کو مری پامال کر

ناواقفان فن سے ہین کوئی کد نہین
اُنکے لیے کلام خدا بھی سند نہین

دامن نگون کا باغ مین اُلجھا ہے خار سے
وہ کون سی جگہ ہے جہان نیک و بد نہین

جاینگے نہ خالی دل بیتاب کے نالے
مظلوم کی فریاد ہے بیکس کی دعا ہے

ہوس ہے پرواز کی جیسے کیا اڑا ہون صیاد کی نظر سے
وہ طایر پر شکستہ ہون جو اُڑ کے پہنچے نہ آشیان تک

میری باتون پر ذرا تو کان رکھ
دیکھ پھر کہتا ہون سُن اور دھیان رکھ

کیا ڈراتا ہے قہر سے واعظ
ایسی ویسی ہے اُسکی رحمت کیا

ہاتھ آتے کسی تدبیر سے آپ
مل سکے ہین مری تقدیر سے آپ

خلق مین لیلیٰ کو رسوا کر گیا
قیس تھا بے شبہ آوارہ مزاج

کیا ترے غصے کی چتون کیا محبت کی نگاہ
لوٹ جاتا ہے مرا دل ہر ادا کو دیکھ کر

ستم کی طرح کیجیے دنیا کا مال جمع
یارب نہ ہون دماغ مین ایسے خیال جمع

بڑے خطر کی جگہ ہے دنیا یہان پہ غفلت روا نہین ہے
سوتے ہے سامان کوچ کر لے کہ یہ ٹھہرنے کی جا نہین ہے

نگاہ کم سے نہ اسکو دیکھو حفیظ کے قدردان بہت ہین
حقیر سمجھو کہ وہ کیون ہیگا غلام تو آپ کا نہین ہے

مرے گناہ نہ دیکھ اے کریم تو یہ دیکھ
کیے پر اپنے مجھے انفعال کیسا ہے

ہمین بھی صورت شبنم چمن مین رہنا تھا
سحر کو کوچ تو شب کو مقام کر لیتے

دیتا ہے لطف وصل مین انکار اور بھی
آتا ہے اس ادا پہ مجھے پیار اور بھی

موسیٰ ہی تک رہے ہاے جلوے کا کیون ظہور
باقی ابھی ہین طالب دیدار اور بھی

سن سنکے تیری شان کہی کے تذکرے / اترا رہے ہین تیرے گنہگار اور بھی
کہتے ہین اے حفیظ جسے سہل ممتنع / وہ رنگ شاعری کا ہے دشوار اور بھی

عرضی بحضور سید محمد علی صاحب ڈسٹرکٹ وسشن جج جونپور

کرتا ہون عرض حال دعا و ادب کے ساتھ / قائم رکھے حضور کی اللہ افسری
مجھ ایسے دل گرفتہ و آفت رسیدہ کو / ہرگز کسی طرح نہین پھبتی اسیری
کوئی وظیفہ خوار نہ اہل دول ہون مین / ورثہ ہے خاندان کا فن سپہگری
بے بہرہ آج اس سے بھی ہون وائے بے نصیب / تلوار دیکھتا ہون تو ہوتی ہے تھرتھری
تھوڑی سی جو زمین کھنڈر کے ہے طور پر / دریا کا جوش کرتا ہے اسمین شناوری
واقع نشیب مین وہ اراضی ہے اس لیے / برسات مین تو رہتی ہے پانی ہی سے بھری
فصل ربیع ہوتی ہے قدرے قلیل کچھ / وہ بھی کبھی جو کرتی ہے تقدیر یاوری
علم و ہنر سے کوئی جو ہوتا مرا رفیق / کرتا وہ آج منزل مقصد کی رہبری
بالفرض علم ہو تو مڈل کی سند کہان / اسکے بغیر ساری لیاقت رہی دھری
یہ قید وہ لگی ہے کہ برسون اڑائی خاک / سرکار سے ملی نہ ٹکے کی بھی نوکری
طرہ یہ اس پہ اور کہ ہے کثرت عیال / کیا کیا سلوک روز ہی کرتی ہو بے زری
اب کیا کہون کہ ہوتے ہین کسطرح دن بسر / کچھ لوگ ہین جو گوہر مضمون کے جوہری
یہ تو نہین کہ ہے کسی قابل مری بھی نظم / احسان ہے جو کرتے ہین وہ ذرہ پروری
اکثر سفر کی رہتی ہے زحمت مجھے نصیب / آوارہ ہر طرف لیے پھرتی ہے شاعری
آیا کبھی وطن مین تو آرام کے عوض / لیتی ہے میری جان کچہری کی حاضری

پیسہ نہو تو کیا ہو سواری کا بند و بست
پیدل چلون تو پاؤن پکڑتی ہے لاغری

دل مین ہے اسکے ساتھ یہ کھٹکا لگا ہوا
ہوجائے جو راستے مین کہین دیر اک ذری

جرمانہ ایسے جرم کی ہے لازمی سزا
منسوخ جس طرح کہ نہو حکم نادری

کرتا ہون جلد بعد مسافت یہ طے اگر
ہوش و حواس مین مرے پڑتی ہے ابتری

کیا ہو مقدمے کا خیال ایسے حال مین
سب عذر سے قوی ہے مرا عذر آخری

ہوتا ہے دن تو آپ کے اجلاس پر تمام
کیا پھر رزق شام کو ہو فکر سرسری

اب چاہتا ہون عدل عدالت کے سامنے
امید عفو کہتی ہے کہدو کھری کھری

مجھ فاقہ کش کو اپنی ہی فکرون سے کب نجات
منصب یہ اُنکے ہین کہ جنھین ہیچ تونگری

سنیے بگوش حلم یہ عرض حفیظ کی
انصاف کہہ رہا ہے اسے کیجیے بری

قطعہ در تہنیت غسل صحت عالیجناب سید محمد سعادت علیخان صاحب مالک ریاست ہمیر پور

اُڑی ہے آج خبر کس کے غسل صحت کی
دم مسیح کے باد سحر مین ہین آثار

ذرا بھی سوز درون آج اُسکے دل مین نہین
نہال باغ مین شادی سے ہو رہا ہے چنار

روش ہے صاف شجر سبز پھول پھل شاداب
سحر کا وقت ہے بادل ہو پڑرہی ہے پھُہار

لٹا رہا ہے زر گل کہین تو شاہد گل
نثار کرتی ہے شبنم کہین دُر شہوار

چہل پہل کا جو سامان یہ نظر آیا
کیا نسیم سے مین نے بھی حال استفسار

کھلی یہ بات جو ہے جان زینت مجلس
ہما ہے اوج سعادت رئیس خوش اطوار

چلا ہے بزم مین جام آج اُسکی صحت کا
اُسی کے نشے مین چھوٹے بڑے ہین سب سرشار

عزیز شاد ہین بشاش ہین انیس و جلیس
کچھ آج اور سے ہے اور رونق دربار

فضول مدح سرائی نہین مرا شیوہ
خدا گواہ خوشامد نہین ہے اپنا شعار

بُرا ہے اسکو کہون گا کبھی جو اچھا ہے
وہ بات سچ ہی کہون گا جو واجب الاظہار

کسی غرض سے نہین یہ مری ثنا ہرگز
کسی کی بخشش و انعام سے نہین سروکار

کیا ہے سیر مجھے دولت قناعت نے
مری نگاہ مین یکسان ہین مفلس و زردار

یہ جانتا ہون کہ جھکنے مین ہے سرفرازی
سمجھتا ہون پھر بھی کہ آخر ہین تیغ جوہردار

سمجھ چکا ہون زمانے کے اونچ نیچ کو خوب
اگر غرور کو پستی تو عجز کو ہے وقار

بنا لیا ہے عنایت نے آپ کی بندہ
دعا یہ کرتی ہے سر جھکا کے قدم پہ نثار

یہ مجھ سے بندۂ ناچیز پر کرم کی نگاہ
نوازشون کی کوئی حد نہ لطف کا ہے شمار

کیا ہے دل کو مسخر بس انتہا یہ ہے
ہزار جی سے ترے خلق کا ہون شکر گزار

زبان مدح یہان لال ہے کہ خود ممدوح
ہے ایک شاعر رنگین نوا طبیعت دار

حفیظ اب ہے مناسب دعا پہ ختم سخن
پسند آئینگے کس کو یہ تیرے پست اشعار

الٰہی اور ترقی ہو عمر و دولت کی
الٰہی اور بڑھے شان عز و جاہ و وقار

قطعہ تاریخ عطائی خلعت و تیغ جناب راجہ کھیم صاحب بہادر از جانب سرکار انگلیشیہ

راجہ صاحب کو جب ملا خلعت
بڑھ گئی اور شان عزت و جاہ

جو تمنا تھی آپ کے دل کی
آج پوری ہوئی وہ خاطر خواہ

مصرع سال ہے یہ صاف حفیظ
تیغ کیا برق دم ملی ہے واہ
۱۹۳۰ء

قصائد

بھرتی برسات مین ساقی سے ہوئی کیا ان بن
دیکھکر ابر سیہ آنکھو نمین بھر آئے اشک
خار کی طرح کھٹکتی ہے بہار آنکھون مین
نغمے بلبل کے لگاتے ہین جگر پر ناوک
دیکھکر سبزۂ نوخاستہ دل ٹوٹ گیا
جی جو افسردہ ہے گلزار ہے آتش خانہ
مجکو صحرا کے بگولون کا گمان ہوتا ہے
شور ماتم ہے یہ آواز پپیہون کی نہین
اک طرف سکتے کے عالم مین کھڑی ہے نرگس
دل دھڑکتا ہے کہین کوندکے بجلی نہ گرے
چار پھولون کا بھی دیکھا جو کسی جا جھرمٹ
دیکھکر مجکو سراسیمہ و غمگین یکسر
سرو نے دور سے انگلی کے اشارے سے کہا
دیکھکر مجھکو مگر حال پریشان ہے مرا
سن کے اس بات کو پہلے تو مین خاموش رہا
ہاتھ سینے پہ جو رکھا تو کلیجا ٹھہرا
پھر کہا مین نے کہ کیا کیجیے قسمت کا گلہ
وحشت انگیز ہے قصہ مرا طولانی ہے
مین بھی گلزار مین برسات بسر کرتا تھا

چھا گئی غم کی گھٹا دل پہ جو برسا ساون
آئی جب ٹھنڈی ہوا بڑھگئی سینے کی جلن
لیکے جاتی ہے جو وحشت کبھی سوے گلشن
زخم خندہ کیطرح ہنستے ہین گلہاے چمن
آگئی یاد کسی دھانی دوپٹے کی پھبن
پھوٹی نظرون نہین بھاتی ہی بہار گلشن
رقص کرتے ہوئے پھرتے ہین جو طاؤس چمن
کوک کوئل کی سمجھتا ہون صداے شیون
اک طرف فکر مین خاموش پڑی ہی سوسن
کہدو مطرب سے کہ اسوقت نہ گائے ساون
آنکھ مین پھرنے لگی صحبت احباب وطن
ہوگئے مضطرب الحال ہوا خواہ چمن
گرچہ اس باغ مین مجکو نہین یاراے سخن
ہاے کس غم مین ہے تصویر الم تو ہمہ تن
جوش گریہ سے کسی طرح نہ کھلتا تھا دہن
لب کو جنبش ہوئی دل کی جو تھمی کچھ دھڑکن
اگلی باتون سے ابھرتا ہے مرا زخم کہن
مختصر ہو کے بھی ہے دفتر صد رنج و محن
ہان کبھی میرے بھی سر پر تھی ہواے گلشن

آجتک آنکھون مین پھرتا ہے وہ دیکھا ہے سمان
کان بجتے ہین ابھی تک وہ سُنا ہے ساون

اک حسین میرے بھی پہلو مین رہا کرتا تھا
ہاے غارتگر دین اسکی ادا توبہ شکن

بے پیے آٹھ پہر جوشش جوانی کا سرور
بزم و خلوت مین صراحی کی طرح قہقہہ زن

ساتھ شوخی کے وہ کچھ شرم بھی کچھ تمکین بھی
بات کرنے کا وہ انداز جھکا کر گردن

دل تڑپتا ہے کلیجے پہ چھری چلتی ہے
یاد آتی ہے جب اُسکی وہ نوکیلی چتون

چاک رکھتا ہون گریبان کہ ابھی دھیان مین ہے
اونچی چولی کی پھبن اور وہ نیچا دامن

ننگ زینت تھی اُسے ہاے نفاست اُسکی
بھول کر بھی کبھی زیور نہ کیے زیب بدن

بات پیدا وہ بناوٹ مین کہان ہوتی ہے
اور ہی کچھ ہے جسے کہتے ہین بیساختہ پن

محفل عیش ہین - چلتا تھا جو دور ساغر
روز ہی ہوتے تھے دو چار تئے توبہ شکن

پینگ جب نشہ کے بڑھتے تھے سرور آتا تھا
بانہین ہوتی تھین کسی کی تو کسی کی گردن

رات دن اپنی اسی طرح بسر ہوتی تھی
جل مرا دیکھ کے یہ عیش و طرب چرخ کہن

تفرقہ - تفرقہ انداز نے ڈالا ایسا
جو دلی دوست تھے اپنے ہوے جانی دشمن

بار اُٹھا جب نہ مرے خرچ کا کھسکی دولت
جاتے ہی اسکے پھر اقبال نے بدلی چتون

پھر تو ہونے لگا ہر ایک کا برتاؤ نیا
دور رہنے لگے مجھ سے مرے احباب وطن

رفتہ رفتہ ہوئی صحبت ہی وہ برہم درہم
دیکھتے دیکھتے بدلا یہ زمانے کا چلن

یہ تو سب کچھ ہوا لیکن یہ رہا وضع کا پاس
ہاتھ سے اپنے قناعت کا نہ چھوڑا دامن

سالہا سال رہی قرض کی بسر اوقات
یون بھی جب نبھ نہ سکی ہو گئے آوارہ وطن

کام آتا ہے کہان کوئی بجز ناکامی
یعنی اس دور مین باقی نہ رہی قدر سخن

کون ہے دست طلب جسکے کہان پھیلائین
کس کے در پر کوئی اب جا کے پسارے دامن

جاے انصاف ہے یہ وقت پڑا ہو جس پہ
مین نے جب لہجۂ پُر درد مین تقریر یہ کی
داغ لاسے کے جگر کا اُبھر آیا کچھ اور
کفِ افسوس ہر اک برگ شجر سے ملنے لگا
بڑھ گئی اور بھی نرگس کی پریشان نظری
شاخِ گل سنتے ہی اس حال کو سر دھننے لگی
باغ مین چار طرف نغمۂ بلبل کے عوض
باغبان دیکھ کے یہ حال پریشان ہوا
پاس ہم آکر مرے اس طرح کیا اُسنے خطاب
گوشۂ باغ مین دل تھام کے مین نے بھی سُنا
ناموافق ہی رہا ہے یہ زمانہ اُس سے
حق بجانب ہے اگر شاکیِ غربت ہو آپ
شرطِ ہمت یہی ہے جو سر پہ فلک ٹوٹ پڑے
کون کہتا ہے کہ دنیا مین نہین قدرِ کمال
آج مانا کہ لگا ہوتین یہ ہر خوار و ذلیل
لاکھ عسرت ہو مگر چاہیے شاہانہ مزاج
یہ کوئی بات ہے ساقی کے نہو دل پہ اثر
آ مرے ساتھ دکھاؤن مین تجھے اک دربار
مین نے سنتے ہی یہ مژدہ وہ کہا اک مطلع

کیون غم و یاس کی تصویر نہ ہو وہ ہمہ تن
ہو گئے رشک سے پریشان جوانانِ چمن
پڑ گئے نیل یہ منھ پیٹ کے روئی سوسن
غم سے پھولون نے بھی چاک اپنے کیے پیراہن
سرو استادہ ہوا جھاڑ کے اپنا دامن
بید لرزان ہوا تھرا گئے ہر اک نخلِ چمن
پتے پتے کی زبان پر تھی صدائے شیون
کہ کہین مفت نہ برباد ہو آبادِ چمن
اک ذرا میری طرف دیکھیے اے مشفقِ من
آپ جو کچھ کہ بیان کر گئے احوالِ محن
جتنے گذرے ہین غرض اہلِ قلم اہلِ سخن
اہلِ جوہر سے ہمیشہ یہ چھوڑا آتا ہے وطن
ہاتھ سے صبر و قناعت کے نہ چھوٹے دامن
کون کہتا ہے کہ باقی نہین اب قدرِ سخن
سب پہ آئینہ ہے ممتاز کبھی تھا یہ فن
غم ہے کیا جب ترے قبضے مین ہو اقلیمِ سخن
ہان مگر شعر مین درکار ہے بیساختہ پن
چل مرے ساتھ اُٹھا تا ہو اگر لطفِ سخن
جسکو پڑھتے ہی چڑھا نشۂ صہباے سخن

مطلع

آ ادھر ساقی مستانہ ادا توبہ شکن
دے مجھے ڈھال کے ساغر مین مے کہنہ کہن

شرم رکھنا مری مستی کی ذرا وقت خمار
کہ ترے نام سے کرتا ہون مین آغاز سخن

جادۂ نظم سے نشہ مین قدم ڈگنے نہ پائے
تجکو معلوم ہے جیسا کہ یہ ہے نازک فن

لطف و خوبی سے مری نظم مرصع ہو جائے
جیسے آراستہ پیراستہ اک تازہ دلھن

دیکھکر آب سخن عارض خوبان فق ہو
سادہ اک شعر جو پڑھ دون تو اُڑے رنگ چمن

ہون کچھ اس طرح کے چبھتے تڑپتے اشعار
شوخ معشوق کی جس طرح نوکیلی چتون

سخن نو کا مرے ہو یہ جہان مین شہرہ
سب کی نظرون سے اُتر جائین مضامین کہن

وہ تر و تازہ ہو گلہائے مضامین کا باغ
سامنے جسکے ہو بے رنگ بہار گلشن

زاغ بھی کھائے جو اس باغ کی دو روز ہوا
پھر وہ برسون رہے بلبل کیطرح چہچہہ زن

ڈال کر منھ سے لہو رنج حسد سے مرجائے
ہو یہ مجروح مری تیغ زبان سے دشمن

سخن نو کی مری دھاک بندھے عالم مین
منھ مرے سامنے کھولین نہ فصیحان زمن

اور کیا اہل قلم تک مرا لوہا مانین
یون کہین اہل سخن سے ہے یہ سخن مستحسن

جھوم کر وجد مین جب مدح کے اشعار پڑھون
بلبل قدس کے لب پر بھی ہو احسن احسن

سُن لے سُن سے مری ہر ایک کی سُننے والے
بھر دے بھر دے گل نغمون سے میرا دامن

تابکے اے دل آشفتہ بیان یہ تمہید
آمدم بر سر مطلب کہ نہ ہو طول سخن

قطعہ

وصف اس کان ریاست کا ہے منظور نظر
جسکو خالق نے کیا جود و عطا کا مخزن

روز افزون رہے دولت کو ترقی اُس کے
لعل و الماس کی بڑھتی رہے جبتک معدن

اور مشہور زمانہ ہو عطا کا شہرہ ‏ اور حاتم کی طرح نام ہو اُس کا روشن

امتحان فہم و فراست کا اگر ہو جاوے ‏ اہل ادراک کہین اسکو فلاطون زمن

بیٹھے صحبت مین جو نادان تو دانا ہو جائے ‏ تیز ہو عقل کرے بات جو اُس سے کودن

ہے وہ تقریر مسلسل جسے مانین حکام ‏ بحث مین اسکے کچھ اس طرح کا ہے میٹھا پن

سنکے دشمن جسے لب چاٹ کے رہجائے خموش ‏ تاب کیا ہے کوئی تردید مین کھولے جو دہن

ہر گھڑی نوک زبان ہے جو اصول منطق ‏ بات بڑھجائے جو ہو جائے کسے پاس سخن

اِس لیاقت پہ یہ اخلاق زہے شان کرم ‏ اِس ریاست پہ یہ الطاف زہے مستحسن

قطعہ

سرنگون دیکھ کے کوٹھی کی بلندی جو ہوا ‏ پھر فلک نے کبھی اپنی نہ اُٹھائی گردن

تیرے کمرے سے چھپے کیونکہ مکان جنت کا ‏ یہ عمارت ہے نئی اور وہ ہے قصر کہن

اِس کے اسباب نئے قطعہ نئی طرز نئی ‏ خلد کی کہنہ عمارت کے پُرانے فیشن

قابل دید ہے گملون کے درختون کی بہا ‏ انکی پتی کی وہ سبزی وہ گلون کا جوبن

خانۂ باغ ہے کوٹھی کے جو ہر چار طرف ‏ جس طرف دیکھیے پھولا ہے تر و تازہ چمن

یہ کنوان ہے کہ کوئی چھوٹی ہے کوثر کی سوت ‏ یا کوئی حور بہشتی کا ہے یہ چاہ ذقن

باغ کی آنکھ کا تارا ہے کہ تالاب یہ ہے ‏ پایا ہوا چشمۂ خورشید زمین پر روشن

چھوٹتا رہتا ہے فوارہ ہمیشہ اک طرح ‏ یعنی اس باغ مین ہے بارہ مہینے ساون

قطعہ

تیرے اصطبل مین بھی ابلق ایام کی طرح ‏ جوڑیان فرد تو بے مثل ہے اک اک توسن

چال وہ چال کہ پریان بھی قدم لینے کو آسکر ‏ دیکھیے گھوڑ گھٹ کی جو نوبت کو تو شرمائے دلہن

بال بنوری ہے صفا کان کنوتی کے درست
انکے سیندون کی وہ چوڑان وہ اونچی گردن

قطعہ

گاڑیان دیکھ کے حور اپنا چھپر کھٹ بھولے
ساخت انگلش کی ہے کوئی تو کوئی امریکن

مختصر یہ ہے کہ ہر چیز مین لاکھون جدت
ساز و سامان ہین اچھوتے تو نرالا فیشن

خوب ہی مجکو بھی سوجھی یہ انوکھی تشبیہ
دونون گھوڑے ہین پری تخت اُڑان ہین یہ فٹن

اِس سے سوگونہ تجھے اور خدا دے سامان
اے رئیس لُڑیسا مولوی محبوب حسن

اک ترے دم سے ہون وابستہ ہزارون جانین
اور بھی تیرے کرم کا ہو کشادہ دامن

تیری تعریف لبون پر ہو اسی طرح مدام
مُنھ مین جبتک ہے زبان اور زبان پہ ہے سخن

آج عالم مین چمک جائے حفیظ مداح
ہو ترا نیّر اقبال جو پرتو افگن

دیکھیے جس سمت چھایا ہی خوشی کا اک سمان
دن زمانے کے پھرے بدلا نظام آسمان

ہے طلسمی باغ یا کوٹھی کی آرائش کا حُسن
ہر در و دیوار اک پھولا پھلا ہے بوستان

شامیانہ ہے کہ چھایا سر پہ ہے ابر بہار
نصب خیمے ہین کہ برج نور مین ہین میہمان

جھاڑ ہانڈی کی ضیا سے ماند تنویر قمر
جس کنول کو دیکھیے ہے مثل انجم ضوفشان

ہین وہ گلدستے کہ تارے سے آنکھین ہین خنک
تازگی وہ جس سے شرمائے بہار گلستان

خاک کا ایک ذرہ ذرہ روکش خورشید ہے
رونق سطح زمین سے دب رہا ہے آسمان

اے زمین ہے آج تیرے بخت کا اختر بلند
اے فلک پالیدہ ہو کر تو پہونچ تا لامکان

ہر شبستان مین ادھر روشن چراغ حُسن ہا
خیمے خیمے مین اُدھر شمع ضیاء مہ رخان

ایک کے لب پہ تبسم قہقہوں سے چار مست
ہر طرف اک دھوم ہے شور مبارکباد کی
نام سے مہدی حسن خان کے نہیں آگاہ کون
اسکا کیا کہنا شگوفہ ہو جو ایسے باغ کا
خویش ہیں انکے سعادت تو ظفر بخت جگر
گلشن شاداب کے ہیں بوٹے بوٹے خوشنما
رشک گلشن ہے اک اک پھول اس گلزار کا
یون تو سب چھوٹے بڑے اس گھر کے با اخلاق ہین
آپ ہی کے ہاتھ مین ہے آج اس شادی کا نظم
کون ہے اب آج ایسا صاحب جود و عطا
اسقدر داد و دہش کا ہے کہان بازار گرم
واہ رے زندہ دلی ہر رنگ مین ہونا شریک
آپکے ہے دم قدم کی روشنی جس بزم مین
میزبان کو دیکھیے یا میہمان کو دیکھیے
زر کہان ہے جو نچھاور کیجیے نوشاہ پر
اسے تُحفے ہے حرمت جو اہل بزم کو آئے پسند

ہے خوشی سے خندہ زن مانند گل جنبی جہان
نغمہ سنج تہنیت ہر سازنہ ہے مثل زبان
یک زبان ہے خلق تھا وہ شخص فخر خاندان
پڑھتی ہون سنت عطا کیطرح جسکی قُل ایمان
دل کی ٹھنڈک دونون دونون آنکھونکی ہین پتلیان
کوئی ہے شمشاد قد تو کوئی ہے سرو روان
دُور رہی یارب ہمیشہ اس باغ سے دور خزان
لیکن اک فات سخاوت مین ہین سبھی نجیب سیان
آپ ہی کے انتظام حسن کا ہے یہ سمان
حوصلہ قیصر کا ہے حاتم کی ہین فیاضیان
کون ہے ایسا سخی اب آج زیر آسمان
پیر کی صحبت مین بوڑھے نوجوانون مین جوان
کیون نہ پھر ہو یہ اُلوالعزمی بجان میہمان
ایک سے اب ایک کے اعزاز کی ہے عز و شان
ہان مگر اللہ نے مجکو کیا سحر البیان
مین تجمل مضمون کی لایا ہون لگا کر ڈالیان

دونون بھائی کا رہے سرسبز باغ آرزو
اور یہ پھولین پھلین یا خالق کون و مکان

غسل صحت ہے مرے سرکار کا | آج نکھرا رنگ پھر دربار کا
حسن پھر اب مائل تزئین ہوا | بخت چمکا آئینہ بردار کا
کچھ نرالی آج ہے ترتیب بزم | اک تماشہ ہے سمان حضار کا
یہ خوشی اتنی خوشی ایسی خوشی | غم غلط ہے آج ہر غمخوار کا
قہقہوں پر قہقہے ایسے کہان | نام ہی ہے قہقہہ دیوار کا
گونج اٹھی نغموں سے محفل دیکھنا | ایک جادو ہے گلا لے دار کا
رقص کیا پتلی نظر مین پھر گئی | نقش باطل ہے یہان پرکار کا
جس طرف دیکھو کھلا ہی باغ حسن | بزم کیا تختہ ہے اک گلزار کا
ہو اگر اس جشن مین آکر شریک | دور ہو دکھ نرگس بیمار کا
اب کسے پرہیز کی طاقت حفیظ | دل ہی پیاسا شربت دیدار کا
محو اون ہین چھوڑ کر سب کو یہان | راستہ سے خانہ خمار کا
آج ہے پینے پلانے کا مزہ | ہان یہی موقع تو ہے ایثار کا
میکشوں کا غول لیکر اپنے ساتھ | گیند اچھال اب شیخ کی دستار کا
خوب ورگت آج اسکی بنتے دیجیے | ایک ہی دشمن ہے یہ میخوار کا
سب کو دوزخ مین دکھیلے دیتا ہی یہ | منحرف ہے رحمت غفار کا
کھینچیے گدی سے واعظ کی زبان | عیب پوشی حکم ہے ستار کا
خلق اسی نے تو کیے ہین نیک و بد | ایک ہی جلوہ ہے نور و نار کا
پھر جو میدان ستائش آگیا | رنگ بدلا خامے کی رفتار کا
ہو رہی ہے پھر دعاؤن پر دعا | حسن دیکھو لفظ کے تکرار کا

عمر و دولت کی ترقی ہو مدام | دبدبا بڑھتا رہے دربار کا
رات دن ہو عیش و عشرت مین بسر | روز و شب عالم رہے تہوار کا
پھر حسینون سے ہو پیدا رسم و راہ | سلسلہ جاری ہو پھر اب پیار کا
ہان بڑھے اُس چیز پر پھر پست شوق | پھر مزہ دے ٹوٹ جاتا ہار کا
ہو مبارک آج شوق و خیر کو | لوٹ لینا دولت دیدار کا
حاضر دربار کو مژدہ یہ ہو | آج دن ہے بخشش سرکار کا
دور سے ہم بھی دعا مین ہین شریک | حق رہے مد نظر حقدار کا
دھوم ہو داد و دہش کی دھوم ہو | مُمسکون کو رشک ہو ایثار کا
موتیون سے منہ بھرے تو کیا عجب | مدح خوان ہون اک طبیعت دار کا
پھر وہی ہو صحبت شعر و سخن | پھر صلہ مجھ کو ملے اشعار کا

پھر اُٹھے دست دعا پھر یہ کہون
بول بالا ہو مرے سرکار کا

قطعات

حفیظ اب کے ہے جمعہ و عید باہم | یہ روز سعید اے سخندان مبارک
مبارک تمہین حاجیو حج اکبر | یہ دورہ تجھے چرخ دوران مبارک
گلستان کو فصل بہاری کا موسم | تمہین جام زاہد کو ایمان مبارک
نوید خوشی دے رہا ہے یہ ہاتف | کہ اے عاشقو وصل جانان مبارک
سر خستہ حالان کو سودا ہے کاکل | رہے وحشیون کو بیابان مبارک

امیرون کو دولت سے ہو کامیابی
پیو پینے والو شراب محبت
نگاہون کو دیدار حسن دل آرا
دوا بیکسے تاثیر خود آ رہی ہے
گلون کو چمن بلبلون کو ترانہ
کدھر سے صبا آ ادھر بھی تو دم بھر

فقیرون کو روزی کا سامان مبارک
سرور دل و راحت جان مبارک
دل عاشقان کو ہو ارمان مبارک
مریضان الفت کو درمان مبارک
غزل کہنے والون کو دیوان مبارک
شمیم گل و بوئے ریحان مبارک

حفیظ سخن سنج کی یہ دعا ہے
کہ ہوا ہے ظفر عید قربان مبارک

کہان سیر جو کل عالم تصویر کی ہین سنے
پیکر صنعتین ایسی نقشین کہ بس دیکھ سکے جنکو
وہ دیکھو دھر دہری حسن خیال کی سے ہے تصویر
اب تام تیا سے کوئی کس کس کا کہا نتک
ہان صدقے کی تصویر کی کتنی ہے وجاہت

اللہ کی قدرت کا نظر آیا تماشا
حیران ہو بہزاد تو مانی کو ہو سکتا
جو لطف مجسم تھے جو اخلاق سراپا
خاصہ کوئی البم ہے کہ یہ پیچ کا کمرا
نقشا ہے سعادت کا اقبال نشان کا

فوٹو جو لیے آپ نے تاریخ یہ سوجھی
تصویرین کھنچی نادر یہان مصور کی ہے یکتا

سر پہ ہے فلک کے نور کا تاج
ہر حرف کی عرش پہ ہے کرسی

لکھنے جو چلا ہے حال معراج
معراج ہے حسن معنوی کی

اچھی ہے یہ حمد و نعت کی حد
اصحاب کا خاص مرتبا ہے
اب سنیے یہ التجا ہماری
غنتی کا ہے مدرسہ جو مشہور
تشریف ضرور لائیے آپ

احمد مین احد احد مین احمد
ایک ایک بزرگ پیشوا ہے
ہان ہفتم و بست کو ہے جبھی
و و شب ہے وہان بیان منظور
مابعد عشا کے آئیے آپ

آنکھون کو بچھائے ہے سر راہ
خواہان کرم ہدایت اللہ

سعادت علیخان والا کو یارب
یہ روز سعید آنکو پیش آئے دن دن
زمانہ ہو حلقہ بگوشون مین داخل
لگائین گلے ان کو خوبان عالم
چلے بادۂ عیش کا دور پیہم
کسی کا کسی سے بہم عید ملنا
جوانی کا یون ہی رہے دور دورہ
مزہ ہے اسی سن مین وارفتگی کا
کسی کا تصور رہے چشم و دل مین
یہی اک ترانہ ہو اس انجمن کا
مبارک تجھے خوگر عفو ہونا

ہو عید الضحیٰ کی مسرت مبارک
یہ ہو جاہ و اقبال و دولت مبارک
ریاست مبارک حکومت مبارک
حسینون کو ہو آنکی چاہت مبارک
بغل مین ہو اک حور طلعت مبارک
مبارک مبارک نہایت مبارک
مبارک ہو یہ حسن صورت مبارک
کہ ہے فصل گل تک یہ وحشت مبارک
محبت مبارک محبت مبارک
مبارک سلامت سلامت مبارک
عدو کو ہو شکوہ شکایت مبارک

کھلین تو یہ نوبا غنچہاے مضامین
مبارک ہو رنگ طبیعت مبارک

زمانہ کہے شیر دل شیر افگن
یہ طاقت یہ جرات یہ ہمت مبارک

رہے رعب - ہو آب شیرون کا زہرہ
دلیری مبارک شجاعت مبارک

یون ہی در پہ ہو مجمع اہل حاجت
مرے دین داتا سخاوت مبارک

بتون کی محبت ہو یاد خدا ہو
مبارک مجاز و حقیقت مبارک

بہت رہ چکے محفل میکشی مین
بس اب پارساؤنکی صحبت مبارک

جھکے اب نہ یہ سر کسی بت کے در پر
مگر اک خدا کی عبادت مبارک

مبارک ہو کعبے مدینے کا جانا
مبارک ہو حج و زیارت مبارک

حفیظ ایک کیا - مدح خوان ہو خدائی
سعادت کو ہو یہ سعادت مبارک

جناب سعادت علیخان کو یارب
مبارک ہو یہ عید اضحی مبارک

رئیسانہ شوکت کا ہو بول بالا
یہ اقبال یہ دور دورا مبارک

لباس شہانہ کی کہتی ہے زینت
یہ جوڑا مبارک یہ جاما مبارک

مبارک شب و روز ہو عیش و عشرت
یہ صحبت یہ محفل یہ جلسا مبارک

سمان آج کا دوسری عید تک ہو
یہ ہو عید قربان کا پیرا مبارک

حسینون کے جھرمٹ مین گذرے جوانی
گلے حسن والون سے ملنا مبارک

یہ آنکھین مرے حسن خوبان کے لوٹین
نگاہون کو ہو یہ تماشا مبارک

یہی دن یہی سن ہین کھل کھیلنے کے
یہ عیش و طرب کا زمانا مبارک

عروس خوشی سے لپٹے ہمکناری — مبارک دولھن کو یہ دولھا مبارک
بسر عمر ہو حُسن کی دیویون مین — حسینون پہ ہو دل کا آنا مبارک
مبارک اُن آنکھون کا متوالا ہونا — مبارک یہ ہو جام صہبا مبارک
نگاہون کو ہو اچھی صورت کا لپکا — محبت کا دل کو تقاضا مبارک
رخ و زلف کا روز و شب ہو نظارہ — مبارک ہو یہ جوش سودا مبارک
کرین آپ محراب ابرو مین سجدہ — رہے اہل کعبہ کو کعبا مبارک
خدا کی ہو طاعت پرستش بتون کی — مبارک تمہین دین و دنیا مبارک
کسے آج پینے پلانے سے فرصت — تمہین زاہدو ہو دوگانا مبارک
مجھے کام ہے آپکی اب عطا سے — زمانے کا حاتم کو شہرا مبارک
یہ در اور ہو مجمع اہل حاجت — یہ بخشش ہو اے دین داتا مبارک
ادھر سے دعا ہو اُدھر سے عطا ہو — یہ لینا مبارک یہ دینا مبارک

حفیظ اس کو کہیے نوید مسرت
کہا آپ نے قطعہ ایسا مبارک

رشک مجکو کیون کسی شاعر کی ہو تقدیر پر — کیا کسی سے کم ہے آقا کی سے ہے جود و عطا
جو ملازم ہین وہ مالا مال ہین خوشحال ہین — سہے در دولت کا سایہ سایۂ ظل ہما
جل کے ممسک کہتے ہین مصرف یہ ہے دینے کی حد — آپکے در سے کبھی پھرتا نہین خالی گدا
کچھ دنون یونہی رہی داد و دہش تو دیکھنا — جان لے گی خلق اپنا آپکو حاجت روا
قصۂ ماضی کا دُہرانا ہے اک طول امل — سنیے اک تازہ حکایت ایک طرفہ تذکرا

حسب عادت شام کو تھے رونق محفل حضور
دائین بائین ہر دو جانب تھا مصاحب کا پرا

اتفاقاً میری جانب پھر گئی چشم کرم
پھر تو یون سمجھو کہ تھا اک جوش زن بحر سخا

سچ ہے بے مانگی مرادین یون کسیکو کب ملین
پہلے رخصت دی پھر اسکے بعد کی نقدی عطا

شوق کی چیزون سے آگے مال و زر کی اصل کیا
بجان بخشش یہ ہوئی بخشا مجھے کاکا تو آ

اور بھی طائر دیے ایسے کہ جو کمیاب ہین
مست رکھتی ہے شب و روز انکے نغمونکی صدا

اس عنایت اس کرم اس بخشش شاہانہ پر
ہر بُن موسے مُرے ہر دم نکلتی ہے دعا

یا الٰہی تا ابد قائم رہین آقا مرے
یا الٰہی ہر دلی مقصد ہو پورا آپ کا

کوئی چھینٹا اس طرف بھی آج اے ابر کرم
غنچے چٹکین گل کھلین باغ سعادت ہو ہرا

بھر دے تو آغوش بیگم کا گل مقصود سے
اسے چمن آرائے عالم مالک ارض و سما

شور آمین گونج اٹھا مین نے کہا جب اے حفیظ
یہ دعا مقبول ہو یا رب برائے مصطفا

آئی ہے حفیظ عید قربان
یعنی ہے یہ دن بہت سی خوشی کا

ہرسمت عجب چہل پہل ہے
ڈوبی ہوئی رنگ مین ہے دنیا

سب پہنے لباس پر تکلف
جاتے ہین پڑھنے کو دوگانا

شوکت اسلام کی ہے ظاہر
تکبیر کا ہے بلند نعرا

یہ تو ہے ادھر ادھر کا منظر
دربار کا اب دکھاؤن نقشا

جوڑی برساتی مین لگی ہے
اسوقت کا سین ہے نرالا

سرکار محل سے باہر آئے
مجرے کو سبھون نے سر جھکایا

پرزیب ہے کیا لباس زرین — اللہ رے آپ کا سراپا
ٹوپی ہے کہ سر پہ تاج زر ہے — چہرہ ہے گلاب چاند سا تھا
صورت سے عیان ہو شان و شوکت — اقبال کا ہے بلند تارا
کیا خوب بھرے بھرے ہین بازو — ہے گول کمر یہ سینہ چوڑا
آنکھین ہین نشیلی کس غضب کی — موزون ہے کیا ہی قد میانا
معشوق فریبیون کی گھاتین — ہوتی ہین ادا ادا سے پیدا
جرات کے کچھ اور ہی ہین انداز — تیور پہ دھرا ہوا ہے غصا
لیکن ہے کرم کی شان غالب — ذرون کا بھی ہی نصیب چمکا
اخلاق کی کوئی حد نہین ہے — الطاف کا رنگ ہے ہویدا
لو آپ چلے نماز پڑھنے — خوشبو سے مہک رہا ہے رستا
کس شان سے جا رہی ہے جوڑی — اڑتا ہے ہوا پہ گل کا تختا
داخل ہوسے عیدگاہ مین آپ — پھر پڑھ کے نماز سن کے خطبا
احباب سے عید مل ملا کے — دیتے ہوسے سائلون کو صدقا
بیٹھے پھر آپ لینڈ و پر — جوڑی پھر ہو گئی روانا
کوٹھی مین حضور آکے اترے — قربانی ہوئی ثواب لوٹا
آسے ہین حسین عید ملنے — حاضر ہین پری جمال کیا کیا
خیر آج نہین ہے اتقا کی — محفل مین چلے گا دور صہبا
پھر تاک مین دل کے یہ حسین ہین — کہتے ہین دکھا کے ناز و غمزا
قسمت اسکی ہے عید اسکی — جو میری بغل مین آج ہوگا

لیکن نہ چلا کسی کا جادو / ہتا دیر رہا اگرچہ جلسا
اب آنکھ مین کیا کوئی سماے / دل اور کا ہو چکا ہے بندا
لغزش نہین آپ کی نظر کو / اتنا بھی تو ہو خیال پکا
ساقی اک جام معرفت دے / اسوقت اتار پر ہے نشا
محفل برخواست ہو رہی ہے / وہ دیر مین بج رہا ہے گھنٹا
مسجد مین اذان ہو رہی ہے / خورشید بچھا چکا مصلا
یہ وقت دعا کا ہے دعا مانگ / درگاہ مین اسکی ہے کمی کیا
قارون کو دیا تھا گنج کس نے / حاتم کا ہے کون دینے والا
مفلس کو بناے وہ تونگر / نادار کو بخشدے خزانا
آقا کو مرے نہ ہو تردد / اے خالق بے نیاز وہتا
اولاد دے آبرو دے زر دے / سن لے مری آرزو خدایا
اس گھر مین ہو پھر چہل پہل وہ / شہرون شہرون ہو جسکا شہرا
دربار کے دن پھرین الٰہی / مٹجاے دلون سے رنج سارا
ہر روز ہی عید کا سمان ہو / ہر وقت رہے خوشی کا میلا

تاریخ بھی فال نیک بھی ہے
محبوب ہے جشن عید اضحیٰ ۱۳۱۲

صبحدم مجکو جگا کر یہ مرے دل نے کہا / اُٹھ یہ سونے کا نہین وقت ہے او نیک نہاد
آج وہ دن ہے کہ گھر گھر ہے خوشی دنیا مین / آج وہ دن ہے کہ ہے ایک زمانہ دلشاد

آج ہستی مین مسرت کا عمل بیٹھ گیا
راج گدی کا یہ جلسہ ہے کہ اللہ اللہ
چھا گیا چشم تصور مین سمان کچھ ایسا
صاف ایسی تو کھینچے بزم طرب کی تصویر
باغ کے وصف مین گلہائے مضامین کھلین
یہ چمن وہ ہے جہان دخل خزان ہو نہ سکا
قدردانان سخن ہوتے ہین جس موقع پر
محو کر دے مری اعجاز بیانی کا اثر
اسے زیبے فخر یہ دربار سخن فہم کا ہے
آج رکتی نہین روکے سے مری فکر رسا
کھب گئے دلمین جو الفاظ زبان سے نکلے
بارک اللہ کہان آج رسائی ہے مری
محفل نور کا اس بزم پہ کیون ہو نہ گمان
پہلے سے چپکے ہین زینت کے سبب یا وہ اشن
زیب آغوش ہے فرزند بھی چشم بد دور
نیک ساعت ہے یہ ایسے ہی ہا انکے حفیظ
جاہ و اقبال کی انکے ہو ترقی دن دن
چمن دہر مین پھولین پھلین اس کثرت سے
یہ سمجھکر کہ سخی ابن سخی ہین ممدوح

لوح عالم سے مٹی رنج والم کی بنیاد
جشن جمشید پہ کرتی ہے خدائی ایراد
یک بیک سہو ہوئی عیش گذشتہ کی بھی یاد
دنگ مانی ہو جسے دیکھکے ششدر بہزاد
آنکھین ٹھنڈی ہون اگر غور سے دیکھین نقاد
سامنے اسکے خزان دیدہ ہے باغ شداد
نقطے نقطے سے عیان ہوتا ہے رنگ ایجاد
ہو جو حاسد بھی تو بیساختہ دے اُٹھے داد
خاص اس فن مین ہے ممدوح کو اک استعداد
آج آتی ہے چلی ذہن کو غیبی امداد
سر دیا خامۂ انصاف نے ہر شعر صاد
للہ الحمد کہان پہونچی ہے طبع جواد
ہون جہان صدر نشین بابو ہیشور پرشاد
الغرض دونون برادر سے ہے گدی آباد
اپنے دامن مین لیے طرفہ ثمر ہے شمشاد
آج وہ دن ہے کہ بھر جائینگے دامان مراد
یا خدا خضر و مسیحا سے بھی عمرین ہون زیاد
ایک سے ہوتے ہین جسطرح ہزارون اعداد
دل یہ کہتا ہے کہ دے تو بھی دعائے تعداد

درمیان لطف وغضب کے ہوئے پابندِ عدل
دوست آباد رہین اور رہون دشمن برباد

سیر کو جا رہی ہے نکہتِ گل
دیکھتا کیا ہے سر اُٹھا کر سرو
آج بلبل کے چہچہے وہ نہین
بزم مین بھی چہل پہل وہ نہین
اِس تغیر کا جب سبب پوچھا
رونقِ باغ زینتِ محفل
یعنی بابو مہیشور پرشاد
جاتے ہین بہر سیر نینی تال
سارا اسٹاف جا رہا ہے ساتھ
سکتے مین بھی اپنی جا سے اُٹھا
جا کے دیکھا تو جمع ہین احباب
جو تھا اپنی جگہ یہ کہتا تھا
دی دعا سب نے یک زبان ہو کر

پھر رہی ہے نسیم گھبرائی
کس کی نرگس ہوئی تماشائی
اک اُداسی ہے باغ مین چھائی
روٹھی بیٹھی ہے بزم آرائی
کہہ اُٹھا دورِ چرخِ مینائی
جسکے دم سے ہے زیبِ زیبائی
کانِ خوبی و شانِ عنائی
قسمت اُس سرزمین کی جاگ اٹھی
رہی جاتی ہے ایک تنہائی
اور کی ختم خامہ فرسائی
جو سنی تھی وہ بات سچ پائی
دیکھیے کب یہ پھر ہو یکجائی
جب چلے آپ کہہ کے گُڈبائی

یہ سفر رفتنت مبارک باد
بہ سلامت روی و باز آئی

پھر کئے نینی تال سے بابو ھیشور آ گئے
پھر وہی جوش طرب ہے پھر وہی جوش نشاط

آپ کی کوٹھی مین پھر احباب کا ہے جمگھٹا
پھر نوید تہنیت لے کر چلی باد صبا

شاخ گلبن مل رہی ہے سر سے بڑھکر گلے
مسکرائے پڑتے ہین غنچے ہنسے پڑتے ہین گل

چشم نرگس کا ہے ایما دیکھیے گل کی فضا
گد گداتا ہے دلون کو بلبلون کا چہچہا

صحن گلشن سے ذرا کوٹھی کا منظر کم نہین
میہمان کو دیکھیے یا میزبان کو دیکھیے

کیا نئے انداز سے اک ایک کمرہ ہے سجا
ایک سے محفل کی رونق ایک سے گھر کی ضیا

جھنڈیون کی وہ نمایش وہ پھر ہرن کی بہار
نور کی آواز ہر کمرے مین ہے گونجی ہوئی

بج رہے ہین شادیانے شاد ہے چھوٹا بڑا
یعنی اہل ذوق کہتے ہین جسے روحی غذا

جشن سے پائی فراغت میہمان رخصت ہوے
دیکھیے ہے آپکے وعدے کا کب سے منتظر

وقت ہے جود و سخا کا اب اٹھے دست عطا
آپ کا استاد شاعر یہ حفیظ خوشنوا

علم کی دنیا مین ہے کچھ نام اگر مد نظر
مدتون کا ہے جو وعدہ آج ہو جائے وفا

رباعیات

چہرے پہ نظر پڑی تو دل ہو گیا شاد
صورت سے کہین بڑھا ہے حسن سیرت

باتون سے شگفتہ ہوے گلہائے مراد
اخلاق سراپا ہین مہیشور پرشاد

جبتک یہ رہے عالم امکان آباد
آنکھین ہون خنک دیکھ کے دیدار پسر

رونق دہ گلشن ہون یہ سرو و شمشاد
اولاد سے ٹھنڈے ہون مہیشور پرشاد

اک باغ کے گویا گل تر ہین دونون
ترجیح کسے دونون برادر ہین دونون

اک بحر کے بے مثل گہر ہین دونون
سچ پوچھیے تو شمس و قمر ہین دونون

بتخانہ و مسجد رہین جب تک آباد
جاری ہو لبون پر یہ اسیس اور دعا

جبتک ہو یہ ناقوس و اذان کی فریاد
پھولین پھلین اللہ مہیشور پرشاد

ہر سو ہے ترے فہم و ذکا کا شہرہ
آوازہ تھا حاتم کی سخاوت کا کبھی

جس طرح مری طبع رسا کا شہرہ
اب تو ہے تری جود و عطا کا شہرہ

پھولی ہے آنکھون مین سرسون ایسی ہو ساقی نے دی
نام کو مے تھی۔ مگر دراصل تھا آب حیات
جوش مستی مین گذرا اپنا کہان تھا کیا کہون
اب کہون بیکنٹھ اس کو یا جنان سنیے وہ مثال
مکرر کچھ ایسے تھے خالی جنکی زینت دیکھ کر
کچھ محل یاقوت کے تھے کچھ تھے موتی کے مکان
سخت حیرت ہو گئے میرے دل نے دی مجھکو صلاح
دفعتاً آئی ندا جن کا یہ ہے دار القیام
یہ جگہ انکی ہے وہ ثابت جو ہین پابند عدل

حلق سے نیچے جو اتری بیخودی سی چھا گئی
ہو گیا ٹھنڈا کلیجا بجھ گئی دل کی لگی
سامنے آنکھون کے گویا ایک محفل تھی سجی
غول حورون کا کہین ٹکڑی کہین غلمان کی
پھر گئی آنکھون مین گلزار ارم کی تازگی
مختلف سانچے مین گویا ہر عمارت تھی ڈھلی
ان مکانون کے مکین کا نام پوچھو تو سہی
دوسرے عالم مین کرتے ہین یہی وہ افسری
یہ محل انکے ہین کرتے ہین جو عدل و منصفی

بول بالا صاحب انصاف کا ہی ہر جگہ — سرخرو ہو کر رہے گا ہر دو عالم میں سخی

خواب سے ہمرنگ تھی جو نشہ مے کی ترنگ — آپ میں آ گئے تو پیش چشم یہ تعبیر تھی

جمع اک اجلاس پر تھا مجمع اہل غرض — ہیں جو آگے لکھ رہا ہوں کہہ رہا تھا ہر کوئی

پاک طینت نیک خو بابو سنہری لال ہیں — ایسے حاکم ہوں تو ہے محکوم کی خوش قسمتی

آپکو ہے انتظام قحط میں اک درک خاص — ہر گھڑی ہر وقت ہے ملحوظ خاطر حق رسی

داد کے قابل کلکٹر نے کیا یہ انتخاب — چن لیا اُس شخص کو ہے جو دیانت کا دھنی

سچ ہے ہر کارے و ہر مردے یہ ہے مشہور بات — لے رہے وہ جنکے حصے میں ہے غربا پروری

شہر سے قصبات تک ہیں سب دعا گو آپکے — منصب تقسیم میں ہے شان الطاف شہی

اِس دعا کا سلسلہ پہونچے گا شاہ ہند تک — ہو رہی ہے جسکے ایما سے رعایا پروری

ڈپٹی صاحب ہیں ذریعہ اصل مرکز اور ہے — سننے والے سے دلانیوالا ہے بڑھکر سخی

دیکھکر صورت بیان کرتا ہو جو احوال دل — کس طرح پوشیدہ ہو پھر اس سے امر واقعی

سر ٹپکتے ہیں زمیندار اور روتے کاشتکار — بس گئے دونوں ابھر کر یہ تقاوی کیا بٹی

پڑتا ہے ماتحت پر افسر کا پرتو اس لیے — آپ ہی کی طرح ہیں صاف آپکے عمال بھی

حرفتیں پٹواریوں کی یک قلم موقوف ہیں — خوف سے لرزاں ہیں راشی کانپتے ہیں مرتشی

حکم ہوتے ہی ہو جاتی ہیں رقمیں کل وصول — اہل حاجت آتے ہیں خوش جاتے ہیں سب ہی

اک طرف سعی و سفارش کی ہوئی مسدود راہ — ایک جانب قفل بندی باب رشوت کی ہوئی

یہ عدالت یہ حکومت یہ سیاست دیکھ کر — چھا گیا رعب اہلکاروں پہ [illegible]

تا ابد قائم رہے یہ حاکم روشن دماغ
پورے ہوں ارمان بر آئیں تمنائے دلی

مناجات

السلام اے شافع روز جزا — السلام اے خاص محبوب خدا

السلام اے مجز امی لقب — السلام اے سید عالی نسب

السلام اے بیکسون کے دستگیر — السلام اے ہادی روشن ضمیر

السلام اے دردمندون کی دوا — السلام اے گمرہون کے رہنما

دشمن ایمان ہون ہمارے یہ سبے — مختصر حال سیہ کاری یہ ہے

بیگناہون سے ہوا ہون منفعل — کانپتا ہے پرسش عقبیٰ سے دل

بارہا جس کی نمازین ہون قضا — جرم کی اسکے ہے کوئی انتہا

اور کیا کہیے جو حال زار ہے — آپ سے مخفی مرے سرکار ہے

نفس سرکش کا دبانا ہے محال — ہند مین ملتا نہین اکل حلال

جب میسر ہی نہ ہو طیب غذا — کس طرح ممکن ہے تاثیر دعا

اور بھی راہین بہت ہین پر خطر — دین کا ہر وقت ہے جنسے ضرر

مذہبون کی اسقدر بھرمار ہے — امتیاز امر حق دشوار ہے

کیا عقیدہ اہل سنت کا ہو ٹھیک — ہو نہی ہو دین مین بدعت شریک

راہ حق کی اب مجھے تلقین ہو — دین اپنا آپ ہی کا دین ہو

غیب سے ہو کچھ ہدایت کی سبیل — بیکسون کا کون ہوتا ہے کفیل

دل کو یہ حج و زیارت کا ہو شوق — عمر بھر جائے نہ جسکا شوق و ذوق

ساری دنیا سے کنارا ہو مگر — زندگی ہو آپ کے در پر بسر

شاعری مین اب جو ہو مشہور نام | نعت گو مجھکو کہے دنیا تمام
جتنے ہین میرے اعزا اقربا | انکے دل سے دور ہو حرص و ہوا
آپکے سب بندۂ درگاہ ہون | راہ پر آجائین جو گمراہ ہون
آپ ہادی ہین ہدایت کیجیے | حال پر سب کے عنایت کیجیے
دوستون کی بھی مرے لینا خبر | آرزو کیا کیا کہون لمختصر
دین کا رکھین یہ دنیا مین خیال | عاقبت کو تا نہ حاصل ہو ملال
جو بزرگ اپنے ہین یا اُستاد ہین | اُٹھ گئے دنیا سے یا آباد ہین
عام رحمت کی رہے سب پر نگاہ | آپ ہی کی ذات ہے عالم پناہ
بالخصوص اب حازم کعبہ جو ہین | اِس سفر کے یہ صلے اُنکو ملین
ہر قدم پر ایک حج کا ہو ثواب | ہو کرم سب پہ حد نوازش بیحساب
صدق دل سے ہاے وہ کرنا طواف | آنکھ سے ملنا وہ کعبہ کا غلاف
چومنا وہ سنگ اسود بار بار | نعمتون پر نعمتین ہین بیشمار
بعد حج کے وہ مدینے کا سفر | شوق کا رستے مین ہونا راہ بر
ہاے وہ جنگل سُہانا وہ سمان | دیکھیے ایسی بھلا قسمت کہان
نظرین دوڑانا کلس کی دید کو | دیکھنا بڑھ بڑھ کے ماہ عید کو
یہ تقاضا شوق دل کا بار بار | کیجیے اِس آستان پر جی نثار
یا خدا انکی مرادین ہون حصول | ہر دعا مقبول ہو بہر رسول
مجھکو بھی یہ دن میسر ہون کبھی | سب کی بر آسے یہ امید دلی
حاجیون کا زائرون کا واسطہ | دین کے سب رہبرون کا واسطہ

اولیا و اتقیا کا واسطہ
چار یار باصفا کا واسطہ

صبر و شکر فاطمہ کا واسطہ
اہلبیت مصطفےٰ کا واسطہ

اپنے قرآن مبین کا واسطہ
دین ختم المرسلین کا واسطہ

دے مجھے دنیا کے جھگڑون سے نجات
نیکیون کی جمع ہون مجھ مین صفات

زائر و حاجی بنا دے تو مجھے
اپنی رحمت مین بلا لے تو مجھے

اب سیہ بختی سے ایسا تنگ ہون
آپ ہی اپنی نظر مین تنگ ہون

ایسی پر آشوب ہے ہندی مین
ڈھونڈھنے سے راہ حق ملتی نہین

اے حبیب کبریا امداد کر
دو جہان کے بادشا امداد کر

درد دوری سے ہوا ہون جان بلب
جا رہی ہے آپ تک فریاد اب

رو کے کہتا ہے حفیظ بینوا
التجا سن لیجیے اُس کی شہا

ہند مین کب تلک پھرے وہ دربدر
اے مرے آقا کرم کی اک نظر

کلمہ گو ہے گو گنہگار و کمین ہے
ہے مسلمان گو خطاکار و کمین ہے

آج وہ بدنام ہے یا نیک نام
کچھ ہے لیکن آپ ہی کا ہے غلام

یا مدینے مین اُسے بلوائیے
یا لبون سے یہ دعا فرمائیے

رحم کر یا رحمۃ للعالمین
خاتمہ بالخیر ہو اُس کا وہین

ایضاً

صدقہ اپنے حبیب کا یا رب
اب مدینہ مجھے دکھا یا رب

رات دن ہند مین تڑپتا ہون
موت آ سے کہین تو اچھا ہون

کس سے یہ دردِ دل کہوں جا کر | کون سنتا ہے حالِ خستہ جگر
کیجیے اُس زمین کی کیا تعریف | عرش اعظم ہے یا وہ ارضِ شریف
جس نے دیکھا نہ یثرب و بطحا | ہائے آنکھوں نے اسکی کیا دیکھا
خاک خاکِ شفا وہاں کی ہے | صحت افزا ہوا وہاں کی ہے
خلد کی ہے وہاں کے بن بن فضا | کچھ نہ پوچھو وہاں کی آب و ہوا
مردے جی اُٹھتے ہیں وہاں جا کر | جان صدقے ہے اُس مسیحا پر
در وہ حاجت روائے عالم ہے | سچ ہے جو کچھ ملے وہاں کم ہے
ہر دعا ہو وہاں نہ کیوں مقبول | جس جگہ ہے مزار پاک رسول
اے نبی بخت جو وہاں پہونچیں | جانبِ قبلہ ہاتھ اُٹھا کے کہیں
اپنے در کا گدا بنا دے مجھے | فقر کا بادشا بنا دے مجھے
دولت دین مجھے عنایت ہو | ترے محبوب کی زیارت ہو

ہو وہیں اپنا خاتمہ بالخیر
روح ہو اور باغِ خلد کی سیر

سلام

خواجۂ خواجگان سلام علیک | ہادیِ دو جہان سلام علیک
تاج بخشِ شہان سلام علیک | فقر کے حکمران سلام علیک
یہ درِ فیض چھوٹتا ہے اب | شہِ ہندوستان سلام علیک
پھر وہ دن ہو کہ ہم کہیں پہونچ | تھام کر آستان سلام علیک

پھر حضوری ہمین میسر ہو | پھر یہ سر اور آپ کا در ہو
پھر ملون آنکھ آستانے سے | قلب مضطر ہو پھر ٹھکانے سے
پھر ہو اجمیر کی زمین پہ قدم | سامنے پھر ہون باغہاے ارم
پھر مشرف ہون ہر زیارت سے | فیض لون آستان حضرت سے
پھر کرون آپ کو شفیع دعا | پھر ہو سب دل کا مدعا پورا
در اقدس پہ پھر سلام پڑھون | پھر یہ روضے کے ارد گرد پھرون
پھر ہون رخصت کے وقت آنکھین تر | مانگ لون پھر مرادین رو رو کر
آنا جانا ہو ہر برس یون ہی | مجھ سے چھوٹے کبھی نہ ڈیوڑھی
ہان یہ ہے اور اک دعا شاہا | ہون شفیع آپ اسکے بہر خدا
وقت عمر جب کہ ہو آخر | ہو یہ سامان غیب سے ظاہر
دو دو رون سے یہ ایک در مل جاے | باغ فردوس کی ڈگر مل جاے
یا مدینے حفیظ جا کے مرے | یا تو مٹی یہان ٹھکانے لگے
دو دو رون سے ہو ایک در یہ مزار | تو ہو دونو جہان مین بیڑا پار
مغفرت کے ہون وقت نزع کلام | قبر مین بھی پڑھے درود و سلام
روح پھر پھر کے گرد روضے کے | شوق مین یہ نیا سلام پڑھے
خلق کے رہنما سلام علیک | اے مرے پیشوا سلام علیک
نور چشم نبی و جان علی | خاص نور خدا سلام علیک
فقر فخری کی ہو بہو مصداق | دین کے بادشا سلام علیک

مجھ کو منھ مانگی ہر مراد ملی

میرے حاجت روا اسلام علیک

قومی نظم

للہ الحمد کہ پھر قوم نے باندھی ہمت
اُٹھ گیا تفرقہ آپس مین ہوئی پھر ملت
بارک اللہ کہ پھر قوم مین آئی شوکت
نیند سے آنکھ کھلی دور ہوئی وہ غفلت

علم و اخلاق کے پھر لوگ سبق پڑھنے لگے
پانؤن پھر کوچۂ ملت کی طرف بڑھنے لگے

مدرسے کھولے گئے ہونے لگی پھر تعلیم
بات جو اصل تھی کی سب نے اُسے پھر تسلیم
شکر ہے علم مقدس کی ہوئی پھر تعظیم
راہ پر ٹھوکرین کھا کھا کے پھری عقل سلیم

پھر ہر اک دل مین ہوا قوم پرستی کا شوق
پھر ہر اک دل مین ہو خلق و محبت کا ذوق

پھر دکھائی دیئے آنکھون کو مہذب جلسے
سیر یورپ کی کیا کرتے ہین ہم گھر بیٹھے
پھر سنائی دیئے کانون کو وہ علمی چرچے
پرچے ہر روز گذرنے لگے اخبارون کے

اب نہ ہم نیند سے چونکین تو یہ ہے کسکا قصور
اب نہ ہم ہوش مین آئین تو یہ ہے عقل سے دور

یہ تو سب کچھ ہے مگر پہلی سی ہمت نہ رہی
وہ صداقت نہ رہی اپنی وہ دیانت نہ رہی
اب وہ ملت نہ رہی اب وہ حمیت نہ رہی
جوش دل وہ نہ رہا اب وہ طبیعت نہ رہی

آج کہنے کے لیے صرف مسلمان ہین ہم
سچ اگر پوچھیے تو دشمن ایمان ہین ہم

اُمرا کرتے ہین غربا پہ حقارت کی نظر | ربط کیا چیز ہے ملنے سے بھی کرتے ہین حذر
یہ بڑی پھوٹ کہ مطلق نہین اتنی بھی خبر | جانتے ہی نہین اک باپ کے ہم دو ہین پسر

کچھ امیرون سے فقیرون کے نہین رتبے کم
لعل ان گدڑیون مین ہوتے ہین خالق کی قسم

ڈالی بنیاد ترقی کی کسی نے جو کبھی | طعن و تشنیع کی ہر سمت سے بوچھار ہوئی
جانفشانی کی اُسے قوم سے یہ داد ملی | اپنے کھانے کے لیے اسنے یہ تدبیر ہے کی

بدگمانی یہ مسلمان سے ہے اللہ اللہ
یہ حسد صاحب ایمان سے ہے اللہ اللہ

جانفشانی کو بزرگون کی ذرا یاد کرو | جی کو ڈھارس ہو تو باندھو کمر ہمت کو
ڈٹ سکے اِس طرح قدم راہ خدا مین رکھو | کوہ ٹل جائے مگر اپنی جگہ سے نہ ٹلو

وہ جو پہنے ہوے جامہ مین تن آسانی کا
انکو زیبا نہین دعویٰ یہ مسلمانی کا

رایگان ہو نہین سکتی کبھی محنت اپنی | شرط اتنی ہے مگر قوم بدل ہو حامی
ہون اسکے برباد وہ مطلوب لیکن ارشاد [illegible] | ہر مسلمان [illegible] ہمدرد [illegible] بان [illegible]

قوم [illegible]
قوم [illegible]

[illegible] | [illegible]
[illegible] | [illegible]

پڑ گئی پھوٹ ہر دو فرقے میں — اسکا جس روز سے ہوا آغاز
جتنے نامہ نگار ہیں اس کے — کوئی منہ پھٹ کوئی زبان دراز
اسی زمرے میں ہے اڈیٹر تک — ہر قلم کا ہے ایک ہی انداز
نہ کہیں کوئی بحث پولیٹکل — نہ کبھی کوئی ذکر روزہ نماز
ایک بھرمار ہے تبرے کی — چاہتے ہیں بزور اسکا جواز
اس جگہ اک سوال ہے میرا — کون اس فعل سے ہوا ممتاز
فائدہ قوم کا ہے کیا اس سے — آپ بالفرض ہوں بھی اسکے مجاز
ایسی کوشش سے چاہیے پرہیز — جس سے حاصل نہو کوئی اعزاز
دن دہاڑے مچا ہے اک اندھیر — اڑتے ہیں یہاں [illegible] آز
مذہبی جنگ ہے جدھر دیکھو — گونج اٹھی ہے اک گرجتی آواز
صلح کی راہ ہو گئی مسدود — کیا زمانے کا ہے [illegible]

راہ زن پر ہے خضر کا دھوکا
کس تباہی میں قوم کا ہے جہاز

ابر رحمت کا ہے سایہ اتفاق — [illegible] سے پیدا اتفاق
اپنی ملت کی تھی اک عالم میں دھوم — [illegible] کا شیدا اتفاق
پھر وہی ہم ہیں وہی اپنا عروج — [illegible] پیدا اتفاق
ملک گیری کی ہوس ہے اہل ہند — اور [illegible] اتفاق
شیعہ سنی ملکے رہتے تھے بہم — یاد آتا ہے وہ اگلا اتفاق

پھونکدو انجمن کو تمدن پھونکدو ‏ ‏ ‏ ‏ ہان بغیر اس کے نہوگا اتفاق
شیعہ اصلاح کو چولھے مین جھونک ‏ ‏ ‏ ‏ انکی کرتوتون نے کھویا اتفاق
اسکے جو پابند ہین خوشحال ہین ‏ ‏ ‏ ‏ بام رفعت کا ہے زینا اتفاق
دیکھ لو تم واقعہ جاپان کا ‏ ‏ ‏ ‏ دبدبہ رکھتا ہے کیسا اتفاق
روس کا مدمقابل کون تھا ‏ ‏ ‏ ‏ جنگ مین سینہ سپر تھا اتفاق

قوم سب مین سرپرآوردہ وہ ہے
جسکی طینت مین ہے ایکا اتفاق

مسدس

ہائے اسلام ہوئی ہند مین کیا گت تیری ‏ ‏ ‏ ‏ آج پہچانی بھی جاتی نہین صورت تیری
قابل رحم ہے روداد مصیبت تیری ‏ ‏ ‏ ‏ چھپ گئی جہل کے پردے مین حقیقت تیری

تیرے اخلاق فراموش ہوئے حد یہ ہوئی
قوم دلدادہ تفریق ہے اب کد یہ ہوئی

ایک کیواسطے سو چھوٹین مگر بات رہے ‏ ‏ ‏ ‏ پھوٹ آپس مین پڑے دھن یہی دن رات رہے
دور اس ورد سے پابندی اوقات رہے ‏ ‏ ‏ ‏ یعنی ہر اعلی و ادنی مین مساوات رہے

کوئی تخصیص نہین جب تو شرافت کیسی
نور کی اصل ندارد ہے تو ظلمت کیسی

رشتہ طاعت نہ عبادت کیلیے مذہب ہے ‏ ‏ ‏ ‏ چھیڑ کے واسطے حجت کیلیے مذہب ہے
الامان بغض و عداوت کیلیے مذہب ہے ‏ ‏ ‏ ‏ الحذر فتنہ و بدعت کیلیے مذہب ہے

آج حقّے مین ہی پابندی مذہب صد حیف
کسقدر دور عبارت سے ہے مطلب صد حیف

کیا وہ مذہب ہے نہ اخلاق کرے جسکو قبول
جہل ہے ہو غلطی پر جو نہ کوئی معقول

تم شریعت مین نہ دخل کرو یہ بحث فضول
چشم انصاف سے دیکھو شرف دین کا حصول

اپنے افعال قبیحہ سے جو بیزار ہوا
اسکے اطوار کا اخلاق طرفدار ہوا

ربط یہ مذہب و اخلاق مین کیون آتا ہے
اہل ادراک کو اس مسئلہ مین سکتا ہے

ہان بغور اسکو سمجھیے تو یہ وہ نکتا ہے
راہبر جسمین بھٹکتے ہین یہ وہ رستا ہے

عقل کو زور جو دیتے تھے سو گمراہ ہوے
معرفت والے ہی اس راز سے آگاہ ہوے

ایک ہو سکتی نہین اعلیٰ و ادنیٰ کی جگہ
چغد کو دخل کرے بلبل شیدا کی جگہ

زیب دیتی ہے غلامون کو کیا آقا کی جگہ
کعبے مین ہو نہین سکتی ہے کلیسا کی جگہ

ایک پر ایک کو ترجیح خدا نے دی ہے
آجتک داد شجاعت شرفا نے دی ہے

جان کر مذہب و اخلاق مین اک ربط قدیم
نہین اسطرح کہ ہو قوم مین تفریق عظیم

کرتے تھے مجتہد وقت مناسب ترمیم
جاتی رہتی ہے تعصب مین مگر عقل سلیم

پاک طینت کو کثافت سے کراہت ہوگی
قعر مین گر کے نہ حاصل کبھی رفعت ہوگی

مسئلہ ہے یہ کہ ہے اسکے جو دعوت کوئی
اور درپیش ہو شرکت مین قباحت کوئی

بن پڑے دفع کی اسکے جو نہ صورت کوئی
ترک مین اسکے نہین نقص شرارت کوئی

ایسی دعوت مین ہے جانے سے نہ جانا اولی
جب کراہت ہو تو کھانے سے نہ کھانا اولی

حقہ پانی پہ ہو مذہب کی بنا کیا کہیے
واہ اک طرفہ شگوفہ یہ کھلا کیا کہیے
ہے تعصب سے اک اندھیر مچا کیا کہیے
سر پہ ادبار کی چھائی ہے گھٹا کیا کہیے

ہم جو کچھ کہتے ہین تم کو نہین حق ہوتا ہے
غیر آزار سے جو کہتے ہین قلق ہوتا ہے

سنہ ١٩٠٨ع

خدائی بھر مین پڑی ہے پکار پانی کی
زمین تپتی ہے ساون مین خاک اڑتی ہے
عذاب قحط سے بڑھکر عذاب و نرخ سے ہے
ابھی تو خشک نباتات اہلہا اٹھین

جھڑی لگا دے مرے کردگار پانی کی
پڑی ہے خلق مین ہرسو پکار پانی کی
غضب ہے سخت سزا ہے یہ مار پانی کی
ذرا زمین پہ پڑے تو پھوار پانی کی

کھلے نہ ابر جو گھر کر مزہ ہے بارش کا
ابھی تو فصل ہے لیل و نہار پانی کی

گھٹا اٹھے یارب برس جائے پانی
کسانون کے کھیتون مین لہرائے پانی
ٹھکانے لگے اک زمانے کی محنت
گھڑی دو گھڑی جو برس جائے پانی
کہان تک ہمین قحط سالی کا صدمہ
کہان تک کہین ہر گھڑی ہائے پانی

ہوئی دیر ابر کرم کی دہائی
مری آرزو پہ نہ پھر جائے پانی

فریاد کرے رعایا کس سے
اللہ رے قحط کی مصیبت
ان داتا اسکی ذات ہے بس
طاعون کے بعد قحط سالی
طاعون کی انسداد کیسی
چوہوں کے لیے ہوں نان تقسیم
ہر سکے بسر ہو رات جس کی
ماتا اسمیں بھی پرورش ہے
اس اوس سے پیاس کب بجھی ہے

حاکم ہے شہر کا کلکٹر
ہوتے ہیں آج فاقے گھر گھر
دیتا ہے اور دے گا زندگی بھر
برگشتہ ہے قوم کا مقدر
مرنا جینے سے اب ہے بہتر
فاقوں سے یہاں ہے جان لب پر
چوہوں کی کرے وہ فکر کیونکر
آنکھیں کہ لگاتے ہیں جو چھپکر
خلقت کا حال اب ہے ابتر

اب کوئی سبیل ہو مناسب
غربا کی بھی اسے غریب پرور

فیضان باران سنہ ۱۹۰۹ء

ابر کیا جھوم جھوم کر برسا
قحط سے جان بچ گئی اسکے
دیر آید درست آید بس

برسا لیکن وقت پر برسا
پانی برسا کہ آب زر برسا
یہ سمجھئے تو ہن مگر برسا

کبھی بارش رہی ہے سارے دن — اور کبھی گھر کے رات بھر برسا

ہے وہ بارش کہ ہو جہان جل تھل — کچھ نہ برسا جو مختصر برسا

اسکے ساون مین یہ بہار رہی — جب اُٹھا ابر ٹوٹ کر برسا

چھا گیا ابر میکدے پر جب — تو سمجھ لو کہ بیشتر برسا

اُٹھکے قبلے سے بادل آیا جب — کم بھی برسا تو اک پہر برسا

پوچھ دہقان سے کے دلسے اسکو حفیظ
پانی برسا ہے یا گہر برسا

حسن کی جان ہے اُس چشم کا چلتا جادو — کہین اعجاز کا کرشمے نہ دعوا جادو

انقلابات سے محفوظ جو دنیا ہوتی — تازہ مضمون تجھے ہاتھ نہ آتا جادو

کھل گئے کان وہ چیدہ خبرین لکھی ہین — شعر کا نظم کا ایک ایک ہی فقرا جادو

ساتھ تہذیب کے چٹکی بھی ظرافت کی جو ہے — یعنی پردے مین ہے شوخی کے چھپا کا جادو

مردہ دل بھی اُٹھے تحریر کا انداز یہ ہے — رنگ اعجاز دکھاتا ہے سراپا جادو

واہ ہر بزم مین حاصل ہے اسے رنگ قبول — پھول پھولون مین ہو کانٹون مین ہو کانٹا جادو

جان اُس چشم فسون ساز پہ قربان حفیظ
نطق کو اپنے کیا جس نے سراپا جادو

ساقی نامہ

پلا آج ساقی اچھوتی شراب — چکا نا ہو جو سال بھر کا حساب

چھلکتا ہوا جام بلور دے
بھڑکتا ہوا شعلۂ طور دے

نظارے سے جسکے ہو وہ بیخودی
گذر جائے غفلت مین یہ زندگی

کٹین اس طرح جلد لیل و نہار
کہ جیسے ہو نشہ کا چڑھ کر اُتار

کڑا سال اُنیس سو آٹھ ہے
جہانتک ہو ممکن پلا تند مے

یونہی قحط سے ہے مچا شور و شر
ملا کر نہ پانی تو اندھیر کر

پیا سے پلا روکھی سوکھی شراب
کہ ہو جل کے فکر زمانہ کباب

دکھاؤن تجھے نشہ مین وہ سمان
نہ پہونچے جہان گردش آسمان

وہ گلزار جنت سخن کی زمین
خزان کا جہان دسترس تک نہین

حسینو سخن مین یہ حسن و جوبن کہان
مضامین ہین رنگین کہ باغ جنان

نہان ہین ہر اک نکتے مین لاکھ راز
سمجھتے ہین کچھ اسکو اہل نیاز

کہون لفظ و معنی کی کیا خوبیان
اسی کے ہین گرویدہ کروبیان

یہ تسبیح اُن کی ہے صبح و مسا
سوا ذات باری ہے سب کو فنا

جو ہو فہم یہ بات کر دل نشین
شرف علم سے کوئی بڑھ کر نہین

اسی علم کے سب یہ ادراک ہین
حقیقت ہماری ہی کیا خاک ہین

غرض اس سے روشن ہین چودہ طبق
اسی مین ہے ہستی کا بھی اک ورق

قلم خامۂ کن کی رکھتا ہے شان
قلم کی بدولت ہین جھنڈے نشان

بڑھا بھر کے ساقی کوئی جام نور
جمانا ہے محفل مین رنگ سرور

یہ ہو دور دور شراب سخن
مہک جائے اس پھول سے انجمن

یہ ہے سال نو جشن نوروز ہو
جھلک جام کی عالم افروز ہو

کھلی روح افزا کی پھر گنڈ لی
یہ پرچہ ہمیشہ ہی پھولے پھلے
یہی سرپرستی جو ہے موج کی
ضمیمہ یہ جادو کا کیا ہو گیا
بڑھین جب معین و مددگار اور
اشاعت اب اسکی ہوئی ہفتہ وار
کلام اسمین آسی کا ہوگا اگر
مبارک سعادت کو مژدہ یہ ہو
ریاض و تسنیم و وسیم و ظفر
مربی جو اسکے ہون یہ اہل فن
کوئی گلکدہ اس کا ہمسر نہو
پلا مجکو ساقی مے لالہ فام
گھٹا چھائی ہے جشن نوروز ہے
یہ ہے دور آخر لنڈھا دے شراب
زمانے مین مستی کا ہو دور دور
اب اتنی تو ہو بیخودی مین بسر
کہان ہم کہان یہ نشیب و فراز
طلب مے کی ہے اسقدر ہوش ہے
نہ ہو دور اب مے سے ہونٹون سے جام

برس گانٹھ اسکی یہ ہے تیسری
امنگون پر اسکے رہین ولولے
تو امید دن دن ہو پھر اوج کی
کہ سونے مین گویا سہاگا ملا
نہو کس طرح گرم بازار اور
جو عاشق ہین لوٹین سخن کی بہار
لگائین گے آنکھون سے اہل نظر
غزل ڈاک پر بھیجیے تو یہ نو
جلیل و جلال اختر نامور
تو ایسا تر و تازہ ہو یہ چمن
یہ خوبی کسی کو میسر نہ ہو
بغیر اسکے ہوگا نہ رنگین کلام
قیامت ہے ایسے مین امساک مے
نظر آئین بدمست سب شیخ و شاب
بہت کر چکے رات دن فکر و غور
ملا میرے ساقی نظر سے نظر
کچھ اب نیک و بد مین نہین امتیاز
خیال دو عالم فراموش ہے
وظیفہ رہے وہ شرابوا کا مدام

ساقی نامہ

اُنیس سو سات کا چلے دور
سن چھ کا حساب ہے جو ساقی
چکتی سب دام دام کرلے
نوروز ہے بادۂ کہن لا
ہان توڑ کے مُہر بھر گلابی
اُلٹا م کا پیک کوئی دینا
وسکی بھی ہے پورٹ بھی شری بھی
سوڈے کی ہون بوتلین زیادہ
پتے تلوا لے تھوڑے ساقی
انڈے بھی ہون نیم برشت تیار
کچھ بھر کے کباب بھی ہو
آئین جو معاون شو دیشی
سونفی۔ جامون سنترے کی
انگلی کو ڈبو کے آزما لے
مُہری سے جسکی ہو سڑی بو
اس حُسن سے ساقیا چلے دور
ایسا ہو انتظام ساقی

ساقی مرے لئے عاین کا دور
کوڑی نہ رہیگی آج باقی
سن سات مین درج نام کرلے
تہخانے سے خم نکال اچھوتا
اس دل کی لگی جبھی بجھیگی
قیمت مُنھ مانگی آج لینا
میٹھی بھی ہو تلخ بھی کڑی بھی
محفل مین چلے گا دور بادہ
میوے منگوا لے تھوڑے ساقی
چکھنا ہو چٹ پٹا مزیدار
کچھ پانی ملی شراب بھی ہو
اُنکے لیے ہو شراب دیسی
ہر قسم کی بوتلین ہون رکھی
جلتا ہو چراغ تو جلا لے
اک چلو مین آگ بنا دے الو
جو ہاتھ بڑھائے پیائے فی الفور
ہو دست بدست جام ساقی

ہان سال گرہ کا ہے یہ جلسہ
گھٹنون یہ چلا ہے طفل لیکن
سکہ ہے دلون پر اسکا بیٹھا
کس روپ کی ہے بہار اسپر
ہر اہل سخن ہے اسکا جویان
عاشق کا ہے یہ انیس ہمدم
رکھتے ہین حسین اسکو دل مین
جو شعر ہے وہ ہے تیر و نشتر
القصہ ثنا یہ مختصر ہے
کہیے اسے بس عزیز ہر دل
تقسیم تو یہ ہوا ابھی سے
آئین گے سخاوت و ظفر بھی
تہنا نہ ادھر مبارک آئین
ہو جشن یگانۂ زمانہ
اک سمت ہے شاعرون کی ٹولی
پڑھنا وہ کلام عاشقانہ
دینا بر ہم کو وہ دعائین
کرتے ہین ہنر بھی شعر خوانی
وہ موج دماغ میتر بان ہین

نوشاہ بنے گا آج فتنہ
کھلا ہے یہین ہو کے جلوے ٹن ٹن
ایسا ہے یہ ہو بہار چرچا
ہے بلبل دل نثار اس پہ
ہر اہل ہنر ہے اسکا خواہان
معشوق کا رازدار محرم
شوخی ہے اسکے آب و گل مین
سو دل ہین نثار اک ادا پر
آنکھون مین جگہ دلون مین گھر ہے
جس طرح حساب دوست دل
کچھ وقت سے پہلے سبکو پہنچے
رؤسا شعرا نامور بھی
ہمراہ فہیم کو بھی لائین
سامان طرب ہو سب شہانہ
ناچا ہی اک سمت میکشون کی
مستون کا وہ پیکے غل مچانا
قاتل کی وہ نوک تواضع ہین
مشتاق کی ہے تیلین مہربانی
سرگرم سخن ہین جو یہان ہین

دیکھو وہ جلیل خوش بیان ہین
مشہور تک وسیم ہین جہان سے
اب بزم کا اور ہی سمان ہے
ایسے مین پلا دو جام بھر کر
زاہد کی نظر مگر بچا کر
کیا جانین یہ زاہد ریائی
پیری مین جوان ہون وہ والے
توبہ کا حفیظ پاس کب تک
اس تمن مین چپکے گلا نشان ہو
محفل برخاست ہو رہی ہے

دیکھو یہ ریاض نکتہ دان ہین
پھر بھی ہین سہا پہ آہ چھائے
ساقی ہمین اپنی سدھ کہان ہے
پھر ہوش نہ آسکے زندگی بھر
دامن سے چھپا کے کوئی ساغر
کچھ اور ہی شے ہے پارسائی
ساقی مئے ارغوان پلا دے
معدوم جنان کی آس کب تک
سنتے ہین کہ تم بھی خوش بیان ہو
ساغر کا یہ دور آخری ہے

کامل کی جہان مین نہین قدر
اُٹھتی ہے نگاہ کب سوئے بدر

۱۹۰۸ء کے قحط کا ساقی نامہ

ساقی کچھ قحط کی خبر ہے
ملتی نہین اب شراب دیسی
ہے چاٹ کرک نہ بدرقے کی
ابتر ہے بہار مے پرستی
تھا ہوا اُڑ کے ابر رحمت

فاقون سے جان ہونٹھ پر ہے
اُن کو بھی پیتے تھے جو وسکی
میون کی جگہ ہے آج ٹھرّی
مستی کا ہے نام فاقہ مستی
دنیا مین برس رہی ہے نکبت

اُڑتی اک خاک ہر طرف ہے
شادابی جہان سے برطرف ہے
بکتا ہے پانچ سیر گندم
سن سن کے حواس ہوتے ہیں گم
شہر کیا کھائیں جو ارکب تک
بیچیں تو لیں اُدھار کب تک
عالم اک ہو کا چار سو ہے
جس سمت سنو یہ گفتگو ہے
فاقوں سے جان پر بنی ہے
دو بھر ہیں اپنی زندگی ہے
ایسے جینے سے موت بہتر
بھولیں گے یہ دن نہ زندگی بھر
بچے یہ کہہ کے رو رہے ہیں
منہ آنسوؤں سے بھگو رہے ہیں
بیحد ہے بھوک کچھ کھلا دو
کھانا نہ ملے تو زہر لا دو
ماں باپ کی پھٹ رہی ہو چھاتی
کیا کہہ کے غریب دیں تسلی
بچوں کو تیسرا ہے فاقا
گھر میں ہے پڑا ہوا سیاپا
آمد کی نہیں امید بالکل
مجبوری ہے دوسرا توکل
زیور بھی نہیں کہ بیچ کھائیں
گھر چھوڑیں اگر کدھر کو جائیں
دنیا میں کھل بلی مچی ہے
نفسی نفسی یہاں پڑی ہے
حاکم کو بھی کچھ ترس نہیں ہے
مرجائیے یہ بھی بس نہیں ہے
فریاد غریب کر رہے ہیں
محتاج فقیر مر رہے ہیں
الطاف شہانہ کیا ہوا اب
وہ دورِ زمانہ کیا ہوا اب
ہے شاہ وہی وہی رعایا
کیسی یہ بات ہے خدایا
اگلی وہ نوازشیں ہوئیں کیا
پہلی وہ عنایتیں ہوئیں کیا
ہر قحط میں کی مدد ہماری
سیلاب کے بعد سے کئی قدر کی

بسوا پایا ہمین نئے سر سے
احسان کیے ہین کیسے کیسے

ہے شاہ وہی غریب پرور
کیون آج نظر نہین ہے ہم پر

پہونچا ہے اگر کوئی خبر پھر
کیا چشم کرم ہوا ادھر پھر

اس ہند کی ملک ملک ہے دھوم
اورون کو نہ ہو خبر یہ معلوم

مرتا ہے شرم سے گوارا
کسکو یہ سننے کا ہے یارا

وہ قیصر ہند کے دعا کو
فاقون سے جان بلب ہین دیکھو

ساقی مئے بیخودی پلا دے
پھر ہوش نہ آئے وہ دوا دے

کٹتی نہین کاٹے یہ مصیبت
جاتی نہین آکے یہ قیامت

کب تک تقدیر کا یہ رونا
انجام کو جب ہے خاک ہونا

آنا جانا لگا رہے گا
جاری یہ سلسلہ رہے گا

انیس سو سات کی ہے رخصت
بیچارے کا دم تھا پھر غنیمت

طاعون سے تھی امان اسکے
محفوظ بلا تھی جان اسکے

یون لوگ ہوے عدم کو راہی
پہلی سی مگر نہ تھی تباہی

قسمت مین نہ تھی جو نیک نامی
بارش نے عاقبت کمی کی

دیکھی جو مصیبتون کی بھر مار
کر ہی گیا کوچ آخر کار

یون وقت وداع مل کے رویا
ہستی ہی سے اپنے ہاتھ دھویا

دیکھو کوچ و مقام دیکھو
عالم کا انتظام دیکھو

پیدا یہ ہوا ہوا یہ ناپید
کچھ موت و حیات کی نہین قید

انیس سو آٹھ لاے تشریف
پہلی یہ آپ کی ہے توصیف

لیتے ہوئے آئے قحط سالی
داتا کہیں گھروں میں ہے نہ پانی
حالت سے ہے میزبان کی ابتر
ہاں دیس میں آپ اپنے جائیں
سمجھیں کہ ہم شاہ اڈورڈ
ممکن ہے ہند کے پھریں دن
شاہان چہ عجب گدا نوازی
ہو جائے جو بخشش شہانہ
ہوتے ہیں کروڑوں جنگ میں صرف
اسمیں، تو سوا ہے نیک نامی
صدیوں ان پشتوں رہیگا چرچا
ایسی کیا قحط کی بلا ہے
ترکیب کرے اگر کلکٹر
فریاد سنے ابھی گورنمنٹ
ساقی لبریز کوئی ساغر
مطلب سے الگ بہک گیا ہوں
سب ہیچ یہ حرص و آرزو ہے
ہر شاہ و گدا کا جو ہے مختار
رزاق وہی وہی ہے رازق

آمد کی ہے یہ روش نرالی
کس برتے پہ عزم میہمانی
فاقہ خود ہند میں ہے گھر گھر
اس دکھ کی وہاں خبر سنائیں
اکسیر ہے وہ نگاہ اڈورڈ
اپنے تو قدیم ہیں محسن
یک جنبش چشم چارہ سازی
افلاس مٹے پھرے زمانہ
جاتی ہیں جانیں آتا ہے حرف
ہے اجر عظیم بھی دوامی
خلقت کی زبان پر اس عطا کا
ہر درد کی دہر میں دوا ہے
غربا کے نصیب بھی ہوں یاور
امداد کرے ابھی گورنمنٹ
سر ضعف سے کھا رہا ہے چکر
لغزش میں قلم سے تھک گیا ہوں
ذلت یہ خوشامدوں کی خو ہے
ایسے میں ہو فضل اسیکا درکار
مخلوق ہیں سب وہی ہے خالق

بھیجے من سلویٰ وہ تو اب بھی	نیت بھی تو ہو درست اپنی
بیٹھے اُس سے لگا کے تو جو	محتاج کبھی نہ غیر کا ہو
ماں باپ سے دلنواز ہے وہ	دل ریش کا چارہ ساز ہے وہ
ہٹن پر سے ابھی اگر وہ چاہے	قدرت سے الگ ہے اُسکی کیا شے
وہ خار مین گل کرے ہویدا	ہر گھاس سے ہو اناج پیدا
مٹی کو یہ طاقت نمو دے	پھولین خاشاک مین شگوفے
حقا تو یگانہ صفت سے ہے	جو کچھ ہے وہ تیری معرفت ہے
ساقی تھوڑی سی شراب عرفان	دے جس سے بڑھے فروغ ایمان
کٹ جائے یہ عمر بیخودی مین	کچھ لطف نہین جبلی کٹی مین
اک چپ مین ہون دو رسو بلائین	ہو قطع زبان جو لب ہلائین
ہوتا ہے سکوت کا جو عادی	رہتی ہے اُسی کے ہاتھ بازی
کیا لطف جو غیر عقدہ کھولے	جادو ہے جو سر پہ چڑھکے بولے
اتنی سے حفیظ کی نصیحت	جز شکر نہ چاہیئے شکایت
ہم ہون گے نہ ہوگی قحط سالی	کہنے کو یہ بات اک رہیگی
پوچھے گا اگر خدا اسے واحد	صفحے فتنے کے ہونگے شاہد
تا حشر رہے گی بات یہ یاد	کی حاکم وقت نے جو امداد

ساقی نامہ سنہ ۱۹۱۰ع

انیس سو دس ۱۹۱۰ کا آگیا دور	ساقی اب رنگ بزم ہے اور

چلنے کا پڑ رہا ہے جاڑا ۔۔۔ اب فرقت مے نہین گوارا

ہان آتش تر کی آرزو ہے ۔۔۔ وہ لال پری ہے شعلہ رو ہے

سودا ہے سر مین اک پری کا ۔۔۔ سردی مین مزہ ہے میکشی کا

ہوتا ہے سال نو کا آغاز ۔۔۔ ساقی در میکدہ رہے باز

محروم پھرین نہ پینے والے ۔۔۔ دریا اک مے کا تو بہا دے

بدمست ہون پی کے پارسا بھی ۔۔۔ مفتی نہ بچین نہ آج قاضی

اک پینے پلانے کی رہے دھوم ۔۔۔ عالم سے ہون رنج و فکر معدوم

بٹنے ہین اڈیٹران اخبار ۔۔۔ ہو جائین وہ میکشی کو تیار

برہم کو ریاض کو پلا دے ۔۔۔ سجاد کو خیر کو چھکا دے

دعوت یہ ستم ظریف کی ہے ۔۔۔ کیون رنگ پہ ہو نہ محفل مے

مجمع ہے یہان تو قابلون کا ۔۔۔ کچھ کام نہین ہے جاہلون کا

یہ بزم ستم ظریف کی ہے ۔۔۔ آنکھون پہ جگہ شریف کی ہے

لاخیر کا ہے یہان گذر کب ۔۔۔ پاتے ہین بار بے ہنر کب

جادو کا تو یہ کلب نہین ہے ۔۔۔ بے حلمون کی قدر کچھ نہین ہے

خود اسنے بھی کی ہے چاپلوسی ۔۔۔ انمین ہے اک ایک نکتہ دان کی

خود دیکھ لے اسکو ہے اگر ضد ۔۔۔ صفحے اخبار کے ہین شاہد

لکھنے کا نذیر کو کہان ڈھب ۔۔۔ ابتک ہے وحید طفل مکتب

کیا جانین یہ نظم و نثر کی راہ ۔۔۔ رہبر وہ نہین جو خود ہین گمراہ

دہقانی بنے ہین دلی والے ۔۔۔ انصاف ہے فہم کے حوالے

بیتخو کی سُنی ہے گلفشانی
سیکھے وہ طرز خوش بیانی

ایسون سے کہین چلا ہے اخبار
جاہل کے ہین نا بلد طرفدار

ہان فتح ہلال کا چلے جام
ساقی اب دیر کا نہین کام

قابل ایسا تو ہو اڈیٹر
جو بند نہ ہو ذرا کہین پر

کہتا جو ہو فارسی اور اُردو
کیا اُس سے اُلجھ سکے گا جادو

دیکھے وہ غریب اپنی ہستی
اب میاؤن مجھی سے میری بلی

لے جائیگا لاکھ مین یہ پیلا
سب ایک طرف ہون یہ اکیلا

ہے اپنی چمک دمک مین یکتا
کچھ دن مین ہلال بدر ہوگا

آغاز کے دن ابھی ہین ہر چند
کرتا ہے حریف کی زبان بند

ہین نامہ نگار اس کے جتنے
جنرل ہین قلمروِ سخن کے

مونس ہے نکتہ سنج اکبر
ہمدم ہے ریاض سا سخنور

امداد کو خیر خوش بیان ہے
پلے پر موج نکتہ دان ہے

دیتا ہے حفیظ سے بھی واقف
جادو بھی رہا ہے جسکا واصف

مانا ہے قلم کا جس کے لوہا
میدان سخن ہے جسکا جیتا

دن دن ہو ہلال کی ترقی
شہرت ہو ستم ظریف کی بھی

بسنت

بسنت آئی پھولی ہے آنکھوں مین سرسون
خبر کچھ نہین مجکو وہ بے خبر ہون

اُٹھا رکھ بس اب طاق پر تو گلابی | نہ مجھے خواہش مے نہیں آج ساقی
عجب رُت پھری ہے عجب ٹھن ہیں نئے | تڑپ اُٹھے وہ دل جو تھے چوٹ کھائے
غضب ڈھا گیا وہ بسنتی ڈوپٹا | کھلے بند مارا مرے دل پہ چھاپا
سبب زردیٔ رخ کا مجھ سے نہ پوچھو | حسینوں تم اپنی یہ سج دھج تو دیکھو
ڈوپٹا بسنتی ہے ساری بسنتی | اسی رنگ میں آج دنیا ہے ڈوبی
یہاں دیکھیے بس خوشی کا ہے جلسا | بنا شہر ہے کھیت اک زعفران کا
درندے بھی کرتے ہیں صحرا میں چہل پل | مناتے ہیں طائر بھی جنگل میں منگل
ابھی بور ہی آم میں آ رہا ہے | مگر باغ پر اک سماں چھا رہا ہے
وہ سبزی میں زردی کی اُف رے نمایش | بڑھاتی ہے کیا کیا نظارے کی خواہش
وہ سرسوں کا کھیتوں میں کھلنا غضب ہے | وہ گیندوں کا شاخوں میں ہلنا غضب ہے
جدھر دیکھیے شہر سے تا بہ صحرا | غرض اُڑ رہا ہے بسنتی پھریرا
بسنتی مبارک ہو فتنے کو جوڑا | رچے روز شادی سبٹے روز توڑا
جو مینا انھیں دے سکے دل مانتی ہے | تو طوق انہیں حرز جان جانتی ہے
دہن کیا بہت دوران کا ہے شہرا | جو شیدا ہے گو ہر تو عاشق ہے زہرا
محبت کا دم یوں ہی بھرتی ہے نشتر | منگائے تو فتنے کو وہ نذر دے کر
یہ سب کچھ ہے لیکن یہ حضرت ہیں ایسے | کبھی یار ہوتے نہیں ہیں کسی کے
نہ شبنم سکے گاہک نہ سمن کا سودا | نہ چھلکا کی پروا نہ غم کو کلا کا
مریں ان پہ سنبل زنخل جان جائیں | یہ ایسے نہیں جو محبت نبھائیں
کبھی منھ لگاتے نہیں یہ کسی کو | چراتے ہیں آنکھیں سجاتے ہیں جی کو

کچھ ایسا ہی برہم نے جھکا دیا ہے
کہ ہفتم فلک پر دماغ آپ کا ہے

عرضی

ہان محرم کا یہ مہینہ ہے
سب نے رکھی سبیل شربت کی

تشنۂ دید کے لیے اب بھی
کوئی صورت نہین زیارت کی

اب یہ بے النسیون کے کیا معنی
رسم کیا اُٹھ گئی مروت کی

نہ سہی وہ خیال پہلا سا
نہ سہی وہ نظر عنایت کی

اور پری جی سے بھی نہ پوچھی بات
ایک وابستۂ محبت کی

زیر دیوار اور یون محروم
تنگ وسعت ہے خوان نعمت کی

روز عشرہ یہان تو ہے ہر روز
اور ہر شب ہے شب شہادت کی

کیا وہ تحریر شہد سے چاٹین
ہان وہ وا ہے یہ کس ضرورت کی

زندگی بھر کبھی نہ بھولے گی
واہ کیا شان ہے امارت کی

کاش لیتے گدا مجھ سے خبر
مجھ سے اک بے نوا غربت کی

نہ کہین آپ سے تو کس سے کہین
وجہ اور ون سے عرض حاجت کی

تین دن سے بخار آتا ہے
بلکہ اس دم بھی تپ ہے شدت کی

کچھ غذا ہے نہ کچھ دوا افسوس
بیکسی اور شب مصیبت کی

ہائے قدر سخن جہان مین نہین
کیا شکایت ہو پھوٹی قسمت کی

کون دل تھام کرے گا حفیظ

آج یہ داستان حسرت کی

اے قوم کے سرپرست و حامی
محکوم بدل رہین دعاگو
اب عرض یہ مختصر ہے میری
ہم اپنی کٹی ریاستو مین
لڑکے کی ہوئی نہ خوب تعلیم
صرف اُردو مڈل مین پاس ہی یہ
انگریزی زبان سے نابلد ہے
عرضی یہ اسی کے ہے قلم کی
اب اصل غرض ہی پرورش کی
تا عمر حضور کو دعا دے

خالق نے کیا تمھین کلکٹر
حاکم ہو اگر غریب پرور
سُن لیجیے اس کو کان دھر کر
شاعر تھے نصیب بھی تھے یاور
لکھون جو سبب ہو ایک دفتر
ہمعصرون مین اپنے گو ہے بہتر
برگشتہ ہے اس لیے مقدر
خوبی سواد خط سے ہے مظہر
ہو جائے کسی طرح یہ نوکر
جانے کہ ملا تھا کوئی افسر

ارمان حفیظ کے ہون پورے
جلد آپ ہون مستقل کلکٹر

قطعہ

یہ مجھ سے کہتے ہین احباب اے حفیظ اکثر
یہ ما نین دھوم ہی آج اُنکے فیض کی گھر گھر
چمک گیا ہے ضرور اُنکا نیر اقبال

سُنا ہے تم ہو سعادت کی سعد منزل مین
بہت غریبون کا حصہ ہی اُنکے حاصل مین
گذر ہوا ہے کسی کا جب اُنکی محفل مین

جلو مین آپکے ہر طرح کے ہین حاضر لوگ
یہ لطف عام کہ ناقص بھی کچھ ہین کامل مین

ہوا بلند یہ داد و دہش کا آوازہ
کہ گونجتی ہے کھنک زر کی گوش سائل مین

ہر اک طرف سے سوالون کی یون ہی بھرمار
جواب دیجیے کیا گھر گئے ہین مشکل مین

رہی یہ بات کہ دریا کی اس مین کیا تقصیر
جو بدنصیب کوئی تشنہ لب ہو ساحل مین

قریب رہ کے بھی قسمت کی نارسائی سے
جگہ ہم اپنی ذرا بھی نہ کر سکے دل مین

یہی ہے وجہ کہ سب تو ہین کام پر مامور
مگر شمار ہمارا ہے مد فاضل مین

ایڈریس

اُداس صبح کو ایسا کبھی نہ تھا گلشن
شگفتہ آج نہین ٹہنیون مین کوئی پھول

کچھ آج رات کو شبنم نے کم کیا چھڑکاؤ
اُڑا رہی ہے صبا یون جو ہر روش پر دھول

ہوا جو سوچ مجھے تو کہا یہ سوسن نے
کہ مجھ سے سُن تجھے اس بات کی ہے فکر فضول

جناب شمبھو نرائن یہان سے جاتے ہین
یہی ہے وجہ کہ چھوٹے بڑے ہین سب مَلول

ہوا ہر ایک کو رنج آپ کی جدائی کا
نہ کیون ہو آپ ہین ایسے ہی آدمی مقبول

یہان جو آپکے ماتحت تھے وہ کہتے ہین
جو حکم ہو تو چلین ہم بھی آپ ہی کے شمول

سلامت آپ رہین خوش رہین جہان جائین
ہمین بھی آپکی خدمت کا پھر شرف ہو حصول

عجب نہین کہ ہمین دل مین یاد رکھین آپ
خیال بندہ نوازی ہے آپ کا معمول

دعا پہ ختم کر ایڈریس وقت کم ہے حفیظ
قلم کو روک کہ ہوتا ہے اب سخن کو طول

دکھا آج ساقی وہ دریا دلی
نہ جیسے مجھ سے میکش کی بھی تشنگی

لبون سے لگا ہی لیے جام مل
سے چلے دور جبتک ہے فصل گل

دکھا دے آن آنکھونکو تو وہ سمان
ہو میخانے مین مے کا دریا روان

روان کشتی مے ہو لیل و نہار
زمانہ بط مے کا کھیلے شکار

مگر میرے نواب والا حشم
سعادت علی خان عالی ہمم

زہے ظرف مستی مین ہشیار ہین
شراب محبت سے سرشار ہین

حسینان عالم گلے کے ہین ہار
شب و روز ہے لطف بوس و کنار

حسین نوجوان خوبرو خوش بیان
بھری ذات اقدس مین ہین خوبیان

ترقی پہ دل کے جو ہین ولولے
رفیق و مصاحب ہین سب منچلے

ملازم بھی اک اک ہین نازک خیال
ملے ڈھونڈھنے سے نہ جنکی مثال

کوئی نثر کے رنگ مین بے نظیر
کوئی نظم مین خاص ہمرنگ میر

کوئی ہے کہ انگلش مین وہ فرد ہے
کوئی شیر افگن جوان مرد ہے

ریاست کے کامون سے ماہر کوئی
زراعت مین رکھتا کوئی آگہی

کسیکو ہے گانے بجانے مین دخل
کوئی ہے کہ وان اُت جو پائے وصل

کوئی وضعداری ہی مین ایک ہے
کوئی انتہا درجہ کا نیک ہے

مگر سب کے سب ہین بدل خیرخواہ
کہ مالک کی سب پہ ہے یکسان نگاہ

جو آفس کے کامون سے پایا فراغ
تو کچھ دیر کرنے کو تازہ دماغ

ہوے آپ رونق دہ انجمن
رہا دیر تک لطف شعر و سخن

کہ اتنے مین ہلکارے نے دی خبر — پرو پچھے کا جنگل ہے چیتونکا گھر
بہت صید چیتون کے ہین۔ ماسوا — کہین پر ہے سوور کہین بھیڑیا
کسی جا ہرن ہین کہین نیل گاؤ — وہ جنگل کا دریا سے جوہے لگاؤ
تو دریائی بھی ہین بہت جانور — کنارون پہ رہتے ہین اکثر مگر
ہوئی اس خبر سے نہایت خوشی — ملی ہے جو ترکے مین شیر افگنی
ہوا حکم ابھی جاری ہو روبکار — رسد کی کرے فکر ہر اہلکار
ہوئین صاف بندوقین نیزے درست — سوار اردلی کے ہوئے چاق و چست
رسد کا وہان جب ہوا انتظام — یہان یون سفر کا ہوا اہتمام
لگی ڈاک گھوڑون کی پھر جابجا — سہولت سے جسمین کٹے راستا
چلے کوٹھی سے لینڈو پر حضور — عجب شوکت و شان کا تھا ظہور
وہ پر زر لباس اور زرین کلاہ — کہ ہو دیکھ کر جسکو خیرہ نگاہ
وہ گاڑی کا حسن اور گھوڑونکی چھب — چمک نقرئی ساز کی وہ غضب
سئیسون کی وہ وردیون کی بہار — ہوا پر تھا اک تختۂ لالہ زار
رفیق و مصاحب کی بھی گاڑیان — عقب مین تھین سب لینڈو کے سوان
تماشائیون کا وہ کوسون ہجوم — بعینہ ہو میلے کی جس طرح دھوم
سواری کی وہ شان وہ احتشام — دورویہ وہ خلقت کا اک ازدحام
ہوا تھے عنان لیتے ہی راہوار — چھٹا شہر پایا نظر سبزہ زار
وہ پر لطف صحرائیت کی فضا — وہ کھیتون کی سبزی وہ ٹھنڈی ہوا
جو رستہ ہوا دو گھڑی مین تمام — ہوا آگے سے گھٹی مین شب کو مقام

ہوئی ڈاک بنگلے مین یہ روشنی کرے کھیت جس طرح سے چاندنی
بہت ایستادہ تھے اس جا خیام فراغت سے ٹھہرے جہان خاص و عام
لگا تھا جو اک بیستا بازار بھی تماشائیون کو نہ کچھ فکر تھی
عجب لطف سے شب ہوئی وہ بسر نمایان ہوا جب کہ وقت سحر
ہوے آپ پھر لینڈو پہ سوار چلے سوے صحرا براے شکار
جو گاڑی ہوئی آہنی پل کے پار ہوے لوگ پھر ہاتھیون پر سوار
جو ہاتھی تھا یون تو گران ڈیل تھا شکاری مگر سب مین اک فیل تھا
چلا اس طرح کچھ وہ کانون کو جھاڑ ہوا پر تھا سر سے کا گویا پہاڑ
وہ تابندہ ہودج وہ رنگین جھول جسے دیکھ قوس قزح جاے بھول
وہ نواب والا کی زرین کلاہ کہ تھی مہر کی جس سے خیرہ نگاہ
بدن سے کچھ اس طرح کا جامہ زیب جو پوشاک پہنی ہوئی دلفریب
بہت پی چکے ہین نشیلی شراب پلا ساقیا اب جوشیلی شراب
چڑھے جس سے جرات کے نشہ کا رنگ نظر مین سماے نہ شیر پلنگ
کوئی فیر بھی خالی جانے نہ پائے نشانہ ہو وہ صید زد پر جو آئے
وہ جنگل کا منظر وہ وقت سحر پرندون کے نغمے وہ ہر شاخ پر
وہ اڑنا پرون کو کبھی تول کے چہکنا وہ منقارون کھول کے
ابھی دیکھتا تھا ہر اک یہ سمان کہ گذرا ادھر ایک شیر ژیان
بجیا ناک ہوے فیل اسے دیکھکر دبکنے لگے مل کے باہم دگر
ہوا ایک ہاتھی بہت بے قرار کہ یہ دو ملازم تھے جس پر سوار

گئی جان کہتے تھے واحد حسین ‏ یہی کیولا کی زبان پر تھے بین
خدا سے ادھر التجا بار بار ‏ ادھر ایشور ایشور کی پکار
ہوے تھے جو گم پیل بانون کے ہوش ‏ ادھر سے ادھر سے کا تھا اک خروش
یہ ہنگامہ تھا ہی کہ نواب نے ‏ نشانہ کیا شیر کو تاک کے
کچھ ایسی وہ گولی لگی بند کی ‏ ذرا شیر کو پھر نہ جنبش ہوئی
زمین پر ہوا گر کے فوراً ہلاک ‏ لہو سے ہوئی لالہ گون اسکے خاک

سبھون نے کہی آفرین مرحبا
کرے اور اللہ جرأت عطا

ناتمام نظم

دن جو رخصت کے ہوے پورے وطن سے مین چلا
دوپہر کا وقت تھا اُنیس سو دس کا تھا دور
جلوہ گر آقا کو پایا صدر مین کرسی نشین
بل جبین پر اور چہرہ ہو رہا تھا سُرخ سُرخ
رعب کہتا تھا کہان رستم ہین تھا یہ دبدبا
چیدہ چیدہ چند بندوقین دھری تھین سامنے
لینڈو اتنے مین برسانی تک آ پہونچی قریب
آگے پیچھے گاڑیان جب اور بھی آئین نظر
الغرض بیٹھے مع رفقا کے گاڑی پر حضور

جمعہ کا دن تھا ہوئی جب حاضری دربار کی
جنوری کی ٹھیک اٹھائیس وہ تاریخ تھی
اپنی اپنی جا پہ تھے سب حاضران بزم بھی
دونون ابرو تن رہے تھے یا تھین تلوارین کھنچی
تیز نظرین کہ رہی تھین ہم ہین برچھی کی انی
کہتی تھی جرأت مبارک آپ کو شیر افگنی
جسمین مشکی رنگ کے دلیر کی تھی جوڑی جتی
اُس گھڑی پوچھو نہ فیلون سے کچھ دل کی خوشی
وہ تزک اسوقت کا وہ سین بھی تھا دیدنی

کسقدر آراستہ تھا ہر سلیس اور کوچین
اسطرف وہ دھوپ مین مونو گرمون کی چمک
باگ لیتے ہی ہوا تھے برق تھے گھوڑے نہ تھے
دیکھکر اہل تماشا محو حیرت ہو گئے
اور گاڑی اور فلٹنون کی جو پیچھے تھی قطار
تین گھنٹون مین ہوا طے دوپہر کا راستہ
رات بھر آرام سب نے ڈاک بنگلے مین کیا
پھر اسی جاہ و تجمل سے چلے گاڑی پر آپ
پل سے آگے بڑھتے ہی ہاتھی کو لائے فیلبان

وردیون سے اُنکی پیدا اک طرح کی شان تھی
جگ مگاتا تھا اُدھر گھوڑون کا ساز نقرئی
لینڈو وہ صورت باد بہاری اُڑ چلی
چُپ ہوے سب کہکے اتنا یہ گئی اور وہ گئی
کچھ ندیون سے بھری تھی کچھ تھی سامان سے لدی
گاسے گھنٹے تک ترض یہ ڈاک تھی یون ہی لگی
صید گہ کی صبح کو تیاری پھر ہونے لگی
یہ وہان تک کا سفر تھا ہے جہان پل آہنی
یہ سمان پیش نظر ہوتے ہی گاڑی رُک گئی

تردید

اک دوست نے مجھ سے کی نصیحت
جو علم کی شان جانتا ہے
جب تھوکتا ہے کوئی فلک پر
کہنے دو بُرا کہے جو کوئی
غصے مین آپ سے گذر کے
گو ہجو کی اصل کچھ نہ ہو پھر
شجرہ جو لکھا ہے خاندانی
کیون اپنے خلیق کی یہ دُرگت

ہر طبقے مین علم کی ہے عزت
عالم کا ادب وہ مانتا ہے
منھ پر آتا ہے وہ پلٹ کر
اچھی نہین ہے یہ ہرزہ گوئی
کیا پاگئے آپ ہجو کرکے
ہو جاتے ہین لوگ سنکے ترکھبر
ظاہر ہے طبع کی ردائی
کب کی تھی بھری ہوئی کدورت

کرتا ہو مدح جو تمہاری | اُسکا یہ صلہ یہ دوستداری
بندے ہین اُسکے گورے کالے | انصاف سخن کے ہے حوالے
کرتا ہو قوم کی جو خدمت | زیبا نہین اُس کی یہ مذمت
ترتیب سے غسل کا دلانا | انداز کفن کا یا بتانا
پڑھنا تلقین وہ لحد پر | ہان خدمت دین ہے یہ مقرر
یہ کام وفا پرست کے ہین | شیوے یہ خدا پرست کے ہین
حامی نہ تھا کوئی بیکسون کا | طاعون کا جب تھا دور دورا
کرتا جو نہ یہ خدا شناسی | کتنے مردون کی لاش سڑتی
کوئی نہ قریب اُن کے جاتا | پاتے نہ غسل و کفن نہ غربا
ٹکڑون سے کفن کے واسطہ کیا | ناحق یہ یاندہ لو ہے باندھا
بے لوث ہے اُسکی ذات واللہ | باتین ہین یہ واہیات واللہ
آپس کی پھوٹ یہ بُری ہے | اسمین نہین کوئی بہتری ہے
جو اسکو سنے گا وہ ہنسے گا | بیگانون مین ہوگا اب یہ چرچا
کیا تھے کیا ہو گئے مسلمان | ایسی نہین کوئی قوم نادان
گھر ہی مین جھگڑے کر رہے ہین | آپ اپنی بُرائی کر رہے ہین
وہ جوش مین کر رہے تھے تقریر | خاموش تھا مین برنگ تصویر
ان باتون کا سلسلہ جو ٹوٹا | چہرہ ہوا غیظ سے بھبوکا
پھر عرض یہ مین نے کی بہ منت | سر آنکھون پر آپ کی نصیحت
جو کہہ گئے آپ سب بجا ہے | بندے کی مگر یہ التجا ہے

انسان خطا سے ہے مرکب
غصہ بھی کسی کا ہے تہذیب

کہنے سننے کا جو اثر ہے
اس بات سے کون بیخبر ہے

مطبع سے جو نکلی چھپ کے تحریر
یاروں میں ہوئی وہ خوب تشہیر

باقی کی طرف گمان پہونچا
آخر کو ہوا یہ دھیان پیدا

تحریک کا ہوا ادھر نہ الزام
پیچ بات کی ہے اسی کا تو نام

شاعر تھے ہمیں بھی جوش آیا
خامہ بہر جواب اُٹھایا

زاہد سے نہ شیخ سے خصومت
بیکار ہے بحث ۔ لغو حجت

چھیڑے گا جو ہمکو وہ سنے گا
اسکا جو کچھ ہو بھلا نتیجا

ہاں علم کی قدر و آبرو ہے
منظور نظر ۔ یہ گفتگو ہے

اب روے سخن ادھر نہ ہوگا
اس بات کا لیجیے چٹکلا

ذاتی بھی اگر کریں وہ حملے
اک حرف تو نہ ہم لکھیں گے

فقرہ یہ زبان پر جو آیا
گھبرا کے وہ بول اُٹھے کہ حاشا

یہ امر بیان سے ہے کس کو منظور
اس طرح کریں جو تم کو مجبور

کہتا ہے کون چپ رہو تم
جو ایک سنو تو سو کہو تم

اس بات کا ہاں لحاظ رکھو
ساتھ اُس کے نہ اور کو سبھٹو

صحت نامہ دیوان اول حفیظ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱	۱۱	رما نا	زمانا
۱۱	۱۵	توڑا	ٹوٹا
۱۳	۱۹	مزہ توجب	تو مزہ جب
۱۴	۱۹	گھبرا	گھیرا
۱۵	۵	فضا	قضا
۱۵	۱۱	رع	نزع
۱۵	۱۷	ضبط نہاں	ضبط فغان
۱۶	۴	اس ذکر	اسکا ذکر
۴۰	۱۰	کرنا سور	ناسور
۴۲	۱	ستے	سنتے
"	۴	کوئی	کوئی
۴۵	۵	دیدہ	دزدیدہ
۴۷	۵	ھارے	تمہارے
۴۹	۱	کہتا وہ	کہنا وہ
"	۴	دیکھیے گا	دیکھیے اب
"	۱۱	لیتے ہی	لیتے ہین
۶۰	۱۷	کسی سنے	کس نے
۶۱	۱۰	نہین ہے	رہا نہ
۶۴	۸	کرون	کرین
"	۱۵	کہتا	کہنا
۶۵	۶	گریبانیان کی	گریبان کی
۷۰	۱۶	گناہ اپنی	گناہ اپنے
۷۴	۷	خیام	خرام
۸۴	۱۳	آئے لو	آئے نہ لو
۸۸	۱۰	کافر دیندار	کافر و دیندار
۱۰۳	۳	باتون مرتا ہو	باتون پہ مرتا ہو
۱۰۶	۶	کسوقت	بیوقت
۱۰۷	۵	رہتی پریان	رہتی ہین پریان
"	۱۳	نرم	بزم
۱۰۹	۱	کیسا متانہ	کیا ہی متانہ
"	۱۷	بتائین	بنائین
۱۱۳	۹	ہین	نہین
۱۱۷	۵	یہ صفحہ	جو صفحہ
۱۳۰	۱۹	لازم ہے	لازم تھا
۱۳۳	۴	کرنا تھا	کرنا تھی
۱۵۹	۱۵	غیر سے	غیر نے
۱۶۶	۱۹	جان کے	جان سے
۱۶۸	۸	درگاہ جانا	درگاہ مین جانا
۱۷۱	۱۶	ہٹکری	ہتکری
۱۸۱	۱۶	اب یہ دھبا	کیا یہ دھبا
۱۸۳	۱۷	وحد مین	وحید مین
۱۸۹	۱۲	پاؤن کا اُٹھانا	پاؤن اُٹھانا
۱۹۲	۱۵	وصال مین	وصال بھی
۱۹۹	۵	ٹوٹ گیا	لوٹ گیا
۲۰۳	۹	جھپے	چھپے
۲۱۱	۹	زمانے کا حاتم کو	زمانے کو حاتم کا
۲۳۱	۵	دیتا ہے اور دیگا	دیتا ہے وہ دیگا
۲۴۱	۱۱	ہون نیم برش تیار	ہون نیم برشت انڈے تیار
۲۴۵	۱۶	چلو مین تو	چلو مین جو
۲۵۰	۱۶	منقارون کھول کے	منقارون کو کھول کے

اعلان

اس دیوان کی رجسٹری
حسب منشار ایکٹ ۲۵ ۱۸۶۷ء
عمل میں آئی ہے۔ کوئی صاحب بلا اجازت
مصنف قصد چھاپنے یا چھپوانے کا
نہ فرمائیں

المشتہر
حفیظ - جونپور

پرنٹر حکیم پریم پبلیشر جناب حفیظ سپاولگھاٹ جونپور